میٹھا زہر

مفتی محمد اکمل مدنی

مکتبہ اعلیٰ حضرت

بسم

الله

الرحمٰن

الرحیم

میٹھا زھر

(HONEYED POISION)

مصنف مفتی محمد اکمل صاحب

۳ ربیع الاول ۱۴۲۶ھ بمطابق 14 اپریل 2005ء

نمبر شمار	﴿فہرستِ مضامین﴾	صفحہ نمبر
1	**حرفِ آغاز**	1
2	غفلت کا شکار دو بڑے گروہ............	2
3	**مجازی عشق ومحبت،میٹھا زہر کیوں؟**	5
4	**محبت وعشق کی تعریف**........	6
5	**عشق ومحبت کی اقسام**........	6
6	غرض کے اعتبار سے اقسام	7
7	محبوب کے لحاظ سے اقسام	7
8	**(میٹھے زہر کے عقلی ونقلی نقصانات)**	
9	**﴿پہلا نقصان﴾**	10
10	**﴿دوسرا نقصان﴾**	13
11	☆گھر دیکھ کر ہی نیند آتی...........	16
12	☆اپنے بازو چبانے والا برہنہ عاشق........	16
13	☆محبوب کی بے رخی سے موت........	17
14	☆اللہ عزوجل کے قرب کی خواہش مند لڑکی........	17
15	**﴿تیسرا نقصان﴾**	21

22	﴿چوتھا نقصان﴾	16
22	﴿پانچواں نقصان﴾	17
23	(۱) غیبت، چغلی،الزام تراشی ،حسد	18
25	(۲) بدنگاہی کا وبال............	19
27	چہرہ سیاہ پڑ گیا............	20
28	(۳) زناء میں مبتلا ہونا............	21
30	عابد،کافر ہوگیا............	22
34	(۴) قتل وغارت............	23
39	☆زندہ دفن کردیا............	24
41	☆صحروالا گناہ............	25
42	☆تدبیرالٹی پڑ گئی............	26
43	(۵) خود کشی............	27
45	☆تیر پیٹ میں گھسا لئے............	28
47	(۶)اپنے ہاتھ سے غسل واجب کرنا........	29
48	(۷) جھوٹ اور منافقت میں گرفتا رہونا	30
50	﴿چھٹا نقصان﴾	31
51	☆باپ کوقتل کروادیا............	32

53	☆باپ کو زہر دے دیا....................	33
59	﴿ساتواں نقصان﴾	34
60	☆عاشق کافر اور محبوب مسلمان ہو گیا..............	35
62	☆مؤذن عیسائی ہو گیا....................	36
63	﴿آٹھواں نقصان﴾	37
64	﴿نواں نقصان﴾	38
65	خیالات کی پانچ اقسام....................	39
68	﴿دسواں نقصان﴾	40
69	﴿گیارھواں نقصان﴾	41
72	﴿بارھواں نقصان﴾	42
74	﴿تیرھواں نقصان﴾	43
	﴿میٹھے زہر کی عادت کے اسباب﴾	44
78	پہلا سبب اور اس کا حل	45
79	دوسرا سبب اور اس کا حل....................	46
80	تیسرا سبب اور اس کا حل....................	47
81	چوتھا سبب اور اس کا حل....................	48
83	پانچواں سبب اور اس کا حل....................	49

50	چھٹا سبب اور اس کا حل...............	84
51	ساتواں سبب اور اس کا حل............	84
52	میٹھے زہر کی عادت چھڑانے کے طریقے	
53	پہلا علاج	85
54	دوسرا علاج	86
55	☆ پیارے آقا ﷺ کا فیصلہ...............	86
56	☆ حضرتِ علی رضی اللہ عنہ کا فیصلہ..........	87
57	☆ تاجر نے زندگی بچالی...............	88
58	☆ حضرتِ ابوبکر رضی اللہ عنہ کا عمل.............	90
59	☆ حضرتِ عثمان رضی اللہ عنہ کا فیصلہ...........	91
60	☆ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ایک اور فیصلہ........	91
61	☆ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا فیصلہ.........	93
62	☆ بڑی نیکی..................	93
63	☆ شہوت سے نجات ممکن نہیں..............	94
64	☆ عاشق کے لئے شرعی حکم..............	95
65	تیسرا علاج	97
66	چوتھا علاج	97

104	☆میں انگوٹھے کو دیکھتا رہا ہوں..............	67
105	☆آنکھ باہر نکال دی..............	68
106	☆نظر کی حفاظت سے درجۂ ولایت..............	69
109	**پانچواں علاج**	70
110	☆کفل کی مغفرت ہوگئی..............	71
111	☆فاحشہ کی توبہ..............	72
112	☆اپنا ہاتھ جلادیا..............	73
113	☆جان داؤ پر لگادی..............	74
115	☆عورت کا فریب..............	75
115	☆اس کے علاوہ میرے لئے کوئی اور علاج بھی ہے؟....	76
118	☆خوشبودار بزرگ..............	77
119	☆حضرت یوسف علیہ السلام کی تشریف آوری........	78
120	☆چالیس سال کی کمائی..............	79
121	☆دو جنتیں..............	80
122	☆متقی نوجوان..............	81
124	☆عجیب معاملہ..............	82
125	☆نیک اعمال کا وسیلہ..............	83

84	☆ بادل کا سایہ..............................	126
85	☆ لیکن ایک دروازہ رہ گیا..............................	127
86	☆ کیا اللہ عزوجل بھی سو رہا ہے؟..............................	128
87	☆ تمام گناہ معاف..............................	128
88	☆ آگ نے جلا دیا..............................	129
89	☆ اپنا ہاتھ جلا دیا..............................	130
90	☆ شیر کبھی داخل نہ ہوگا..............................	131
91	**چھٹا علاج**	132
92	☆ دو کھجور کی گٹھلیاں..............................	134
93	☆ حوریں ہاتھ باندھے کھڑی ہیں..............................	137
94	☆ اللہ عزوجل کی محبت کا ثمر..............................	139
95	☆ خوابِ غفلت سے بیدار ہو!..............................	140
96	☆ عام جنتی کا انعام..............................	141
97	☆ نومسلم جنت میں..............................	142
98	☆ شہزادے کی توبہ..............................	144
99	☆ میں عبادت کیوں نہ کروں؟..............................	147
100	**ساتواں علاج**	149

101	☆مردہ ہاتھ چبا رہا تھا..................	151
102	☆تمام بدن میں کیلیں..................	151
103	☆ہائے میں نماز پڑھتا تھا..................	151
104	☆نہ نکلنے والی کیلیں..................	152
105	☆کالے رنگ کا آدمی..................	152
106	☆کفن چور اندھا ہوگیا..................	152
107	☆آہ، آہ کی آوازیں..................	153
108	آٹھواں علاج	154
109	☆اتباعِ نفس کی مذمت..................	155
110	☆مخالفتِ نفس کی فضیلت..................	156
111	☆بزرگ ہوا میں..................	156
112	☆اپنی مرضی، اللہ عزوجل کی مرضی کے تابع..................	157
113	☆حور کا مہر..................	157
114	نواں علاج	158
115	دسواں علاج	159
116	☆کوچ کے لئے تیار قافلہ..................	162
117	☆مُردوں کی تمنا..................	162

118	☆آپ کو بھی ایک دن مرنا ہے...........	163
119	گیارھواں علاج	164
120	☆اس کی تجہیز و تکفین فرشتے کریں گے...........	165
121	☆پاگل کنیز...........	167
122	☆اپنے پروردگار عزوجل سے محبت کر...........	168
123	☆باندی جنت میں...........	169
124	بارھواں علاج	173
125	☆عقل مند شخص کی نصیحت...........	174
126	تیرھواں علاج	176
127	مسلمان بہنوں کی خدمت میں چند معروضات	182
128	☆جس سے محبت کی وہ قبول کیجئے...........	185
129	متعلقین کی خدمت میں عرض	188
130	☆دل بیمار ہو گیا...........	189
131	☆شفقت کے باعث عشق سے توبہ کرلی...........	190
132	☆پانی مٹی سے بنی ہوئی چیزیں چھوڑ دے...........	190
133	☆کیا ابھی توبہ کا وقت نہیں آیا؟...........	191

134	☆ تو نے گندگی سے محبت کی ہے.................	191
135	☆ پہلے چالیس دن باجماعت نماز پڑھو.................	193
136	**شادی شدہ خواتین وحضرات کی خدمت میں خصوصی عرض**	194
137	مفلس کون؟.................	195
138	**دوسروں کا گھر اجاڑنے والے عشاق کی خدمت میں عرض**	199
139	☆ بادشاہ گونگا بہرہ ہو گیا.................	200
140	حرفِ آخر	202
141	☆ افسوس کی بات ہے.................	202
142	☆ قاتل کی مغفرت ہو گئی.................	204

حرفِ آغاز

ہر ذی شعور مسلمان (Sensible Muslim) خوب اچھی طرح جانتا ہے کہ آخرت کی تیاری کے لئے، اس موجودہ زندگی کے علاوہ مذہب اسلام میں کسی اور دنیوی زندگی کے دیے جانے کا کوئی تصور موجود نہیں، لھذا سعادت مندی کی علامت یہی ہے کہ اپنی اس مختصر ترین زندگی کا ایک ایک لمحہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت اور نفس و شیطان کی مخالفت میں گزارا جائے۔

لیکن اس اعترافِ حقیقت کے باوجود انسان ناتواں، بتقاضائے بشریت، اکثر و بیشتر غفلت کی جانب مائل ہوکر مختلف اسباب کی وجہ سے اپنے لِئے، ایسے اعمال کا انتخاب کر بیٹھتا ہے کہ جن کے باعث نہ صرف اس کی آخرت سخت خطرے میں پڑ جاتی ہے، بلکہ دنیاوی لحاظ سے بھی سراسر خسارے کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

غافل مسلمانوں کی اس بڑی تعداد کو دو بڑے گروہوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ کیونکہ

ان میں سے بعض تو وہ ہوتے ہیں کہ جو اس بات کو بخوبی سمجھتے ہیں کہ جس چیز کو ہم نے اپنے لئے پسند کرنے کی حماقت کی ہے، اس میں ہمارا اپنا ہی نقصان ہے۔

اور بعض ایسے ہوتے ہیں کہ جو سستی و غفلت اور علمِ دین سے محرومی کے باعث اپنی غلطی تسلیم کرنے اور باعثِ ہلاکت اعمال کو نقصان کا سبب ماننے کے لئے ہی تیار نہیں ہوتے، بلکہ وہ اسے بالکل درست، بلکہ بعض اوقات تو ان کی ادائیگی کو اپنا کمال تصور کرتے ہیں۔

اگر اللہ عزوجل کی کرم نوازی شاملِ حال نہ ہو، تو یہ دوسری قسم کے حضرات، عموماً دنیا

والوں کے لئے نشانِ عبرت بن جاتے ہیں اور بعض اوقات تو انھیں اپنے ایمان سے بھی ہاتھ دھونے پڑ جاتے ہیں۔

پہلی قسم کے حضرات پھر دو بڑی جماعتوں میں تقسیم ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ

ان میں سے **بعض** تو اس نقصان کو محسوس کر کے ''ہمت و جرأت اور اللہ تعالیٰ کی عنایت'' سے کہ سب بربادی کا باعث بننے والے اعمال سے ''تباہی و ہلاکت کا شکار ہونے سے پہلے ہی'' توبہ و چھٹکارا حاصل کرنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔

جب کہ دوسرے **بعض** ان افعال و اعمال میں پوشیدہ لذت.. یا.. دنیوی منافع کے نشے کے اتنے زیادہ عادی ہو چکے ہوتے ہیں کہ سب کچھ جاننے کے باوجود خود کو حالات کے سپرد کر کے اپنی آخرت اور دنیا والوں کی طرف سے بالکل آنکھیں بند کر لیتے ہیں۔ نیتجتاً ان کا انجام بھی ماقبل مذکورہ دوسری قسم کے لوگوں کی مانند ہی ہوتا ہے۔

دنیا میں خسارے اور آخرت کی ذلت و رسوائی میں مبتلاء کروانے والے اعمال میں سے ایک عمل ''مجازی عشق و محبت'' میں گرفتار ہو جانا بھی ہے۔ اگر ''مجازی عشق و محبت'' کو بطورِ مثال سامنے رکھ کر ذکر کردہ اقسام کا جائزہ لیا جائے، تو غالباً مذکورہ تمام گفتگو ذرا زیادہ بہتر انداز میں سمجھ میں آ سکے گی۔ چنانچہ،

بعض تو ''معاشرے میں ہونے والے پے در پے عبرت ناک واقعات'' کی وجہ سے، اسے اپنے لئے زبردست نقصان و خسارے کا سبب سمجھتے ہیں۔ لیکن......

بعض ایسے بھی ہیں کہ جو وسعتِ ذہنی سے محروم ہونے کی بناء پر اسے درست و صحیح، بلکہ ''عبادت'' کا نام دیتے ہیں، اور بطورِ دلیل کسی آوارہ ذہن کا تخلیق کردہ یہ شعر پڑھ کر خود کو جھوٹی تسلیاں دیتے رہتے ہیں کہ،

پیار کرنا تو اک عبادت ہے
پیار کرنا کوئی گناہ تو نہیں

(To love is worship,To love is not a sin)

یہ ''پریشان حال گروہ'' کسی بھی صورت میں اسے غلط و خلافِ شرع و باعثِ ہلاکت کام تسلیم کرنے کے لئے تیار نظر نہیں آتا، بلکہ جنسِ مخالف کو اپنی طرف مائل کر لینا' ان کے نزدیک ایک بہت بڑا کارنامہ اور لائقِ تحسین امر ہے۔نتیجتاً اگر اللہ تعالیٰ کا کرم شاملِ حال نہ ہو،تو ایسے لوگ عموماً، دنیا کے لئے باعثِ عبرت بن جاتے ہیں اور بعض اوقات اس ''میٹھے زہر'' کو پیتے پیتے ''کفر'' تک جا پہنچتے ہیں۔

پھر حسبِ بیانِ سابق، پہلی قسم یعنی اپنی حماقت کے نقصان دہ ہونے کو تسلیم کر لینے والے لوگ، دو طرح کے ہوتے ہیں۔ چنانچہ

بعض وہ کہ اسے ایک برا فعل تصور کر کے اور اس کے نقصانات کا اندازہ لگا کر توبہ کی توفیق حاصل کر لیتے ہیں۔

جبکہ اکثر اس فعلِ قبیح کی آفات جاننے کے باوجود حصولِ لذت اور نفسانی خواہشات کی شدت کے باعث، جان چھڑانے کی ہمت سے خود کو خالی پاتے ہیں۔ بطورِ نتیجہ ان کا انجام بھی ذکر کردہ ''پریشان حال گروپ'' سے مختلف نہیں ہوتا۔

ان اقسام کے بارے میں گہری نظر سے مطالعہ کرنے کے بعد، ہمیں بھی اپنے بارے میں خوب ٹھنڈے دل سے غور کرنا چاہیئے کہ'' خدانخواستہ ہمارا تعلق مذکورہ اقسام میں بیان کردہ ان حضرات سے تو نہیں کہ جن کے بارے میں'' دنیا کے لئے نشانِ عبرت بن جانے اور ایمان کے برباد ہو جانے'' کے سلسلے میں خدشے کا اظہار کیا گیا ہے؟.........

اگر آپ کو اس سوال کا جواب ''قلبی و زبانی اقرار'' کی صورت میں حاصل ہو،تو

پھر ہمارے مخلصانہ مشورے کے مطابق اس ''میٹھے زہر'' سے خود کو بچانے کی بھرپور کوشش کیجئے، اس سے پہلے کہ آپ واپس آنا چاہیں لیکن آپ کو واپسی کا راستہ نہ ملے اور پھر شدید غم و پچھتاوے آپ کا مقدر بن کر، دنیا میں بے سکونی اور آخرت میں ذلت و رسوائی کا سبب عظیم واقع ہو جائیں۔

ہم نے مجازی عشق و محبت کو میٹھے زہر کا نام کیوں دیا؟....

اس کی وجہ سے انسان دنیا و آخرت میں بے شمار آفتوں کا شکار کیوں اور کس طرح ہو جاتا ہے؟....

اور یہ عمل اللہ عزوجل اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی میں کیوں شمار کیا جاتا ہے؟....

ان تمام سوالات کا بالتفصیل جواب جاننے کے لئے کتاب ھذا کے اگلے مضامین کا غور و تفکر اور قلبی حاضری کے ساتھ مطالعہ بے حد ضروری ہے۔

چنانچہ اس سلسلے میں سب سے پہلے شرعی لحاظ سے محبت و عشق کی تعریف، ان کی جائز و ناجائز اقسام اور پھر ان میں سے ہر ایک کے بارے میں چند ضروری باتوں کا جاننا بے حد مفید رہے گا۔

اگلے صفحات کھولئے اور تمام مضامین پوری توجہ کے ساتھ پڑھنے کی سعادت حاصل کیجئے۔

محبت کی تعریف کرتے ہوئے امام راغب اصفہانی رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں،

اِرَادَۃُ مَا تَرَاہُ اَوْ تَظُنُّہٗ خَیْرًا۔ یعنی اس چیز کی خواہش کرنا کہ جسے تو اپنے لئے اچھا اور بہتر گمان کرتا ہے۔" (مفردات امام راغب رحمۃ اللہ علیہ)

تعریف میں لفظِ خواہش (wish) پر غور کیا جائے ،تو معلوم ہوگا کہ محبت دراصل ہمارے دل کی ایک کیفیت (Condition) کا نام ہے، کیونکہ جب دل کو کوئی چیز اچھی لگتی ہے، تو وہ اس کے حصول کے لئے بے تابی کا اظہار کرتا ہے اور انسان سے بار بار اس کا مطالبہ کرتا ہے اور یہی مطالبہ "خواہش" کہلاتا ہے۔پس نتیجہ یہ نکلا کہ دل کے کسی پسندیدہ شے کی جانب مائل ہوجانے کا نام ہی محبت ہے۔

اور عشق کی تعریف کرتے ہوئے حضرت علامہ ابن منظور رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں،

اَلْعِشْقُ فَرَطُ الْحُبِّ۔ یعنی محبت میں حد سے تجاوز کرنا عشق ہے۔

(لسان العرب۔جلد۹)

معلوم ہوا کہ جب دل کسی کی جانب مائل ہونے میں حد سے تجاوز کرجائے ،تو اس میلان (Bent) کو "عشق" کہتے ہیں۔

مذکورہ امور کا خلاصہ یہ ہوا کہ جب تک دل کسی کی طرف مائل ہونے میں حد سے تجاوز نہ کرے، تو اتنا میلان "محبت" کہلاتا ہے..اور...جب اس میلان وکشش میں شدت پیدا ہوجائے ،تو اسے "عشق" کا نام دیا جاتا ہے۔

پھر عشق ومحبت کی تقسیم دوطریقے سے کی جاتی ہے۔

(1) غرض کے اعتبار سے۔(2) محبوب کے اعتبار سے۔

انسان کے دل کا مختلف چیزوں کی طرف مائل ہونا مختلف اغراض پر مبنی ہوتا ہے، اس اعتبار سے عشق و محبت کی تین قسمیں ہیں۔

لذت کی غرض سے:

جیسے کسی مرد کا عورت یا بے ریش لڑکوں سے عشق و محبت کرنا۔

دنیاوی منافع کی غرض سے:

جیسے انسان کا اپنے کاروبار و مال وغیرہ سے عشق و محبت رکھنا۔

اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کی غرض سے:

جیسے ہمارا انبیاء علیھم السلام و صحابہ و اہلِ بیتِ اطہار رضی اللہ عنھم و اولیائے کاملین رحمھم اللہ اور اہلِ علم حضرات سے عشق و محبت رکھنا۔

محبوب کے اعتبار سے ان کی چار اقسام ہیں۔

(١) واجب۔ (٢) مستحب۔ (٣) مباح ۔(٤) ناجائز و حرام

واجب سے مراد وہ عشق و محبت ہے، جس کا اختیار کرنا ہر مومن پر لازم و ضروری ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت رکھنا۔

مستحب سے مراد وہ عشق و محبت لیا جاتا ہے، جس کا اختیار کرنا لازم و ضروری تو نہیں ہوتا، لیکن یہ باعثِ اجر و ثواب ضرور ہے۔ جیسے دینی دوستوں سے اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر عشق و محبت رکھنا۔

یاد رہے کہ اس محبت میں اخلاص کی علامت یہ ہے کہ اس کا آغاز و درمیان و انجام ''گناہ'' سے خالی ہوگا۔

مباح سے مراد وہ محبت وعشق ہے، جس کا کرنا، نہ گناہ، نہ ثواب۔ جیسے پالتو جانوروں سے عشق ومحبت کرنا۔

حرام سے مراد وہ محبت وعشق ہے، جو کسی حرام وناجائز شے سے ہو، جیسے سودو رشوت سے عشق ومحبت.. یا.. وہ عشق ومحبت، جو کسی ایسے شخص سے ہو کہ جسے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ ناپسند فرماتے ہوں، جیسے فاسق وفاجر اور بدمذہبوں سے عشق ومحبت رکھنا.. یا.. ایسا عشق ومحبت جو گناہوں اور اللہ تعالیٰ ورسول ﷺ کی نافرمانی میں مبتلاء کروانے کا سبب بن جائے۔ جیسے نامحرم عورتوں اور بے ریش لڑکوں سے عشق ومحبت کرنا۔

سوال:۔

ابھی کچھ دیر پہلے تعریفِ محبت میں کہا گیا کہ "یہ کسی کی طرف دل کے مائل ہونے کا نام ہے۔" اور یہ بات کسی پر پوشیدہ نہیں کہ دل کا مائل ہونا انسان کی قدرت واختیار سے باہر ہے۔ اور جب ایک چیز انسان کی قدرت واختیار سے ہی باہر ہے، تو پھر بسااوقات محبت کو واجب قرار دینا کس طرح درست ہوسکتا ہے؟

جواب:۔

جب حصولِ محبت کو واجب قرار دیا جاتا ہے، جیسے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت، تو اس سے مراد یہ ہے کہ انسان بالقصد ایسے اعمال وافعال اختیار کرے، جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی جانب اس کے قلبی میلان کی نشاندہی کرنے والے ہوں، جیسے ان ذواتِ قدسیہ کے حقوق کو سب سے مقدم رکھنا، فرض وواجب کردہ عبادات کو ان کی تمام شرائط کے ساتھ "خوش دلی" کے ساتھ ادا کرنا، نیز رسول اکرم ﷺ کی سنن پر استقامت کے ساتھ عمل کی سعادت حاصل کرنا۔

یہاں تک بیان کردہ تفصیل کے بعد یقیناً آپ بھی اس حقیقت کو تسلیم کرنے

میں تردد سے کام نہ لیں گے کہ عشق ومحبت کو اس وقت تک اچھا یا برا نہیں کہا جا سکتا، جب تک ان کا سبب معلوم نہ ہو جائے۔ کیونکہ اسباب کی معرفت کے بعد ہی کسی انسان کے لئے فائدے یا نقصان، ثواب یا گناہ کے حصول، دنیا وآخرت میں عزت یا ذلت کے مقدر ہونے اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی بارگاہ میں مقبول یا مردود ہونے کا کوئی حکم لگایا جا سکتا ہے۔

پھر ماقبل مذکورہ اقسام میں سے دو اقسام زیادہ اہمیت کی حامل ہیں۔ جنھیں عموماً عشق حقیقی اور عشق مجازی کا نام دیا جاتا ہے۔

عشق حقیقی سے مراد عشقِ الٰہی عزوجل ہے۔ نیز اس قسم میں ہر وہ عشق ومحبت داخل ہوگی، جسے اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر کیا جائے، چاہے وہ انبیاء (علیہم السلام) سے ہو یا عام مومنین ومومنات سے۔

اور عشق مجازی سے مراد نفسانی محبت ہے۔ اس لفظ کو اکثر، عورتوں یا خوبصورت لڑکوں سے کی جانے والی نفسانی اغراض سے بھرپور محبت وعشق کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔

اس تفصیل کے ملاحظہ کے بعد، اپنے اطراف میں ''مسلم معاشرے'' پر ایک سرسری نگاہ دوڑائیے، آپ بآسانی مشاہدہ کر سکیں گے کہ آج مسلمانوں کی اکثریت ''عشق مجازی'' کی آفت میں بری طرح گرفتار ہے۔ بلکہ بسا اوقات تو یوں محسوس ہوتا ہے، جیسے ان کی زندگی کا مقصد صرف اور صرف ''جنس مخالف'' کی توجہ اپنی جانب مبذول کروانا ہی رہ گیا ہے۔

اس، نفسانی سامان لذت سے بھرپور کام میں کس قدر نقصانات پوشیدہ ہیں، ان

کی ایک جھلک ذیل کے مضامین میں ملاحظہ فرمایئے۔

اس میں پہلا نقصان ،وقت کے ضیاع کی صورت میں مشاہدہ کیا جا سکتا ہے۔وقت جیسی قیمتی دولت کی قدر کرنے والے بخوبی جانتے ہیں کہ یہ نعمت ،اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ ایک ایسا قیمتی سرمایہ ہے کہ جسے صحیح مقام پر خرچ کرنا ،انسان کو دنیا و آخرت میں کامیابی وکامرانی کے قریب تر کردیتا ہے،جب کہ اس کا غلط استعمال،انسان کو مسلسل ناکامیوں کی دلدل میں دھنستا چلا جاتا ہے۔

ضیاع وقت کا احساس دلاتے ہوئے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنھا ارشاد فرماتی ہیں کہ مصیبتیں تو بے شمار ہیں لیکن وقت کا ضائع کرنا،سب سے بڑی مصیبت ہے۔

اور اسی احساس میں مزید تقویت کے لئے حضرت محمد بن حاتم ترمذی رضی اللہ عنہ کا یہ ارشاد بھی یقیناً توجہ طلب ہے کہ

تمھارا اصل سرمایہ تمہارا دل اور تمہارا وقت ہے،جب کہ تم نے ان دونوں کو خیالات کی گندگیوں میں پھنسا دیا ہے اور اپنے اوقات کو ان گناہوں میں ضائع کردیا ہے، جن کا ارتکاب مناسب نہ تھا۔وہ شخص کب نفع کما سکتا ہے کہ جس کا راس المال (یعنی اصل سرمایہ) ہی خسارے میں ہو۔" (ذم الھویٰ لابنِ جوزی)

لیکن عشق ومحبت کے سیلاب میں بہنے والے خواتین وحضرات،اپنی زندگی کے قیمتی لمحات کی قدر وقیمت سے بے پرواہ،انہیں انتہائی بے دردی کے ساتھ،بے کار ترین کاموں میں صرف کر کے،آخرت میں طویل پچھتاوے کا سامان کرتے نظر آتے ہیں۔مثلاً

سکول وکالج ویونیورسٹی کے گیٹ کے باہر کھڑے ہوئے جنس مخالف کی ایک

جھلک کے منتظر نوجوان، چھٹی کے انتظار اور چھٹی کے بعد بس اسٹاپ تک بلکہ بعض اوقات تو گھر تک پہنچانے کے لئے پیچھا کرنے میں اپنا قیمتی وقت ضائع کرتے ہوئے بآسانی دیکھے جاسکتے ہیں۔ یونہی بعض اوقات محلے میں رہنے والی کسی لڑکی کی جانب دل مائل ہو جائے اور اپنی چھت پر سے اس کی ایک جھلک نظر آنا ممکن ہو، تب بھی عاشق زار کو چھت پر گشت کرتے ہوئے کئی کئی گھنٹے انتظار میں کاٹ دینا بے حد آسان محسوس ہوتا ہے۔

پھر دوسری جانب اپنے قلبی جذبات پہنچانے اور اچھے اندازِ تحریر سے متاثر کرنے کی غرض سے ''ایک بہترین خط'' کی تیاری بھی کثیر وقت کا تقاضا کرتی ہے۔

کیونکہ سب سے پہلے اس قسم کے مددگار مواد کو پڑھنا، پھر اشعار کی صورت میں محترمہ کی شان بیان کرنے کے لئے ''عشقیہ اشعار پر مشتمل کتب کا مطالعہ کرنا'' اور پھر خوب سوچ سمجھ کر اپنی تمام تر صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے ایک ''تیر بہدف خط'' کو معرضِ وجود میں لانا، یقیناً طویل وقت کا تقاضا کرتا ہے۔

پھر اس ''قلبی کیفیات کے ترجمان مکتوب'' کو دوسروں کی نگاہوں سے پوشیدہ رکھتے ہوئے محبوب تک پہنچانے کی منصوبہ بندی اور پھر اس پر عمل پیرا ہونا بھی، بہت سا وقت، فضول خرچ کروا دیتا ہے۔ یونہی دوسری جانب سے بھیجا گیا مکتوب پڑھنے اور اس کے بعد غیر یقینی مستقبل کے بارے میں ''خوشنما خیالی پلاؤ پکانا'' بھی سونے پر سہاگا ثابت ہوتا ہے۔

فلموں، ڈراموں کے ذریعے تھیوری حاصل کر چکنے والا ''قابل رحم عاشق'' خوب اچھی طرح جانتے ہیں کہ کسی کا دل اپنی جانب مائل کرنے کے لئے کم از کم اپنے ظاہر کو سنوارنا اور کسی مشہور فلمی شخصیت سے مشابہت اختیار کرنے کا پریکٹکل بے حد ضروری

ہے۔اسی بناء پر ایسے حضرات ''مشن'' پر روانگی سے قبل ایک طویل مدت تک اپنے آپ کو آئینے میں مختلف پہلوؤں سے دیکھ کر خود سے سوال کرتے رہتے ہیں کہ ''میں کیسا لگ رہا ہوں؟.... یہاں تک کہ اندر سے آواز آتی ہے کہ

آج تو تُو ایسا خوبصورت لگ رہا ہے کہ جس ہیرو کی نقل کی گئی، اگر وہ بھی تجھے دیکھ لیتا، تو شائد تجھے استاد تسلیم کرتے ہوئے، شاگردی میں آنے کے لئے ویٹنگ لسٹ میں اپنا نام لکھوانا بہت بڑی سعادت سمجھتا۔

لیکن اس قابلِ اطمینان اور مرضی کے مطابق آواز کو سننے تک۔یقیناً بہت سا وقت خرچ ہو چکا ہوتا ہے۔

پھر سامنے والے کی رضامندی کی صورت میں ''ملاقاتوں کا شروع ہو جانے والا لامتناہی سلسلہ'' بھی روزانہ کئی کئی گھنٹوں کی بربادی کا مطالبہ کرتا ہے۔دورانِ ملاقات، دل کے ہاتھوں مجبور عاشق، قیمتی وقت کے تیزی کے ساتھ گزرنے کا احساس ہی نہیں کر پاتے، چنانچہ اس طوالت سے بھرپور ملاقات کے باوجود آخر میں یہی کہا جاتا ہے کہ آج تو وقت گزرنے کا پتا ہی نہیں چلا، کاش! ان خوبصورت باتوں اور قلبی جذبات کے اظہار کے لئے تھوڑا سا وقت اور مل جاتا..........

لیکن کاش! اتنا ہی وقت، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی رضا و خوشی کے حصول کی کوشش میں صرف کیا جاتا، تو قوی امید تھی کہ بارگاہِ الٰہی میں کوئی نہ کوئی مرتبہ و مقام ضرور حاصل ہو جاتا۔جیسا کہ

حضرتِ عبداللہ بن مبارک ؒ کی توبہ کے بارے میں منقول ہے کہ

آپ ایک عورت پر اس قدر فریفتہ ہو گئے کہ کسی پل چین ہی نہ آتا تھا۔ایک

مرتبہ سردیوں کی ایک طویل رات میں اس کے انتظار میں، اس کی دیوار کے ساتھ صبح تک لگے کھڑے رہے۔ جب فجر کی اذان ہوئی، تو شدید محویت کی بناء پر گمان کیا کہ شائد ابھی عشاء کا وقت ہوا ہے، لیکن جب کچھ دیر بعد سفیدی نمودار ہوئی اور لوگوں کی آمدورفت شروع ہوئی، تو معلوم ہوا کہ یہ ساری رات تو انتظارِ محبوب میں کٹ گئی۔ اس پر دل نے شدید ندامت محسوس کرتے ہوئے کہا، میں فقط ایک مخلوق کی خاطر اتنا انتظار کرتا رہا؟...

پھر اپنے آپ سے فرمانے لگے،

اے مبارک کے بیٹے! شرم کر، تو نے خواہش نفسانی کے تحت ساری رات گزار دی؟....اگر یہی رات نماز پڑھتے ہوئے گزارتا، تو نہ جانے کیا کچھ پالیتا۔

اس خیال کے ساتھ ہی فوراً توبہ کی اور عبادتِ الٰہی عزوجل میں مصروف ہو گئے اور پھر یہاں تک مرتبہ حاصل کیا کہ ایک روز آپ کی والدہ نے دیکھا کہ ایک درخت کے نیچے سوئے ہوئے ہیں اور ایک سانپ، نرگس کی شاخ منہ میں لئے آپ کو ہوا کر رہا ہے۔

(تذکرۃ الاولیاء)

یا اتنا ہی وقت اخروی معاملات میں غور و تفکر کرنے میں خرچ کیا جاتا، تو کتنا فائدہ مند ثابت ہوتا؟....

رسول اللہ ﷺ کا فرمانِ عالیشان ہے،

تَفَكُّرُ سَاعَةٍ خَيْرٌ مِنْ عِبَادَةِ السَّنَةِ ۔یعنی (اخروی امور میں) گھڑی بھر کا غور و تفکر، سال بھر کی عبادت سے بہتر ہے۔ (الاسرار المرفوعہ لعلی القاری)

اس کا دوسرا نقصان، ذہنی سکون کی تباہی و بربادی کی شکل میں نظر آتا ہے۔

کیونکہ یہ ایک مسلمہ حقیقت (Universally Fact) ہے کہ جو اس ''خلافِ شرع کام''

میں مبتلاء ہو گیا، اسے ذہنی وقلبی سکون کبھی بھی نصیب نہ ہوگا۔ نتیجۃً ایسے حضرات کا جینا حرام ہو جاتا ہے۔ بلکہ بعض اوقات تو یہ بے سکونی ان کی موت کا سبب بھی بن جاتی ہے اور اگر موت نہ بھی آئی، تو کم از کم دنیاوی و اخروی معاملات میں بے شمار، کوتاہیاں اور ان کوتاہیوں کے جواب میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی ناراضگی کا عظیم خطرہ تو موجود ہے ہی۔

پھر یہ بے سکونی کئی وجوہات کی بناء پر پیدا ہوتی ہے، چنانچہ،

☆ کبھی تو اپنی مرضی کے مطابق نتیجہ نہ نکلنے اور محبوب کی بے رخی کی بناء پر۔

☆ کبھی اس وجہ سے کہ مطلوبہ شخصیت کے ایک سے زیادہ امیدوار ہیں اور خطرہ ہے کہ کوئی دوسرا اپنے نمبر بنانے میں کامیاب ہو جائے گا۔

☆ کبھی خود میں کسی کو متاثر کرنے کی صلاحیت میں کمی کے احساس میں مبتلاء ہونے کے باعث۔

☆ کبھی بدنامی کے خوف کی وجہ سے۔

☆ اور کبھی انتہائی قدم اٹھاتے ہوئے گھر سے بھاگ جانے کے بعد، لڑکی کے گھر والوں کی طرف سے جان سے مار دیئے جانے کے خوف کی بناء پر۔

جدید سائینسی تحقیق کی روشنی میں اس بات کو یوں بیان کیا گیا ہے کہ "دماغ میں سرِ حرام مغز (Spinal Narrow) وہ حصہ ہے جہاں سے ہیجان (Excitement) پیدا ہوتا ہے، لیکن اس کے اوپر مخِ کبیر (یعنی بڑا مغزِ سر) ہے جو تفکر (Meditation) کا کام سرانجام دیتا ہے۔ فکر کے عمل کے ذریعے ہیجانات کو دبایا جا سکتا ہے یا یوں کہہ لیجئے کہ ہم دلائل سے ہیجانات کو قائل کر سکتے ہیں، لیکن اگر یہ عمل نہ ہو تو ہیجانات سوچ پر غالب آ جاتے ہیں، پھر کچھ بھائی نہیں دیتا اور سوچنے سمجھنے کی صلاحیت ختم ہو جاتی ہے۔ لھذا ایک صحت مند

دماغی سرگرمی کے لئے ہیجانات کو قابو میں رکھنا بے حد ضروری ہے۔مثلاً شہوت (Lust) کو ہی لے لیجئے، اس کے دوران جسم میں ایسے کیمیائی مادے پیدا ہوتے ہیں جو سرور آور ہیجانی کیفیت پیدا کرتے ہیں، ذہن پر خمار سا چھا جاتا ہے اور سوچنے سمجھنے کی صلاحیت مفقود ہو جاتی ہے، ایسی حالت میں بھلا انسان کوئی تخلیقی کام کیسے سرانجام دے سکتا ہے؟ توجہ بری طرح متاثر ہو جانے سے حافظہ اور آموزش (یعنی سیکھائی) کا عمل بھی متاثر ہوتا ہے، لھذا شہوت کا عمل اگر چہ جائز حدود میں بھی ہو تو ایک حد میں رہنا چاہیئے۔اور پھر چونکہ اس کے لئے احساسِ گناہ کا تصور بھی پایا جاتا ہے، لھذا ایسے افراد پر ''گھبراہٹ اور تشویش کی حالت'' طاری رہتی ہے، جو صحتِ انسانی کے لئے زہرِ قاتل ہے۔بہت سی جسمانی اور جنسی الجھنوں کی وجہ، یہی تشویش ہوتی ہے۔اسی تشویش اور گھبراہٹ کے باعث جسم میں فشارِ خون (یعنی خون کا دباؤ) بڑھ جاتا ہے اور جسم کی رنگت سیاہی مائل یا سرخ ہو جاتی ہے اور مستقل یہی کیفیت رہنے سے چہرہ بھی سیاہ پڑ سکتا ہے۔''

(Tou fexis(1993)The Right Chemistry Time,141(7),49...51)

رسول اللہ ﷺ نے اسی بات کو ان الفاظ میں ذکر فرمایا کہ جس نے اس حال میں صبح کی کہ اس کا سب سے بڑا فکر دنیا ہو، تو اللہ تعالیٰ اس پر چار چیزیں لازم کر دیتا ہے۔

﴿1﴾ ایسا غم جو اس سے کبھی جدا نہ ہو۔

﴿2﴾ ایسی مصروفیت کہ کبھی فراغت نہ ملے۔

﴿3﴾ ایسا فقر کہ کبھی استغنا نہ ہو۔

﴿4﴾ ایسی امید ہے کہ کبھی بر نہ آئے۔ (کنز العمال للمتقی الھندی)

اسی ضمن میں چند واقعات ملاحظہ فرمائیے۔

✿ مروی ہے کہ

عمرو بن مناۃ خزاعی، ایک مرتبہ لیلیٰ خزاعیہ کے پاس سے گزرا، جب کہ یہ ''اراکہ'' کی بیوی تھی اور اپنی قوم کی عورتوں کے ساتھ بیٹھی ہوئی تھی۔ عمرو، حسنِ گفتار اور نفیس اشعار کہنے میں مشہور و معروف تھا۔ اسے گزرتے دیکھا، تو عورتوں نے کہا، اے عمرو! ادھر آ اور ہمارے ساتھ کچھ باتیں کر۔ وہ ان کے ساتھ باتیں کرنے بیٹھ گیا۔ دوران گفتگو اس کی نگاہ لیلیٰ پر پڑ گئی اور یہ اسے دل دے بیٹھا۔ رفتہ رفتہ معاملۂ عشق بڑھا اور اتنا زیادہ ہو گیا کہ یہ، جب تک لیلیٰ کے قبیلے والوں کے گھر نہ دیکھ لیتا، اسے نیند ہی نہ آتی تھی۔ کچھ عرصے بعد اسے وسوسہ لاحق ہو گیا، عقل گم ہو گئی اور ہر وقت زبان پر اسی کا تذکرہ رہا کرتا تھا، اس نے اس کے بارے میں کئی اشعار بھی کہے۔ (ذم الھویٰ لابن جوزی)

۞ محمد بن زیاد اعرابی کہتا ہے کہ

میں نے کسی گاؤں میں ایک نوجوان کو دیکھا کہ اس کے گلے میں کچھ تعویذ لٹکے ہوئے تھے، مکمل برہنہ حالت میں، فقط شرمگاہ پر ایک چیتھڑا باندھے گھوم رہا تھا۔ اس کے پاؤں میں ایک رسی تھی، جس کا سرا پیچھے پیچھے آنے والی ایک بڑھیا کے ہاتھ میں تھا۔ میں نے دیکھا کہ یہ دیوانہ خود اپنے بازو چبا رہا تھا۔ بڑھیا سے اس کے بارے میں پوچھا، کہا میرا بیٹا ہے۔ میں نے پوچھا کہ اس کی یہ حالت کیوں ہے، اس پر کوئی جن تو نہیں آ گیا؟.... کہنے لگی، واللہ! نہیں، بلکہ معاملہ یہ ہے کہ یہ اور اس کی چچا زاد ایک ہی مکان میں پروان چڑھے، جب جوان ہوئے، تو یہ، اس سے دل لگا بیٹھا اور وہ بھی اس سے محبت کرنے لگی۔ اب لڑکی کے گھر والوں نے اسے پابند کر رکھا ہے اور اس سے ملنے یا دیکھنے سے روک دیا ہے، بس اسی صدمے کے باعث میرے بیٹے کی عقل زائل ہو گئی ہے اور وہ کچھ ہو گیا، جو تم دیکھ رہے ہو۔ میں نے بڑھیا سے اس کا نام پوچھا۔ کہا، عکرمہ۔ میں نے نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا، عکرمہ! تمھیں کیا تکلیف ہے؟.... اس نے کہا،

اَصَابَنِیْ دَاءُ قَیْسٍ وَّ عُرْوَۃَ وَّ جَمِیْل

فَلِجِسْمِ مِنِّیْ نَحِیْلٌ وَ فِیْ الفُؤَادِ غَلِیْل

﴿یعنی مجھے قیس (مجنوں)، عروہ اور جمیل (جیسے عاشقوں) کی بیماری پہنچی ہے، اس لئے میرا جسم لاغر ہے اور دل میں (محبت کی) سخت پیاس ہے۔﴾ (ذم الھویٰ)

✿ کہا جاتا ہے کہ

بو عبداللہ، ''صغراء عملاقیہ'' سے عشق کرتا تھا، حالانکہ وہ رنگ کی کالی کلوٹی تھی، لیکن اس کے باوجود یہ شخص، اس کی محبت میں بیمار پڑ گیا۔ حتی کہ جب مرنے کا وقت قریب آیا، تو اس کے گھر والوں میں سے کسی نے ''صغراء'' کے مالک کو کہا، ابو عبداللہ کا آخری وقت ہے، اگر تم اپنی لونڈی کو کچھ دیر کے لئے اس کے پاس بھیج دو، تو شائد اس کے ہوش و حواس درست ہو جائیں۔ اس نے بات مانتے ہوئے ''صغراء'' کو بھیج دیا۔

صغراء نے وہاں پہنچ کر پوچھا، اے ابو عبداللہ! کیسے ہو؟... اس نے کہا، جب تک تو سامنے رہے، ٹھیک ہوں۔... پوچھا، تجھے کس شے کی طلب ہے؟... اس نے کہا، تیرے قریب رہنے کی۔ پوچھا، تیرا مرض کیا ہے؟... کہا، تیرا عشق۔ دریافت کیا، تو کوئی وصیت کرنا چاہتا ہے؟... کہا، ہاں، اگر تیرے گھر والے مان لیں، تو میں تجھے چاہتا ہوں۔... اس نے کہا، اب میں واپس جانا چاہتی ہوں۔ وہ بولا، تو پھر میری نمازِ جنازہ کا ثواب ضرور حاصل کر لینا۔ یہ سن کر صغراء اٹھ کھڑی ہوئی۔ جب ابو عبداللہ نے اسے منہ پھیر کر جاتے دیکھا، تو درد بھرا ایک سانس کھینچا اور اسی وقت مر گیا۔ (ذم الھویٰ لابنِ جوزی)

✿ ایک بزرگ سے منقول ہے کہ

ان کے محلے میں ایک بے حد حسین و جمیل، عبادت گزار، صاحب سخاوت اور متقیہ لڑکی رہتی تھی۔ اس کی ماں، عبادت و ریاضت میں اس سے بھی زائد مشہور تھی۔ یہ دونوں

لوگوں سے بہت کم میل جول رکھا کرتیں۔ان کا تجارت کا مال طائفؔ کے ایک شخص کے پاس ہوا کرتا تھا، جو بعدِ تجارت اس کا نفع پہنچا دیتا تھا۔

ایک دن تاجر نے اپنے کم عمر لڑکے کو ان کے ہاں کسی کام سے بھیجا۔اس لڑکے کی ابھی داڑھی مونچھیں نہیں آئی تھیں اور لمبے لمبے بالوں کے باعث عورت معلوم ہوتا تھا، اس نے جا کر اپنا تعارف کرایا، لڑکی کی ماں نے اسے اندر بلا لیا اور ایک کمرے میں بٹھا کر تھوڑی دیر میں آنے کا کہہ کر چلی گئی۔لڑکا ابھی بیٹھا ہی تھا کہ، عورت کی لڑکی اندر داخل ہوئی اور یہ سمجھ کر کہ کوئی عورت بیٹھی ہے، لڑکے کے سامنے بیٹھ گئی۔ پھر جیسے ہی اسے احساس ہوا، اٹھ کر اندر چلی گئی۔لیکن اتنی دیر میں لڑکے کا دل اس کی طرف مائل ہو چکا تھا۔وہ کام ختم کر کے واپس چلا آیا، لیکن اسے کسی پل سکون نہ ملتا تھا، حتیٰ کہ اس نے غمِ فراق میں گھلنا شروع کر دیا، تنہائی پسند ہو گیا اور پھر غم کا اتنا غلبہ ہوا کہ بے ہوش ہو کر بستر پر گر گیا۔اس کے باپ نے کئی طبیبوں کو دکھایا، لیکن کوئی اس کی بیماری نہ سمجھ سکا۔

جب دل کی یہ بیماری بہت ہی بڑھ گئی، تو بالآخر نوجوان نے اپنے خاندان کی ایک بڑھیا کو بلوایا اور کہا،

میں تمھیں ایک بات بتانا چاہتا ہوں، جو آج سے پہلے میں نے کسی کو نہ بتائی، چونکہ مجھے اپنی زندگی سے نا امیدی ہو چلی ہے، لھذا صرف تمھیں یہ بات بتانا چاہتا ہوں، اس شرط پر کہ تم اسے پوشیدہ رکھنے کی ضمانت دو، ورنہ میں صبر کرتا رہوں گا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ میرے معاملے میں کوئی فیصلہ فرمادے، یہ بلا جو مجھ پر نازل ہوئی ہے، یقیناً مجھے مار ڈالے گی، مجھ پر لازم ہے کہ میں جس سے محبت کرتا ہوں، اس کی عزت پر حرف نہ آنے دوں۔ میں اس کے معاملے میں لوگوں کے طعن و تشنیع سے ڈرتا ہوں، لھذا تم اس راز کو اپنے سینے میں چھپا کر رکھنا۔

جب اس عورت نے رازداری کا وعدہ کرلیا، تو نوجوان نے اسے سارا معاملہ بتا دیا۔ عورت بولی، بیٹا! تو نے یہ تمام معاملہ مجھے پہلے کیوں نہ بتا دیا؟.. نوجون نے کہا، اس لڑکی کو حاصل کرنے کا کونسا طریقہ ہوسکتا تھا، تم تو اس کی عبادت وریاضت کا حال جانتی ہی ہو؟.... بڑھیا نے کہا، بیٹا! یہ میرے ذمے رہا، مجھے امید ہے کہ میں تمھارے پاس ایسی خبر لاؤں گی کہ تم خوش ہوجاؤ گے۔

پھر وہ بڑھیا اس لڑکی کی ماں کے پاس پہنچی اور لڑکے کی باطنی وظاہری حالت کی شکستگی اور اس کے باوجود صبر وتحمل سے کام لینے کی تمام داستان بیان کردی۔ لڑکی کی ماں نے اسے اپنی بیٹی کے پاس پہنچا دیا، تاکہ وہ براہِ راست اسی سے بات کرلے۔ بڑھیا نے تمام حادثہ اس کے سامنے بھی بیان کردیا اور پھر اسے ان الفاظ میں سمجھانا شروع کیا،

بیٹی! تم اپنی جوانی کو کیوں بوسیدہ کررہی ہو؟.. تمہارا اس حال میں زندگی کے دن گزارنا کس مقصد کے تحت ہے؟....

لڑکی نے کہا، چچی جان! آپ مجھ پر کون سا برا حال دیکھتی ہیں؟.... بڑھیا بولی، بات یہ نہیں، لیکن تم جیسی عورت کو دنیا میں خوش رہنا اور جس تھوڑے کو اللہ عزوجل نے حلال کیا ہے (یعنی نکاح) اس سے فائدہ اٹھانا چاہیئے اور اس کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کی عبادت بھی نہ چھوٹے، اس طرح اللہ تعالیٰ دونوں جہانوں کی نعمتیں تمہارے لئے جمع کردے گا۔ لڑکی نے یہ تمام بات سن کر دریافت کیا، چچی جان! کیا یہ دنیا کا گھر باقی رہنے والا ہے کہ جس پر بدن کے اعضاء تکیہ کر بیٹھیں اور اللہ تعالیٰ اور دنیا کو اس کا آدھا آدھا دے دیا جائے؟.... کیا دنیا کا یہ گھر فناء ہونے والا نہیں؟.... بڑھیا نے کہا، یقیناً یہ فنا کا گھر ہے، لیکن اللہ تعالیٰ نے اس میں اپنے بندوں کے لئے کچھ اوقات ایسے بھی بنائے ہیں، جو اس کی طرف سے اپنی جان پر صدقہ کرنے کے ہیں، لھذا اس میں سے تم وہ کچھ حاصل کرسکتی ہو، جسے اللہ تعالیٰ نے حلال

قرار دیا ہے۔ لڑکی نے کہا، آپ نے سچ کہا، لیکن اللہ عزوجل کے کچھ بندے ایسے ہیں کہ جن کے نفوس اطمینان میں ہیں اور وہ عبادت پر صبر کرنے پر اس لئے راضی ہوگئے ہیں کہ انھیں بہت بڑا مرتبہ نصیب ہو جائے۔ واللہ! میں تو آج سے پہلے آپ کے بارے میں یہ سمجھتی تھی کہ آپ مجھے اللہ تعالیٰ کی عبادت اور پاکیزہ اعمال اختیار کر کے اس کا مقرب بننے میں مزید حرص دلائیں گی، لیکن آپ تو بالکل بدل گئی ہیں۔

بڑھیا نے لڑکے کا حال دوبارہ بیان کیا۔ لڑکی نے جواب دیا، اسے میری طرف سے کہنا کہ اے بھائی! میں نے اپنے آپ کو ایسے مالک کے ہاں ہبہ کر دیا ہے کہ جو سب بڑے بڑے انعام واکرام کرنے والوں سے یقیناً بڑا ہے اور جو بندہ سب سے کٹ کر اس کا ہو رہے اور اس کی عبادت اختیار کرے، وہ اس کا مددگار ہے۔ لھذا اب ہبہ ہو جانے کے بعد واپسی کی کوئی سبیل نہیں، اب تم محبت کے ساتھ اپنے اللہ کا وسیلہ پکڑو اور جتنے گناہ کر کے اپنے لئے آگے روانہ کر چکے ہو، ان کی معافی کے لئے اللہ کے سامنے عاجزی اور زاری کرو۔ یہ پہلا موقع ہے، جو تجھ پر اللہ سے سوال کرنا لازم ہے اور میرے سامنے بھی یہ پہلا موقع ہے کہ میں تجھے نصیحت کروں، اگر تو نے اللہ تعالیٰ کی عبادت شروع کر دی، تو اللہ تعالیٰ تیرے گناہ کم کر دے گا اور تجھے، قلب کی شہوات اور سینوں کے خیالات سے آزادی نصیب ہوگی، کیونکہ انسان کو یہ زیب نہیں دیتا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرے، گناہوں اور معافی مانگنے کو بھول جائے اور دنیاوی خواہشات پوری ہونے کی دعا کرنے لگے۔

اے بھائی! خود کو گناہوں کی کھائیوں سے بچا اور اللہ عزوجل کے فضل سے مایوس نہ ہو، اگر وہ تجھے صرف اپنا بننے والا دیکھے گا، تو ہو سکتا ہے کہ وہ تجھے اور مجھے ملا دے، جو کچھ میں نے تجھے نصیحت کی اسے اپنے دل میں بٹھا لے، آئندہ مجھ سے اس بارے میں گفتگو نہ

کرنا، میں تجھے کوئی جواب نہ دوں گی۔

اب وہ بڑھیا اٹھ کھڑی ہوئی اور نوجوان کو سارا ماجرا کہہ سنایا۔لڑکا یہ سب سن کر بہت رویا۔ بڑھیا نے کہا،

بیٹا! میں نے کسی عورت کو اس لڑکی کی طرح اللہ تعالیٰ کی یاد اپنے دل میں بساتے ہوئے نہیں دیکھا، اب تم وہی کرو جس کا اس نے تم کو مشورہ دیا ہے، واللہ! اس نے نصیحت میں کوئی کسر نہیں چھوڑی اب تم خود کو ہلاکت کے کاموں میں مت ڈالو ورنہ اس وقت شرمندگی اٹھاؤ گے، جس وقت شرمندگی سے کوئی فائدہ حاصل نہ ہوگا۔ اگر میں کوئی ایسا حیلہ جانتی کہ جس سے تیرا کام بن جاتا، تو ضرور اختیار کرتی لیکن میں نے اس لڑکی کو دیکھا کہ اس نے اپنی دونوں آنکھوں کے سامنے اپنے رب کو بسا رکھا ہے، اب اسے دنیا کی زینت کی طرف کوئی نہیں پھیر سکتا۔

اس پر وہ نوجوان پھر رونے لگا اور بولا، جس کی طرف اس دعوت دی ہے، میں وہ سب کیسے کرسکتا ہوں اور معلوم نہیں کہ وہ آخری وقت کب آئے گا، جب ہم دونوں ایک دوسرے سے ملیں گے؟....

پھر اس کا دردِ محبت مزید تیز ہوگیا۔ بڑھیا نے اس کے معاملے کو چھپائے رکھا۔ وہ نوجوان ایک کمرے میں مقید ہوگیا حتی کہ اس کا وہیں دم نکل گیا۔ (ذم الھوی)

کاش! واقعہ میں مذکور لڑکی کے جواب سے ہماری وہ بے لگام مسلمان بہنیں درسِ عبرت حاصل کریں کہ جو جان بوجھ کر لڑکوں کو اپنے پیچھے لگا کر سامان لذت جمع کرنے کی کوشش میں، مسلسل گناہِ کبیرہ کی مرتکب ہوتی رہتی ہیں۔

اس کا تیسرا نقصان پڑھائی سے دل اچاٹ ہونے کی صورت میں بھی ظاہر

ہوتا ہے، کیونکہ جب ذہن ہر وقت مطلوبہ شخصیت کے قرب کے حصول اور اسے اپنی ذات سے متاثر کرنے کی منصوبہ بندی میں مشغول ہو، تو پڑھائی پر اس کا منفی اثر مرتب ہونا ایک لازمی امر ہے، نتیجتاً جو پہلے پڑھائی میں بہترین سمجھے جاتے تھے، اس نفسانی کام میں مشغولیت کے بعد اپنی کلاس میں پڑھائی کے معاملے میں سب سے پیچھے نظر آتے ہیں، سارا سال ان چکروں میں ضائع کرنے کے بعد امتحانات کے ایام میں ان کی پریشانی قابلِ دید و باعثِ عبرت و نصیحت ہوتی ہے۔ اور پڑھائی میں ناکام رہنے والے کے دنیاوی مستقبل پر اس کا کتنا برا اثر پڑے گا، اس کا اندازہ لگانا، کم از کم ذی شعور حضرات کے لئے بالکل دشوار نہیں۔

اس کا چوتھا نقصان کاروبار وغیرہ کی بربادی کی صورت میں محسوس کیا جا سکتا ہے۔ کیونکہ اپنی ذات سے متاثر رکھنے کے لئے قیمتی تحفوں کی فراہمی کے سلسلے میں کثیر رقوم کا مسلسل خرچ، کاروباری لین دین اور ملازموں کی کارکردگی پر سے توجہ کا ہٹ جانا، نیز اپنی ان ''پرائیویٹ مصروفیات'' کی بناء پر وقت کی تنگی کے باعث ہر معاملے میں ملازموں پر اندھا اعتماد، آہستہ آہستہ انسان کو تنزلی (degradation) کی جانب مائل کرتا چلا جاتا ہے حتی کہ ایک وقت ایسا بھی آتا ہے کہ اچھا خاصا چلتا ہوا کاروبار، عدمِ توجہ کی بناء پر دوسروں کے ہاتھوں میں چلا جاتا ہے اور بے چارہ یہ عاشقِ نامراد پائی پائی کو محتاج ہو کر ''محترمہ'' کی نگاہوں سے بھی گر جاتا ہے اور پھر زبان پر اس قسم کے مصرعے مچلتے نظر آتے ہیں کہ

نہ خدا ہی ملا، نہ وصالِ صنم

اس کا پانچواں نقصان کثیر گناہوں میں مبتلاء ہو جانے کی صورت میں ظاہر ہوتا

ہے۔ کیونکہ اس کام میں پھنس جانے کے بعد خود کو بے شمار دیگر گناہوں سے بچانا، تقریباً ناممکن ہو جاتا ہے، بلکہ اس کی وجہ سے دسرے مزید افراد بھی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں مبتلاء ہو جاتے ہیں۔ مثلاً اکثر اوقات بے پردہ باہر نکل کر دعوتِ نظارہ فراہم کرنے والی خواتین کی ''نگاہِ کرم'' کے ایک سے زائد امیدوار پیدا ہو جاتے ہیں (اور کبھی جان بوجھ کر پیدا کیے جاتے ہیں)، خصوصاً کالج و یونیورسٹی کے ماحول میں یہ نظارے عام دیکھے جاسکتے ہیں، ایسے حالات میں کسی ایک ''حضرت'' کا باقی حضرات پر غالب آنا بظاہر مشکل نظر آتا ہے، نتیجتاً ''محترمہ'' کی نگاہوں سے دوسروں کو گرانے کے لئے قرب کا متمنی ہر عاشق، دوسرے کے ایسے راز اور ذاتی کمزوریوں کی جستجو کرتا ہے کہ جنہیں ظاہر کر کے اس کی عزت کو پامال اور دوسروں کی نگاہوں میں حقیر ثابت کرنے کا سامان کیا جاسکتا ہے، لھذا مخالفین کے مذکورہ قسم کے کمزور پہلو ہاتھ میں آتے ہی سب میں عام کرنے کی کوشش کی جاتی ہے اور اگر کوئی کمزور پہلو ہاتھ نہ آسکے، تو خود ساختہ الزامات کے ذریعے ہی ذکر کردہ مکروہ مقصد حاصل کرنے کی غیر اخلاقی کوشش جاری رہتی ہے اور اس طرح ایک مقصدِ نفسانی میں حصول کامیابی کے لئے ''غیبت و چغلی والزام تراشی'' کا وسیع دروازہ کھل جاتا ہے۔

پھر بسا اوقات ''مطلوبہ شخصیت'' کا میلان کسی اور جانب ہوتا ہے، ایسی صورت میں محبت کرنے والے کو، اپنے ''مطلوب و مقصود'' سے دست بردار ہو کر دوسروں کے لئے راستہ چھوڑ دینا ایک مشکل ترین امر محسوس ہوتا ہے، نتیجتاً ان کے دل میں اس شخص کے لئے سخت بغض وحسد پیدا ہو جاتا ہے اور یہ حسد اس وقت اور زیادہ شدید ہو جاتا ہے کہ جب دوسرا دعوے دار، اس شخص کی بنسبت قدرتی اعتبار سے زیادہ حسن و جمال ودیگر اوصافِ حمیدہ کا مالک ہو، کیونکہ اس صورت میں محروم رہ جانے کا یقین، غالب ہو جاتا ہے اور پھر کبھی کبھی یہ کینہ وحسد ایسے حضرات کو'' شدید نقصان پہنچانے اور قتل وغارت میں مبتلاء

ہونے'' کی راہ دکھا دیتا ہے، جیسا کہ عام مشاہدہ کیا جا سکتا ہے۔

گزشتہ دنوں اخبار میں شائع ہونے والی یہ خبر ملاحظہ فرمائیے۔

☆ گوالمنڈی لاہور کے علاقے مین بازار میں لڑکی کے عاشق نے اس کے ہونے والے شوہر کو چھریوں کے پے در پے وار کر کے شدید زخمی کر دیا، زخمی کی اگلے روز شادی تھی۔ بتایا گیا ہے کہ ''مین بازار گوالمنڈی کے محمد اشرف کے بیٹے شکیل کی شادی فیروز والا میں طے پائی، تاہم اس کا ایک رشتہ دار نوجوان لطیف عرف مانی اس کی ہونے والی بیوی کا عاشق تھا، گزشتہ روز شکیل گھر سے باہر نکلا، تو گلی میں چھپے لطیف عرف مانی نے اسے چھریاں ماردیں۔''

نیز چونکہ ''محترمہ یا محترم'' کی نگاہوں میں مقام و مرتبہ حاصل کرنا ہی مقصودِ زندگی بن چکا ہوتا ہے، لھذا ایسے حضرات کو یہ پرواہ کرنے کی بھی فرصت نہیں ہوتی کہ ان گناہوں کی آخرت میں کیا سزا مقرر کی گئی ہے۔

اس ''گروہ'' کو درج ذیل احادیثِ مبارکہ یاد رکھنی چاہئیں۔

رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں،

قبر میں عذاب (عموماً) تین چیزوں کی وجہ سے ہوتا ہے، پیشاب (کی چھینٹوں سے نہ بچنا)، غیبت اور چغل خوری۔ (بیہقی)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ ﷺ نے حدیث اسراء میں ارشاد فرمایا، پھر میں ایسے مقام سے گزرا کہ جہاں کچھ لوگ ایسے تھے کہ جن کے پہلوؤں پر سے گوشت کاٹ کر کہا جا رہا تھا کہ یہ اسی طرح کھا، جس طرح تو اپنے بھائی کا گوشت کھایا کرتا تھا۔ میں نے پوچھا، یہ کون لوگ

ہیں؟.... توانھوں نے کہا، یہ لوگ غیبت (backbiting) اورعیب جوئی (faultfinding) کرنے والے ہیں۔ (بیہقی)

حضرتِ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ ﷺ نے ارشادفرمایا، حسد سے دور رہو، کیونکہ یہ نیکیوں کواس طرح کھاجاتا ہے، جیسے آگ لکڑی کوکھاجاتی ہے۔ (ابوداؤد)

یونہی اس کام میں مشغول افرادکو، وبال بدنگاہی مول لیناپڑتا ہے۔ کیونکہ اس گہری دلدل میں پھنسنے کی ابتداء، عموماً نگاہ کوآزادچھوڑ دینے کی بناء پر ہی ہوتی ہے اور ایک باراس جال میں پھنسنے کے بعد، اپنی نگاہ کی حفاظت کا تصور، ایک خواب کے علاوہ اور کچھ نہیں۔ نتیجتاً انسان، مسلسل بدنگاہی کا شکار ہوتارہتا ہے، جس کی بناء پراس کے نامۂ اعمال میں نہ صرف گناہوں کا ڈھیر لگ جاتا ہے، بلکہ بعض اوقات اللہ تعالیٰ کی طرف سے فوری سزا کا مستحق بھی ٹھہرتا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ ﷺ کافرمانِ عالیشان ہے، آنکھیں بھی زناء کرتی ہیں اوران کازناء (حرام اشیاء) کودیکھنا ہے۔ (بخاری ومسلم)

اورحضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

رسول اللہ ﷺ نے ارشادفرمایا کہ اے علی! (غیرمحرم) پرایک بار (غیرارادی طور پر) نظر پڑنے کے بعداسے (ارادۃً دوبارہ) نہ دیکھ، کیونکہ یہ زہرآلودتیر ہے، جودل میں شہوت کوبھڑکادے گا۔ (مشکوٰۃ)

نیزحضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ ﷺ کا فرمانِ ہے، مؤمن کا عورت کے محاسن کو دیکھنا، ابلیس کے تیروں میں سے ایک تیر ہے۔ (اتحاف السادۃ المتقین للزبیدی)

اور مروی ہے کہ

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا، اللہ عزوجل دیکھنے اور دکھانے والی، دونوں پر لعنت فرمائے۔ (بیہقی)

اور رسول اللہ (ﷺ) کا فرمان ہے کہ

جو شخص نامحرم عورت کے محاسن پر شہوت کی نگاہ ڈالے، تو بروزِ قیامت اس کی آنکھ میں سیسہ پگھلا کر ڈالا جائے گا۔ (شرح الکافی لشمس الائمہ الحلوانی)

بعض بزرگانِ دین سے منقول ہے کہ

نگاہ ایک تیر ہے جو دل میں زہر ڈال دیتی ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)

یہ قول بھی بے حد قابل غور ہے۔

حضرت ابوالقاسم جنید بغدادی رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے، اپنی نگاہ کو اللہ عزوجل کی محبت میں مصروف رکھو (یعنی اس سے فقط وہی چیزیں دیکھو، جو اللہ عزوجل کی رضا کے حصول کا سبب بنیں)۔ جس آنکھ کے ذریعے تم نے اللہ تعالیٰ کا دیدار کرنا ہے، اسے غیر اللہ کی طرف سے بند کر دو، ورنہ اللہ عزوجل کی نظروں سے گر جاؤ گے۔ (ذم الھوی لابن جوزی)

نیز حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے،

جس نے اپنی نظر کو آزاد چھوڑ دیا (یعنی حرام چیزوں کے دیکھنے سے اسے نہ روکا) تو اس کے غم طویل ہو گئے۔ (ذم الھوی)

اور حضرت علاء بن زیاد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

اپنی نگاہ، عورت کی چادر پر بھی مت ڈالو، کیونکہ (ایسی نگاہ بھی) دل میں شہوت کا بیج بوتی ہے۔ (ذم الھویٰ۔ لابن جوزی)

اس سلسلے میں یہ واقعہ بھی بے حد موثر ہے۔ چنانچہ

ابو عمر بن علوان کہتے ہیں کہ میں کسی کام سے رحبہ بازار میں گیا، تو مجھے ایک جنازہ نظر آیا، میں شرکت کی نیت سے اس کے پیچھے پیچھے چل دیا۔ نماز و دفن کے بعد میری نگاہ بلاارادہ ایک حسین عورت کے چہرے پر پڑ گئی، میں نے آنکھیں بند کرلیں اور انا للہ و انا الیہ راجعون کہا، استغفار پڑھا اور اپنے گھر لوٹ آیا۔

مجھے دیکھ کر میری ایک بوڑھی خادمہ نے کہا، اے آقا! یہ آج آپ کا رنگ اتنا کالا کیوں پڑ گیا ہے؟.... میں نے جلدی سے آئینہ اٹھا کر دیکھا، تو واقعی چہرے پر سیاہی نمایاں تھی۔ اس کے اسباب پر غور تفکر شروع کیا، تو اچانک مجھے اپنی غیر ارادی طور پر کی گئی بدنگاہی یاد آ گئی۔ چنانچہ خلوت میں جا کر اللہ تعالیٰ سے معافی طلب کی۔ پھر اپنے شیخ حضرتِ جنید رضی اللہ عنہ کی زیارت کے قصد سے بغداد کی جانب روانہ ہوا۔ جب وہاں پہنچ کر آپ کے حجرۂ مبارکہ کا دروازہ کھٹکھٹایا، تو آپ نے اندر سے ہی فرمایا، اے ابو عمرو! آ جاؤ، تم گناہ تو رحبہ بازار میں کرتے ہو اور اپنے پروردگار سے معافی مانگنے کے لئے وسیلہ ڈھونڈنے بغداد میں آتے ہو؟.... (ذم الھویٰ لابن جوزی)

یاد رہے کہ بلاارادہ نظر، بحکمِ حدیث اگرچہ گناہ نہیں، لیکن بزرگ کا اسے اپنی غلطی شمار کرنا اور اس پر اللہ تعالیٰ کی جانب سے فوری سزا کا ملنا، اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ "مقربین، خوفِ خدا عزوجل کے باعث اپنی معمولی سی غفلت کو بھی قابلِ گرفت شمار فرماتے تھے، اور اللہ تعالیٰ اپنے ایسے بندوں کو فوراً تنبیہ فرما کر خطاؤں سے محفوظ و مامون رکھتا ہے۔"

اسی طرح جب آدمی جنسِ مخالف کے عشق میں گرفتار ہو جاتا ہے، تو شیطان اس سے بعض ایسے گناہ بھی کروالیتا ہے کہ جن میں مبتلاء ہونے کے بارے میں اس نے گزشتہ زندگی میں کبھی تصور بھی نہیں کیا ہوتا۔ مثلاً

اکثر ابتدائے محبت و عشق میں، فریقین کو اپنے اس عمل میں بے حد اخلاص نظر آتا ہے، چنانچہ اسے ''پاکیزہ محبت (chaste love)'' کا نام دیا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب کسی ہمدرد کی جانب سے اس کے منفی اثرات کے بارے میں سمجھانے کی کوشش کی جائے، تو جواب دیا جاتا ہے کہ واللہ! ہمارا کسی قسم کی برائی کا ارادہ نہیں ہے، ہم تو اس معاملے میں بالکل سنجیدہ اور صاف ذہن رکھنے والے ہیں۔

لیکن پاکیزگی کا یہ تصور، درحقیقت شیطان کی طرف دکھائے گئے جھوٹے خوابوں کا نتیجہ ہوتا ہے، یہی وجہ ہے کہ کچھ عرصے بعد جب فاصلے سمٹنا شروع ہوتے ہیں، تو نہ چاہتے ہوئے بھی نگاہِ شریعت میں قابلِ نفرت کاموں میں مشغولیت بڑھتی چلی جاتی ہے۔ خصوصاً جب کم عمری یا بے روزگاری یا دیگر غیر شادی شدہ بھائی بہنوں کی موجودگی یا برادری و ذات وقوم کے مختلف ہونے یا غربت یا کسی گندے پیشے سے وابستگی کے باعث شادی پر قدرت مشکل دکھائی دیتی ہے۔

اس سلسلے میں کسی دیہاتی نے بہت ہی پیاری بات کہی، چنانچہ

حضرت اصمعی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک دیہاتی سے محبت کی حقیقت کے بارے میں دریافت کیا۔ اس نے جواب دیا، محبت ایک پودا ہے، اس کا بیج دیکھنا، اس کا پانی بار بار دیکھنا، اس کی پرورش ملاقاتیں، اس کی کمی علیحدگی اور اس کا نتیجہ گناہ، اللہ عزوجل کی نافرمانی اور جنون ہے۔ (ذم الھوی لابن جوزی)

یونہی حضرت لقمان رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے سے فرمایا،

بیٹے! میں سب سے پہلے تجھے تیرے نفس سے ڈراتا ہوں' اس لئے کہ ہر نفس کی خواہش و شہوت ہوتی ہے، اگر تو نے اس کی شہوت پوری کردی، تو یہ سرکشی کرے گا اور اس کے علاوہ مزید چاہے گا، اس لئے کہ دل میں شہوت و خواہش اس طرح چھپی رہتی ہے، جیسے آگ پتھر میں کہ جب اس پر ضرب لگائیں، تو آگ کا شعلہ نکلتا ہے اور اگر چھوڑ دیں، تو آگ چھپ جاتی ہے۔ (مکاشفہ)

ایک شاعر اسی بات کو ان الفاظ میں بیان کرتا ہے،

اِذَا مَا اَجَبْتَ النَّفْسَ فِیْ کُلِ دَعْوَۃٍ

دَعَتْکَ اِلَی الْاَمْرِ الْقَبِیْحِ الْمُحَرَّمِ

(یعنی جب تو نفس کی ہر دعوت کو قبول کرلے گا، تو یہ تجھے سخت حرام و برے کام کی طرف بلائے گا) (ایضاً)

ایک اور شاعر کہتا ہے،

اِذَا اَنْتَ لَمْ تَعْصِ الْھَوٰی قَادَکَ الْھَوٰی

اِلٰی کُلِ مَا فِیْہِ عَلَیْکَ مَقَالُ

(یعنی اگر تو خواہش کی نافرمانی نہ کرے گا، تو یہ تجھے ہر اس کام کیطرف لے جائے گی کہ جس پر تجھ کو اعتراض ہوگا۔)

(ایضاً)

ایک شاعر بہت عمدہ بات کہتا ہے،

وَقَدْ اَصَابَ رَأْیُہٗ عَیْنَ الصَّوَابِ

مَنِ اسْتَشَارَ عَقْلُہٗ فِیْ کُلِ بَاب

وَقَدْ رَأٰی اَنَّ الْھَوٰی مَھْمَا یَجِب

يَدْعُوْ اِلٰى سُوْءِ الْعَوَاقِبِ وَالْعِقَاب

(یعنی اس کی رائے بالکل درست رہی کہ جس نے عقل سے ہر معاملے میں مشورہ کیا اور اس نے دیکھ لیا کہ جب خواہش پختہ ہو جائے، تو وہ برے نتائج اور عذاب کی طرف دعوت دیتی ہے (مکاشفہ)

شیطان کس طرح اخلاص نیت سے دور کر کے غیر محسوس طریقے سے جانبِ گناہوں کر دنیا و آخرت کی تباہی و بربادی کا سامان کرتا ہے، اس کی ایک جھلک درجِ ذیل عبرت انگیز واقعے میں ملاحظہ کیجئے۔ چنانچہ

حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں،

بنی اسرائیل میں ایک عابد (worshipper)، اپنے زمانے کے عبادت گزاروں سے زیادہ عبادت گزار تھا۔ ایک مرتبہ ان پر دشمن نے حملہ کر دیا۔ وہاں تین بھائی اپنی ایک کنواری بہن کے ساتھ رہتے تھے۔ انھوں نے جہاد کا ارادہ کیا، تو سوال پیدا ہوا کہ بہن کو کس قابل بھروسہ کی حفاظت میں چھوڑا جائے؟.... ان کی رائے اس پر متفق ہوئی کہ اسے مذکورہ عابد کے پاس چھوڑنے میں حرج نہیں۔ چنانچہ انہوں نے اپنی بہن کو رکھنے کے لئے عابد کی خدمت میں درخواست پیش کی۔ عابد نے اس سے انکار کر دیا اور اللہ تعالیٰ سے اس معاملے میں پناہ طلب کرنے لگا، مگر ان بھائیوں کے پیہم اصرار پر بہرحال عابد کو ان کی بات ماننی پڑی۔ لیکن اس نے کہا، میں اسے اپنے ساتھ، تو نہیں رکھ سکتا، ہاں میرے عبادت خانے کے سامنے ایک گھر خالی ہے، اس میں ٹھہرا دو، میں ہر ممکن دیکھ بھال کرتا رہوں گا۔ چنانچہ وہ تینوں، لڑکی کو اس گھر میں چھوڑ کر چلے گئے۔

یہ لڑکی ایک عرصہ تک عابد کے پڑوس میں رہی، عابد سامنا ہونے سے بچنے کے لئے اپنے عبادت خانے کے دروازے پر کھانا لٹکا کر اتار دیتا، پھر کسی طرح لڑکی کو اطلاع کرتا اور وہ کھانا اٹھا کر لے جاتی۔ کچھ عرصے کے بعد شیطان نے اس کے دل میں نرمی کا

جذبہ بیدار کرتے ہوئے مشورۃ کہا،

کم از کم دن میں تو تُو اس کے دروازے تک جا کر کھانا دے آیا کر، کیونکہ ایسا نہ ہو کہ لڑکی کو کھانا لے جاتے دیکھ کر کوئی اس پر عاشق ہو جائے، ویسے بھی اس میں زیادہ ثواب ہے۔

عابد نے اس کا مشورہ قبول کر لیا۔ چنانچہ اب وہ لڑکی کے دروازے تک کھانا پہنچانے لگا، لیکن اس سے کسی قسم کی بات چیت نہ کرتا تھا۔ کچھ عرصہ گزرنے کے بعد شیطان پھر اسکے پاس آیا اور بظاہر نیکی کی ترغیب دیتے ہوئے کہا،

اگر تو اس کے گھر کے اندر جا کر کھانا رکھ آیا کرے، تو تیرے لئے اور زیادہ ثواب ہوگا۔

چنانچہ اب وہ گھر کے اندر کھانا رکھنے لگا۔ پھر کچھ عرصے بعد شیطان نے اسے کہا،

اگر تو اس سے کچھ باتیں بھی کر لے، تو یقیناً اسے سکون ملے گا، اکیلے رہ رہ کر بے چاری پریشان ہوگئی ہوگی۔

اس مشورے پر بھی عمل پیرا ہوتے ہوئے وہ کچھ عرصے اس سے باتیں کرتا رہا اور اب کبھی کبھار عبادت خانے سے اس کی طرف جھانک بھی لیا کرتا۔

غرض اسی طرح شیطان مختلف اوقات میں اس کے پاس آتا رہا اور اسے آہستہ آہستہ آگے بڑھنے کی ترغیب دیتا رہا، مثلاً،

کاش! تو اپنے عبادت خانے کے دروازے پر اور وہ اپنے دروازے پر بیٹھ کر باتیں کرے، تو زیادہ انسیت کا سبب ہوتا۔

جب یہ بھی مان لیا تو کہا،

اگراس کے دروازے کے پاس جا کر باتیں کر،تو اُسے سامنے نہ آنا پڑے گا۔

جب یہ بھی مان لیا گیا تو کہا،

اگر تو گھر کے اندر جا کر گفتگو کرے ،تو اور بھی اچھا ہے تا کہ اسے چہرہ بھی باہر نہ نکالنا پڑے۔

جب عابد نے اس ترغیب کو بھی با آسانی قبول کرلیا،تو اب شیطان نے اس پر بڑا وار کیا اور اس کے دل میں لڑکی کے حسن و جمال اور زیب و زینت کا بار بار خیال ڈالنے لگا، حتی کہ ایک وقت ایسا بھی آیا کہ وہ اس لڑکی کے ساتھ گناہ میں مبتلاء ہو گیا،جس کے باعث وہ حاملہ ہوگئی اور پھر اس سے بچہ بھی پیدا ہو گیا۔

اب شیطان پھر عابد کے پاس آیا اور اس کے دل میں خوف پیدا کرتے ہوئے بولا،

تیرا کیا خیال ہے کہ جب اس لڑکی کے بھائی آئیں گے اور انہیں تیرے کارنامے کا پتا چلے گا،تو وہ تجھے ذلیل ورسوا نہ کریں گے؟.....بیوقوف!اس سے پہلے کہ وہ تجھے منہ دکھانے کے قابل نہ چھوڑیں،فوراً اس بچے کو قتل کردے۔رہی لڑکی، تو یقیناً یہ خوف و بدنامی کے باعث اپنے بھائیوں کو کچھ نہ بتا سکے گی،لھذا اسے چھوڑ دے۔

اس وسوسے کی بناء پر عابد زبردست خوف زدہ ہوگیا اور اس نے اخروی انجام کی پرواہ کئے بغیر بچے کو قتل کردیا۔جب اس کام سے فارغ ہوگیا،تو شیطان کچھ ہی دن بعد دوبارہ آموجود ہوا اور بولا،

کیا تیرا گمان ہے کہ جو کارنامہ تو نے سرانجام دیا ہے، لڑکی اسے اپنے بھائیوں کو نہ بتائے گی؟.... ضرور ضرور بتائے گی لھذا اب اس مصیبت سے نجات کی فقط یہی صورت ہے کہ تو اسے بھی جان سے مار دے۔

عابد مزید گھبرا گیا اور اس نے شقاوت کا مظاہرہ کرتے ہوئے اسے بھی قتل کر کے مقتول بچے کے ہمراہ مکان کے صحن میں دفن کر دیا اور حسبِ سابق اپنی خانقاہ (monastry) میں مصروفِ عبادت ہو گیا۔

تھوڑے عرصے بعد لڑکی کے بھائی واپس آئے، تو عابد نے مصنوعی غم کا اظہار کرتے ہوئے جھوٹی کہانی سناتے ہوئے ان کی بہن کے مرنے کی اطلاع دی اور تعزیت کرتے ہوئے، دعائیہ جملے کہے۔ ان لوگوں نے اس کی عبادت اور بزرگی کا لحاظ کرتے ہوئے یقین کر لیا۔ پھر یہ انہیں لڑکی کی قبر پر لے گیا۔ تمام بھائی غم و ملال میں مبتلاء، ایک دن اس کی قبر پر رہے اور پھر اپنے گھروں کو واپس لوٹ گئے۔

اس رات جب یہ تینوں بھائی سوئے، تو شیطان ان کے خواب میں آیا اور انھیں بتایا کہ

عابد نے تم سے جھوٹ بولا ہے، اس نے تو تمھاری بہن کے ساتھ حقیقتاً ایسا ایسا کیا ہے اور اسے فلاں فلاں جگہ دفن کیا ہوا ہے۔

جب ان کی آنکھ کھلی اور ایک دوسرے کے سامنے آئے، تو سب نے اپنا اپنا خواب بیان کیا۔ بڑے بھائی نے کہا، مجھے تو یہ کوئی جھوٹا خواب معلوم ہوتا ہے، بھلا وہ عبادت گزار ایسا کیسے کر سکتا ہے؟... اس پر توجہ نہ کرو۔

لیکن چھوٹے بھائی نے کہا، میں، تو ضرور اس مقام پر جاؤں گا اور خواب کی تصدیق یا تکذیب کروں گا۔

اس کے پختہ ارادے کو دیکھتے ہوئے بقیہ دونوں بھائی بھی ساتھ ہو لئے ۔جب قبر کھودی، تو شیطان کی دی ہوئی خبر کے مطابق اس میں بہن اور بچے کی لاش موجود تھی ۔وہ فوراً گئے اور عابد پر سختی کی، تو اس نے بھی مجبوراً اپنے گناہ کا اعتراف کرلیا۔مقدمہ بادشاہ کے سامنے پیش کیا گیا اور عابد کے لئے سزائے موت کا فیصلہ سنایا گیا۔

جب اسے سولی پر چڑھانے کا وقت آیا، تو شیطان پھر آ پہنچا اور عابد سے بولا،

میں تیرا وہی ساتھی ہوں کہ جس نے تجھے اس تمام فتنے میں مبتلاء کروایا، اگر آج تو میری بات مان کر ''اللہ تعالیٰ کا انکار'' کردے، تو میں تجھے اس مصیبت سے نجات دلوا سکتا ہوں۔

عابد نے اپنی بدبختی پر آخری مہر لگاتے ہوئے صرف دنیاوی عذاب سے نجات کی خاطر اللہ عزوجل کا انکار کردیا۔جیسے ہی اس سے یہ کفر سرزد ہوا، شیطان اس کے اور اس کے دشمنوں کے درمیان سے فرار ہو گیا اور اس عابد کو حالتِ کفر میں ہی سولی پر چڑھا دیا گیا۔
(ذم الھویٰ لابنِ جوزی)

اور اگر اس قسم کے کے گناہ میں مبتلاء ہونے کے بعد توبہ کی توفیق حاصل نہ ہوئی، تو اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کی صورت میں دنیا میں بدنامی کے ساتھ ساتھ اخروی عذاب کا سامنا بھی ممکن ہے۔جیسا کہ

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا، آج رات میں نے خواب دیکھا کہ میرے پاس دو شخص آئے کہا، ہمارے ساتھ چلئے۔میں ان کے ساتھ چلا ،وہ مجھ کو ایک مقامِ مقدس میں لے آئے ،وہاں ہم نے ایک تنور دیکھا، جس میں سے شوروغوغا کی آوازیں آرہی تھیں۔ہم نے اندر جھانک کر دیکھا، تو اس میں کچھ برہنہ مردوعورت تھے، نیچے سے ان کی

طرف شعلے لپکتے تھے، جب آگ ان کے قریب ہوتی، تو وہ شوروغوغا کرنا شروع کر دیتے۔ میں نے پوچھا، یہ کون ہیں؟...عرض کی گئی کہ یہ زانی مرداور زانی عورتیں ہیں۔ (بخاری)

اور حضرت عطاء خراسانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

دوزخ کے سات دروازے ہیں' سب سے زیادہ غم ناک، اندوہ ناک، گرم اور بد بودار ترین ان زانیوں کا دروازہ ہوگا، جنھوں نے جان بوجھ کر زناء کا ارتکاب کیا تھا۔
(ذم الھوی لابنِ جوزی)

یونہی اس چکر میں کبھی کبھی قتل وغارت تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔ کیونکہ جب یہ نفسانی کھیل شروع ہوتا ہے، تو کبھی اس کے کردار، لڑکی کے رشتہ داروں کی صورت میں عاشق نامدار کو قیدِ حیات سے رہائی دلاتے نظر آتے ہیں، تو کبھی یہ ناکامِ محبت خود اپنی راہ میں رکاوٹ بننے والے حضرات کو راہِ آخرت دکھا کر، راستے کی صفائی یا ذاتی انتقام کی آگ ٹھنڈی کرتا دکھائی دیتا ہے اور کبھی یوں بھی ہوتا ہے کہ کسی ایک فریق کی بے وفائی، دوسرے فریق کے ہاتھوں مروا کر ڈرامے کا اختتام کرواتی دکھائی دیتی ہے، جیسا کہ اس معاشرے میں بآسانی وبکثرت دیکھا جارہا ہے۔

اس سلسلے میں اخبارات کی چند خبریں ملاحظہ فرمایئے۔

ناجائز تعلقات قائم کرنے پر نوجوان کو درخت سے باندھ کر مار ڈالا۔ بتایا گیا ہے کہ نارووال کے گاؤں اولکھ پنڈی میں بائیس سالہ محمد امین کے اپنے کزن محمد انور کی بیٹی (گ) سے ناجائز تعلقات تھے، جس کا لڑکی کے گھر والوں کو رنج تھا۔ گذشتہ روز انور نے محمد امین کو گھر سے باہر بلایا اور کہا کہ ہمارے ساتھ چلو، ہم اپنی لڑکی کا تمہارے ساتھ نکاح پڑھانے کو تیار ہیں۔ اس جھانسے کے ساتھ امین کو دوسرے گاؤں لے جایا گیا، جہاں انور

نے اپنے رشتہ داروں اسلم، اشرف اور امجد وغیرہ کی مدد سے امین کو درخت سے باندھ کر، ڈنڈے مار مار کر ہلاک کر دیا۔

ٹاؤن شپ میں نوجوان نے اپنی سولہ (۱۶) سالہ بہن کو بدچلنی کی بناء پر گلا گھونٹ کر ہلاک کر دیا۔ بتایا گیا ہے کہ "ٹاؤن شپ کے پلاٹ نمبر ۲۵A میں رہائش پزیر ایک شخص عبدالغنی کے بیٹے طارق کو اپنی ۱۶ سالہ بہن کوثر بی بی پر بدچلنی کا شبہ تھا، گزشتہ رات وہ مبینہ طور پر گھر دیر سے آئی، جس کی بناء پر وہ طیش میں آ گیا اور اسے گلا گھونٹ کر ہلاک کر دیا۔

خانقاہ ڈوگراں کے نواحی گاؤں ڈھینگر باٹھ میں مرضی سے شادی کرنے پر محمد یوسف اور اللہ دتہ نے اپنی سگی بہن زاہدہ کو کلہاڑیوں کے پے در پے وار کر کے قتل کر دیا۔

محمود بوٹی باغبانپورہ میں بھائی نے آشنا کے ساتھ فرار ہونے والی بہن کو پھانسی دے دی۔ تفصیلات کے مطابق محمود بوٹی کی رہائشی نوجوان شبانہ، بارہ روز قبل اپنے آشنا آصف کے ساتھ گھر سے بھاگ گئی تھی۔ لڑکی کے گھر والوں نے پنچایتی طریقے سے اسے واپس بلا لیا۔ اسلم کے بیٹے پرویز عرف پیجا کو شبانہ کے گھر سے بھاگنے کا بے حد رنج تھا۔ گزشتہ روز بہن بھائی میں اسی بات پر تلخ کلامی بھی ہوگئی، جس پر پرویز نے گلے میں پھندہ ڈال کر اسے قتل کر دیا اور فرار ہو گیا۔

راؤ خان والا میں ۱۰ سالہ بھائی نے فائرنگ کر کے ۱۵ سالہ بہن کو موت کے گھاٹ اتار دیا، بتایا گیا ہے کہ اس کی بہن کے علاقہ کے کسی نوجوان کے ساتھ ناجائز تعلقات تھے اور اسی وجہ سے لوگ اسے طعنہ زنی کرتے تھے۔ وقوعہ کے روز بہن بھائی اپنے والد کے ساتھ کھانا کھا رہے تھے کہ بہن بھائی میں جھگڑا ہو گیا، ملزم نے فائرنگ کر کے بہن کو

ہلاک کر دیا۔

شیخو پورہ کے ایک گاؤں میں بدچلنی کے شبہ میں باپ نے اپنے بیٹے کی مدد سے کلہاڑی اور لاٹھیوں سے حملہ کر کے اپنی بیٹی اور اس کے آشنا کے ٹکڑے کر دیے۔ تفصیلات کے مطابق ملزم جن پیر کو مقتولہ (ن) اور مقتول آصف کے ناجائز تعلقات کا شبہ تھا، وقوعہ کے روز دونوں کو اکٹھا دیکھ کر، اپنے بیٹے کی مدد سے کلہاڑی اور لاٹھیوں کے وار کر کے دونوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔

شیخو پورہ کے نواحی گاؤں کالوداواڑہ میں نوجوان شمعون مسیح نے جان بچانے کی خاطر محبوبہ کو قتل کر دیا۔ بتایا گیا ہے کہ اس نوجوان کے اپنے ہمسائے کی بیٹی (ش) سے ناجائز تعلقات تھے۔ گزشتہ رات شمعون (ش) سے ملنے گیا، لیکن رات کو اڑھائی بجے (ش) کا بھائی آ پہنچا، ان دونوں کو قابلِ اعتراض حالت میں دیکھ کر اس نے شور مچا دیا، جس پر (ش) کا باپ، ماں اور دیگر بہن بھائی بھی اکٹھے ہو گئے، انھوں نے شمعون کو پکڑنے کی کوشش کی، تو اس نے فائرنگ کر دی، جس سے (ش) گولیاں لگنے سے ہلاک ہو گئی۔

گھر سے بھاگ کر ''پسند کی شادی کرنے والی'' خاوند سمیت، بھائی اور چچا کے ہاتھوں ہلاک ہو گئی، مقتولہ چھ ماہ کی حاملہ تھی۔ بتایا گیا ہے کہ ''گاؤں مرالی والا'' کے محمد افضل کی بہن روبینہ نے ڈھائی سال قبل گھر سے بھاگ کر اپنے آشنا خوشی محمد سے کورٹ میرج کر لی تھی۔ میاں بیوی دوسرے گاؤں میں جا کر بس گئے تھے۔ چھ ماہ قبل دوبارہ گاؤں میں آ گئے، اس بات کا محمد افضل کے خاندان کو بہت دکھ تھا، لوگ انھیں طعنے دیتے، جس پر گزشتہ شام محمد افضل اور اس کے چچا وارث نے روبینہ کے گھر پر حملہ کر دیا اور خنجروں کے وار کر کے انھیں موت کے گھاٹ اتار دیا اور لاشوں پر گولیاں بھی برساتے رہے۔

مرالیاں میں ناجائز تعلقات سے منع کرنے پرنوجوان نے خنجر کے وار کر کے بڑے بھائی کوقتل کر دیا۔تفصیلات کے مطابق،اس نوجوان کے کسی لڑکی سے ناجائز تعلقات تھے،جس پراس کے باپ محبوب سائیں نے اسے منع کیا،تو اس نے باپ پر خنجر سے حملہ کر دیا،اس کے بڑے بھائی نے باپ کو بچانے کی کوشش کی،تو ملزم نے اسے خنجر مار کر ہلاک کر دیا،جبکہ محبوب سائیں زخمی ہو گیا۔اسے اسپتال داخل کروادیا گیا ہے۔

کاہنہ میں ایک شخص نے اپنی جواں سال بھانجی کومحبوب کے خلاف بیان نہ دینے پر بجلی کے کرنٹ لگا کر موت کے گھاٹ اتار دیا۔بیانات کے مطابق امانت علی کی بیٹی روبینہ دو ماہ قبل باپ کے ملازم محمد اقبال کے ساتھ بھاگ گئی،جسے چند روز قبل پولیس نے برآمد کیا،تو لڑکی گھر جانے کی بجائے دارالامان چلی گئی،جسے بعدازاں باپ سمجھا بجھا کر گھر لے آیا۔گزشتہ رات اس کا سالا محمد بوٹا گھر پرآیا اور بھانجی کوعدالت کے روبرو،اقبال کے خلاف بیان دینے کے لئے دباؤ ڈالتا رہا۔رات گئے اچانک روبینہ کے چیخنے چلانے کی آوازیں آئیں،باپ جلدی سے کمرے میں گیا تو دیکھا کہ ماموں،بھانجی کو بجلی کے ننگے تاروں سے کرنٹ لگا رہا تھا،باپ نے بیٹی کی جان بچانے کے لئے طبی امداد کی کوشش کی مگر وہ جانبر نہ ہو سکی۔

فیروز والی کی نواحی بستی میں نوجوان محمد اقبال نے ساتھیوں کی مدد سے اپنی محبوبہ رخسانہ کو فائرنگ کر کے ہلاک کر دیا۔ (وجہ اخبار میں درج نہ تھی غالباً بے وفائی سبب بن گئی ہوگی)

جنوبی چھاونی لاہور کے علاقے نشاط کالونی میں گزشتہ روز پنجابی نوجوان سے پسند کی شادی کرنے پر پٹھان نے اپنے داماد اور بیٹی کو گولی مار کر موت کے گھاٹ اتار دیا۔بتایا گیا ہے کہ نور محمد خان کی 18 سالہ بیٹی نے 24 سالہ نصیر احمد کے ساتھ شادی کر لی

اوراس کے بعد دونوں میاں بیوی روپوش ہو گئے، مگر بعد ازاں نور محمد نے بیٹی کی محبت میں انھیں معاف کر دیا اور دونوں کو اپنے گھر لے آیا، مگر اس کے قبیلے والوں نے اسے طعنے دینے شروع کر دئے، جس پر اس نے گزشتہ روز بیٹی اور داماد دونوں کو فائر کر کے قتل کر دیا اور خود فرار ہو گیا، مقتولہ دو ماہ کی حاملہ تھی۔

اس سلسلے تاریخ میں بہت سے واقعات ذکر کیے گئے ہیں، ان میں سے چند ملاحظہ فرمائیں۔

وضاح الیمن اور ام البنین دونوں بچپن میں اکٹھے پروان چڑھے تھے اور ایک دوسرے سے شدید محبت رکھتے تھے۔ جب ام البنین جوان ہوئی، تو اسے پردہ کروا دیا گیا۔ ایک دوسرے کو دیکھنے سے محروم ہو جانے کی وجہ سے دونوں پر قیامت ٹوٹ پڑی۔ جب شام کے بادشاہ ولید بن عبدالملک نے حج کیا، تو اسے ام البنین کے حسن و جمال کی رعنائیوں اور بہترین ادب واخلاق کے حامل ہونے کی خبر پہنچی۔ متاثر ہو کر شادی کا پیغام بھیجا۔ اس کے گھر والوں نے قبول کرتے ہوئے شادی کر دی اور بادشاہ، اسے اپنے ساتھ شام لے گیا۔

اس صدمے سے وضاح کی عقل ماری گئی اور یہ اس کے غم میں روز بروز گھلتا گیا، آخر کار جب فراق برداشت کرنا ناقابل برداشت ہو گیا، تو یہ سفر طے کر کے ملکِ شام پہنچا اور کسی حیلے سے محل میں داخل ہونے کے لئے اس کے ارد گرد چکر کاٹنے لگا۔ ایک دن اس نے ایک لونڈی کو محل میں جاتے دیکھا، تو پہلے اس سے کچھ انس پیدا کیا، پھر پوچھا، تم ام البنین کو جانتی ہو؟...لونڈی نے کہا کہ تم تو میری مالکن کے بارے میں پوچھ رہے ہو۔ اس نے کہا، ہاں، وہ میری چچا زاد ہے، اگر تم اسے میرے بارے میں اطلاع کر دو، تو وہ بہت

خوش ہوگی۔

لونڈی نے ام البنین کو اطلاع کردی۔اس نے کہا،تو تباہ ہوجائے،کیاوہ ابھی زندہ ہے؟....اس نے کہا،ہاں۔ام البنین نے کہا،اچھااس سے کہو کہ تم اپنی جگہ پر رہو جب تک کہ میرا قاصد تمہارے پاس نہ آجائے،میں تمہارے لئے کوئی تدبیر کرتی ہوں۔

لونڈی نے یہ پیغام وضاح تک پہنچادیا۔کچھ عرصہ بعد اس نے حیلہ کرکے وضاح کو اپنے پاس بلوالیا،اور ایک صندوق میں سوراخ کرواکر اسے اس میں بند کردیا۔جب خطرہ ٹل جاتا،تو اسے باہر نکال کر اس سے باتیں کرتی اور جب جاسوسی کا خوف ہوتا،تو دوبارہ بند کردیتی۔

ایک مرتبہ ولید کو ایک قیمتی جوہر تحفے میں پیش کیا گیا،اس نے اپنے ایک نوکر سے کہا کہ یہ جوہر ام البنین کے پاس لے جاؤ اور کہو کہ یہ امیر المومنین کو ہدیہ کیا گیا ہے۔جب نوکر وہاں پہنچا،تو بغیر اجازت آگے بڑھ گیا،اس نے وضاح کو ام البنین کے پاس بیٹھے دیکھا،تو فوراً پیچھے ہٹ گیا،لیکن ام البنین اسے نہ دیکھ سکی۔آہٹ محسوس کرکے اس نے وضاح کو صندوق میں چھپادیا۔خادم نے امیر المومنین کا پیغام پہنچا کر درخواست کی کہ یہ جوہرا سے عطا کردیا جائے۔ام البنین نے کہا،تجھے کیوں دوں؟..تو اس کا کیا کرے گا؟...

خادم وہاں سے چلا،تو سخت غصے میں تھا،چنانچہ تمام معاملہ بادشاہ کو بتادیا۔ولید نے کہا،تو جھوٹ بولتا ہے،یہ کیسے ہوسکتا ہے؟..!اس نے عرض کی،آپ خود جاکر دیکھ لیں،فلاں فلاں صندوق میں وہ شخص چھپا ہوگا۔یہ سن کر ولید تیزی کے ساتھ ام البنین کے پاس پہنچا،وہاں اس نے کئی صندوق رکھے دیکھے،وہ اسی صندوق پر جاکر بیٹھ گیا کہ جس کی نشانی غلام نے بیان کی تھی،اور بولا،ام البنین!یہ صندوق مجھے ہدیہ کردو۔اس نے کہا،امیر المومنین!یہ سب اور میں،آپ ہی کے تو ہیں۔ولید نے کہا،نہیں،مجھے تو بس یہی صندوق

چاہیئے۔اس نے عرض کی ٹھیک ہے، یہ آپ کا ہے۔

اس نے صندوق اٹھوالیا اور ایک کنواں اتنا گہرا کھدوایا کہ پانی نکل آیا، جب کنواں مکمل ہو چکا، تو اس نے اپنا منہ صندوق کے پاس لے جا کر کہا، اے صندوق! ہمیں تمھارے بارے میں کوئی خبر پہنچی ہے، اگر یہ سچ ہے، تو ہم تمہاری خبر کو دفن کر کے تیرے بعد والوں کو سبق سکھاتے ہیں اور اگر وہ خبر جھوٹی ہے تو لکڑی کے کسی صندوق کو دفن کرنے کا ہمیں کوئی گناہ نہیں۔ پھر اس کے حکم پر صندوق کنویں میں پھینک دیا گیا اور اطلاع دینے والے خادم کو بھی اس کے ساتھ ہی زندہ دفن کر دیا۔ جب کنواں بند کروا کر محل واپس پہنچا، توام البنین کو روتے ہوئے پایا۔ کچھ عرصے کے بعد وہ بھی ایک دن منہ کے بل گری، مردہ حالت میں پائی گئی۔ (ذم الھویٰ)

حضرت شعبی بیان کرتے ہیں کہ

لقمان بن عاد جس نے سات صدیاں پائی تھیں، عورتوں کے عشق میں مبتلاء رہا کرتا تھا۔ وہ جس بھی عورت سے نکاح کرتا، وہ اس کی عزت کے معاملے میں خیانت کرتی تھی، یہاں تک کہ اس نے ایسی کم سن لڑکی سے نکاح کیا کہ جس نے مردوں سے شناسائی نہ کی تھی۔ اس نے اس کے لئے پہاڑ کی چوٹی پر ایک گھر بنوایا اور پھر زنجیر کی سیڑھی بنوائی اور اسی کے ذریعے اس کے پاس چڑھ کر جاتا اور اترتا تھا۔

یہاں تک کہ عمالقہ قوم کا ایک طاقتور جوان، اس لڑکی تک پہنچ گیا اور وہ لڑکی اس کے دل میں اتر گئی۔ وہ نوجوان واپس اپنے بھائیوں کے پاس آیا اور کہا، ''واللہ! میں تمھیں ایک جنگ میں پھنسانا چاہتا ہوں، تم میرا ساتھ دو۔'' انھوں نے معاملہ پوچھا۔ اس نے کہا کہ لقمان بن عاد کی بیوی مجھے تمام لوگوں سے زیادہ محبوب ہوگئی ہے۔ انھوں نے کہا، ہم اس تک تیرے پہنچنے کا کیا حیلہ کر سکتے ہیں؟....اس نے کہا کہ تم اپنی تلواروں کو جمع کرو، پھر مجھے

ان کے درمیان رکھ کر ایک بڑا سا گٹھڑ بنالو، اس کے بعد لقمان کے پاس جا کر کہو کہ ہم سفر کا ارادہ رکھتے ہیں، چنانچہ یہ تلواریں بطورِ امانت اپنے پاس رکھ لے۔

انھوں نے حسب ترکیب، لقمان سے درخواست کی، اس نے قبول کر کے تلواریں اپنے گھر کے ایک کونے میں رکھ دیں۔ اب جب بھی لقمان باہر جاتا، لڑکی تلواریں کھول دیتی اور نوجوان اس سے باتیں کرتا، جب محسوس ہوتا کہ لقمان آنے والا ہے تو لڑکی اسے دوبارہ چھپا دیتی۔ اسی طرح کئی دن گزر گئے۔ آخر ایک دن اس کے بھائی آئے اور تلواریں لے کر چلے گئے۔ ان کے جانے کے بعد لقمان نے دیکھا کہ چھت کے قریب تھوک چمٹا ہوا ہے۔ اس نے بیوی سے پوچھا، یہ کس نے تھوکا ہے؟... اس نے کہا، میں نے۔ لقمان نے کہا، اچھا ذرا تھوک کے بتا۔ جب لڑکی نے تھوکا، تو اس کا تھوک وہاں تک نہ پہنچ سکا۔ لقمان نے کہا، ہائے تباہی! مجھے تلواروں نے دھوکہ میں مبتلاء رکھا۔ پھر اس نے غصے میں لڑکی کو پہاڑ سے نیچے پھینک دیا، جس کے باعث اس کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے۔ پھر وہ نیچے اترا، تو اس کی صحر نامی بیٹی سامنے آ گئی، اس نے پوچھا، ابا جان! خیریت تو ہے؟... کیا بات ہے؟... اس نے غصے میں کہا، تو بھی عورتوں میں سے ہے۔ پھر اس کے سر کو چٹان پر دے مارا، جس سے وہ بھی ہلاک ہو گئی۔ اس وقت سے بے گناہ عورت کے مرنے پر عرب میں یہ کہاوت چل نکلی ''مَا اَذْنَبَتْ اِلّا ذَنْبَ صَحْرٍ۔ یعنی اس (عورت) نے کوئی گناہ نہیں کیا، مگر جیسا گناہ صحر نے کیا ہے۔ (ذم الهویٰ)

ابوالقاسم جہنی کہتے ہیں کہ

بغداد میں ایک نہایت پاک دامن اور خوبصورت لڑکی رہتی تھی۔ اس کا چچازاد بھائی اسے پسند کرتا تھا، کیونکہ یہ دونوں اکٹھے پروان چڑھے تھے۔ لیکن اس کے باپ نے اس کی شادی ایک غریب لڑکے سے کر دی۔ اس کے چچازاد کو اس بات کا بے حد صدمہ ہوا

اور وہ اکثر و بیشتر لڑکی کے گھر کے چکر لگانے لگا، جس کو اس کے خاوند نے بھی محسوس کر لیا۔ چنانچہ وہ بہت احتیاط کرنے لگا۔ ایک دن خاوند باہر گیا ہوا تھا، لڑکی نے چاہا کہ کچھ ٹھنڈک حاصل کرلے۔ چنانچہ اس نے غسل کے لئے اپنے کپڑے اتارے، سونے کی انگوٹھیاں کپڑوں کے پاس ہی رکھ دیں اور غسل شروع کر دیا۔ اتفاقاً ایک کوے نے اس کی انگوٹھیاں اٹھائیں اور دروازے کی طرف سے باہر اڑ گیا۔ دروازے کے قریب موجود اس چچازاد کی نگاہ ان پر پڑ گئی، اس نے کوے کا پیچھا کیا اور کسی طرح انگوٹھیاں حاصل کر کے خود پہن لیں اور دروازے پر آکر اس نیت سے بیٹھ گیا کہ لڑکی کے خاوند کی ان انگوٹھیوں پر نگاہ پڑ جائے اور وہ بدظن ہو کر لڑکی کو طلاق دے دے۔

چنانچہ جب خاوند آیا، تو اس نے جان بوجھ کر ہاتھ اٹھا کر سلام کیا، جس کے باعث شوہر کی نگاہ انگوٹھیوں پر پڑ گئی اور اس نے انہیں پہچان بھی لیا۔ جب وہ اندر گیا، تو بیوی کو نہاتے ہوئے دیکھا، جس کے باعث اس کے دل میں زبردست بدگمانی پیدا ہوگئی۔ اس نے دروازہ بند کر کے بغیر تحقیق کیے اس لڑکی کو ذبح کر دیا۔ اتفاقاً اس کی خادمہ نے یہ سب کچھ دیکھ لیا، اس نے زور زور سے شور مچانا شروع کر دیا۔ لوگوں نے شوہر کو پکڑ کر بادشاہ کے حضور پیش کر دیا، نتیجتاً اسے بھی بیوی کے قتل کے جرم میں قتل کر دیا گیا۔ بعد میں اس چچازاد نے اصل قصہ لوگوں کو بتایا، پھر یہی قتل اس کی توبہ کا سبب بنا اور وہ مرتے دم تک اللہ تعالیٰ کی یاد و عبادت میں مشغول رہا۔ (ذم الھویٰ)

یونہی ایک گناہ، فریقین میں سے کسی ایک یا دونوں کی خودکشی کی صورت میں بھی ظاہر ہوتا ہے۔ کیونکہ اگر آپ غور کریں، تو اقرار کریں گے کہ خودکشی کے بہت سے اسباب ہو سکتے ہیں، لیکن ان تمام کی اصل پر غور کیا جائے، تو کسی معاملے میں ''شدید صدمہ'' ہی سرفہرست و نمایاں نظر آئے گا۔

چونکہ عشق مجازی' میں گرفتار انسان کو بھی قدم قدم پر شدید غم کا سامنا کرنا پڑتا ہے، مثلاً کبھی محبوب کی بے رخی کی وجہ سے، کبھی سامنے والے کے مرضی کے مطابق بات نہ ماننے کی بناء پر، کبھی کسی سبب سے محبوب سے ہمیشہ کے لئے دست بردار ہونے کے کامل یقین کے باعث اور کبھی محبوب کی اچانک موت کے سبب۔ چنانچہ کمزور حوصلہ رکھنے والے حضرات، ان غموں سے لڑنے کی ہمت مفقود ہونے کے باعث ''ٹینشن سے راہِ فرار'' اور ''تلاش سکون کی غرض'' سے حرام موت کو گلے لگانا پسند کر لیتے ہیں اور اس طرح نہ صرف معاشرے کو غلط راہ فراہم کرتے ہیں، بلکہ (اگر اللہ ناراض ہوا تو) آخرت میں بھی انھیں ناکامی کا منہ دیکھنا پڑے گا۔ جیسا کہ

حضرتِ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا،

جس نے لوہے کے ہتھیار سے خود کو ہلاک کیا، تو نارِ دوزخ میں وہ ہتھیار اس شخص کے ہاتھ میں ہوگا اور وہ اس سے خود کو ہمیشہ زخمی کرتا رہے گا اور جو شخص زہر کے ذریعے خود کو زخمی کرے گا، تو وہ نارِ دوزخ میں ہمیشہ زہر کھاتا رہے گا اور جو شخص پہاڑ سے گر کر خودکشی کرے گا، وہ نارِ دوزخ میں ہمیشہ ہمیشہ گرتا رہے گا۔ (مسلم)

اس ضمن میں دو خبریں اور ایک واقعہ ملاحظہ فرمایئے۔

فیروز والا میں شرقپور کے نواحی علاقہ فیصل پور کلاں میں ایک نوجوان جمیل احمد نے والدین کے رویہ سے تنگ آ کر اور پسند کی شادی نہ کرنے پر خودکشی کر لی۔

مضافاتی شہر غزہ میں کم سن لڑکیوں نے اس لئے زہر کھا کر خودکشی کرنے کی کوشش کی، کیونکہ ان میں سے ایک لڑکی کے والدین اس کی مرضی کے خلاف شادی کرنا چاہتے تھے۔ عرب ملکوں میں والدین اپنے بچوں کی شادی خود طے کرتے ہیں، لیکن مذکورہ

لڑکی والدین کی مرضی سے طے ہونے والے رشتے پر راضی نہ تھی۔ چنانچہ اس نے اپنی دو چچا زاد بہنوں کے ساتھ ملکر زہر کھالیا۔ جب بچی کا والد گھر لوٹا، تو اس نے تینوں بچیوں کو بڑی نازک حالت میں پایا۔ انہیں فوری طبی امداد کے لئے ہسپتال پہنچا دیا گیا۔ ذرائع کے مطابق دیگر دو بچیوں نے محض اپنی چچازاد بہن کی حمایت میں زہر کھایا۔

ابو مسکین ذکر کرتے ہیں کہ قبیلۂ تمیم کے ایک نوجوان کی اونٹنی گم ہوگئی، یہ اسے تلاش کرنے کے لئے بنی شیبان کے قبیلے میں گیا، ابھی اسے ڈھونڈ ھ ہی رہا تھا کہ اس کی نگاہ ایک حسین وجمیل لڑکی پر پڑی، وہ لڑکی حسن میں سورج کی طرح تھی۔ نوجوان اسی وقت اس کا عاشق ہوگیا، چنانچہ جب واپس ہوا، تو اپنی عقل کھو چکا تھا۔ رات ہوئی، تو دل میں پیدا ہونے والی آگ کا اثر کم کرنے کے لئے فیصلہ کیا کہ لڑکی کو ایک نظر دیکھا جائے۔ چنانچہ یہ اس لڑکی کے قبیلے میں آیا، دیکھا تو وہ ایک مقام پر بیٹھی ہوئی تھی اور اس کے بھائی قریب ہی سو رہے تھے۔ یہ کسی طرح اس کے بہت قریب چلا گیا اور بولا،

شوق نے میری عقل کو برباد کر دیا ہے اور میری زندگی تلخ بنادی ہے۔

لڑکی نے کہا،

تم اسی حالت میں واپس لوٹ جاؤ، ورنہ میں اپنے بھائیوں کو جگادوں گی اور وہ تجھے قتل کر دیں گے۔

لڑکے نے کہا،

میں جس حالت میں مبتلاء ہوں، اگر اس میں تیرے بھائی مجھے مار دیں، تو یہ میرے لئے زیادہ آسان ہے۔

لڑکی نے کہا،

کیا قتل سے زیادہ بھی کوئی سخت چیز ہے؟....

اس نے کہا،

ہاں، تیری محبت، جس میں، میں گرفتار ہو چکا ہوں۔

اس گفتگو کی بناء پر لڑکی کا دل بھی اس کی طرف مائل ہو گیا، اور اس طرح لڑکے کو روزانہ رات میں آنے کا موقع حاصل ہو گیا۔

جب یہ ملاقاتوں کا سلسلہ دراز ہوا، تو آہستہ آہستہ لڑکی کے قبیلے والوں اور اس کے بھائیوں کو اس نوجوان کے مسلسل آنے کی خبر ہو گئی، چنانچہ ایک رات وہ اسے پکڑنے کے لئے چھپ کر بیٹھ گئے۔ جب لڑکی کو اس صورتِ حال کا علم ہوا، تو اس نے کسی طرح لڑکے کو پیغام روانہ کیا کہ

میرے قبیلے والے تجھے قتل کرنا چاہتے ہیں، لھذا خود کو غفلت سے بچا کر رکھنا۔

اتفاقاً اس رات خوب بارش ہوئی، جس کے باعث قبیلے والے اس نوجوان کی آمد سے مایوس ہو کر سو گئے۔ جب بادل چھٹے اور چاند ظاہر ہوا، تو لڑکی نے خوشبو لگائی، بال سنوارے اور لڑکے سے ملاقات کا ارادہ کیا۔ چنانچہ اپنی ایک راز دار سہیلی کو ساتھ لیا اور ملاقات کے لئے ان پہاڑوں کی طرف چل دی کہ جن میں وہ نوجوان، لوگوں کے خوف کے باعث چھپا بیٹھا تھا۔ جب یہ دونوں پہاڑوں کے پاس پہنچیں، تو اس نوجوان نے انھیں دور سے دیکھ کر گمان کیا کہ آنے والے دونوں افراد لڑکی کے قبیلے والے ہیں اور مجھے گرفتار کرنے کے لئے آئے ہیں۔

چنانچہ اس نے ایک تیر نکالا اور ان کی جانب پھینکا۔ اتفاقاً تیر اس کی محبوبہ کے جا لگا اور وہ خون میں لت پت زمین پر گر گئی۔ جب نوجوان نے قریب آ کر غور سے دیکھا اور

حقیقت حال کا علم ہوا، توغم وصدمے سے نیم پاگل ہو گیا اور اسی حالت میں یہ اشعار پڑھے،

نَعَبَ الْغُرَابُ بِمَا کَرِهَهٗ

وَلَا اِزَالَتَـــهٗ لِـلْقَـدَرِ

تَبْـکِـیْ وَاَنْـتَ قَتَلْتَهَـا

فَـاصْبِرْ وَ اِلَّا فَـانْتَـحِرْ

(یعنی (۱) جس چیز کو ناپسند کرتا تھا، کوا اسی کے سبب کائیں کرنے لگا، حالانکہ تقدیر کے لکھے کے لئے زوال نہیں۔ (۲) اب تو روتا ہے حالانکہ تو نے ہی تو اسے قتل کیا ہے، پس اب صبر کر ورنہ خود کو ذبح کردے۔)

پھر اس نے اپنے تیر جمع کئے اور انھیں پیٹ میں گھسا کر خود کو ہلاک کر لیا۔

(ذم الھوی)

ایک مزید گناہ، جسمانی کمزوری کو دعوت دینے اور خود اپنے ہاتھوں بیماریوں کو گلے لگانے کی صورت میں بھی دیکھا جا سکتا ہے۔ کیونکہ جیسا کہ ماقبل میں گزرا کہ جب نفس کی ایک خواہش پوری کر دی جائے، تو یہ مزید کا مطالبہ شروع کر دیتا ہے، حتی کہ اسی طرح مسلسل اپنی اطاعت کے ذریعے، انسان کو تباہ و برباد کروا دیتا ہے۔

چنانچہ جب کوئی مرد یا عورت، خواہشاتِ نفسانی کے تابع ہو کر نگاہ کو آزاد چھوڑ دینے کی پاداش میں اس گناہِ پُر لذت میں گرفتار ہو جاتا ہے، تو اب نفس صرف اسی پر راضی نہیں رہتا، بلکہ اس کے تقاضے مزید بڑھتے چلے جاتے ہیں۔ پھر بعض اوقات مختلف مجبوریوں کی بناء پر انسان خود کو ان تقاضوں کی تکمیل پر قادر نہیں پاتا، نتیجتاً یہ عاجزی مزید گناہوں کے ارتکاب کی جانب مائل کر دیتی ہے۔

اور پھر چونکہ یہ باطنی خواہش انتہائی شدید ہوتی ہے، لھذا ایسا شخص ان گناہوں کی

آفت ومصیبت کو جاننے اوران سے نفرت وکراہیت رکھنے کے باوجود،انہیں اختیار کرتا ہی چلا جاتا ہے۔

مثال کے طور پرایک شخص کوکسی سے عشق ہوا،تو اب نفس بدکار صرف محبوب کو دیکھتے رہنے پر ہی راضی نہ رہے گا، بلکہ اسے مزید آگے بڑھنے مثلاً چھونے، پیار ومحبت کی باتیں کرنے اورحال دل بیان کرنے کی ترغیب دے گا۔اب بالفرض یہ شخص کسی انتہائی شریف خاندان سے تعلق رکھتا ہےاوراسے زیادہ قریب ہونے میں بدنامی کا خوف ہے یاگھر میں سختی بہت زیادہ ہے یا یہ کسی گھٹیا پیشے یابظاہر کسی نیچ قوم سے تعلق رکھتا ہےاوراس کامحبوب مالدار یااعلیٰ خاندان وقوم کافرد ہے،توایسی صورت میں کہ جب باطنی تقاضا،تو محبوب کے قرب ووصال کا متمنی ہواورحالات اس ارادے کی راہ میں زبردست رکاوٹ بن کرشدید تکلیف کاباعث ثابت ہورہے ہوں،انسان اس مسلسل تکلیف وبے چینی سے وقتی نجات کے لئے بعض اوقات اپنے ہاتھ سے غسل واجب کرنے کی جانب مائل ہوجاتا ہے۔

اب وہ چاہے مرد ہو یاعورت،اس غیرفطری طریقے سے جسمانی طور پر بیمار ہو یا نہ ہو،لیکن نفسیاتی طور پرکمزور سے کمزورترضرور ہوتا چلا جاتا ہے،جس کے باعث ایک مسلسل غم اوردائمی ٹینشن پیچھے لگ جاتا ہے،خوداعتمادی ختم ہوجاتی ہے،مجرم ہونے کا احساس بڑھ جاتا ہے،ملامت ضمیرکسی لحہ پیچھانہیں چھوڑتی۔اس کامزید نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ ایساانسان چڑچڑااورتنہائی پسند ہوجاتا ہے۔نیزاپنی صلاحیتوں کے درست استعمال کاشعور بھی آہستہ آہستہ دم توڑ دیتا ہے۔

یونہی جہاں اس فعل مکروہ کا آغاز ہوا،وہیں جھوٹ اورمنافقت بھی فریقین کے گلے کاہار بن جاتے ہیں۔کیونکہ اس چکر کی وجہ سے کبھی اپنے ماں باپ ودیگر رشتہ داروں کے سامنے جھوٹ بولنا پڑتا ہے،توکبھی زوجہ یاشوہر کے سامنے۔(جب کہ عشق میں

گرفتار پہلے سے شادی شدہ ہو) اور غالباً سب سے زیادہ جھوٹ اپنی محبوب شخصیت کے سامنے ہی بولا جاتا ہے، کیونکہ کبھی تو محبت کی شدت میں کمی کے باوجود محبوب کے سامنے اپنی مصنوعی بے قراری کا بے تابی سے اظہار کیا جاتا ہے، مثلاً میرا تو تمہارے بغیر وقت ہی نہیں کٹتا، جب تک تمہیں دیکھ نہ لوں، مجھے ایک پل چین نہیں آتا، میں تو ہر وقت بس تمھارے ہی تصور میں کھویا رہتا ہوں، میں تمھارے بغیر زندہ رہنے کا تصور بھی نہیں کرسکتا وغیرہ وغیرہ، حالانکہ وہ خود اچھی طرح جانتا ہے کہ رخصت ہونے کے بعد سے لے کر دوسری ملاقات تک، اس کے دل پر کسی قسم کی کوئی پریشانی وگھبراہٹ وبیقراری طاری نہیں ہوتی بلکہ وہ اپنے تمام کام بالکل نارمل انداز میں سرانجام دیتا رہتا ہے، حتی کہ نہ تو کبھی ایک وقت کا کھانا ہی چھوٹا اور نہ کوئی ایسی رات گزری کہ جس میں آنکھوں سے نیند اڑ گئی ہو۔

بعض اوقات نہیں، بلکہ اکثر، مستقبل کے بارے میں سبز باغ دکھائے اور کثیر ایسے وعدے کئے جاتے ہیں کہ جن میں سے تقریباً کی بنیاد صرف جھوٹ پر رکھی گئی ہوتی ہے۔ نیز سامنے والے کی بھرپور توجہ کے حصول اور اسے مزید اپنی جانب مائل کرنے کے لئے جھوٹی تعریفوں کے پل باندھے جاتے ہیں (کیونکہ اس قسم کے چکر میں پڑے رہنے والے صنفِ نازک کی اس کمزوری سے بخوبی واقف ہوتے ہیں)۔

جھوٹ کے ساتھ ساتھ اس شرعاً معیوب فعل کی بناء پر انسان اپنے ظاہر و باطن کے اختلاف کے سبب منافقت میں بھی مبتلاء ہو جاتا ہے۔ کیونکہ بعض اوقات کسی کو اپنی ذات سے متاثر کرنے کے لئے عبادت وغیرہ کا سہارا لیا جاتا ہے، کبھی شادی شدہ شخص کو اپنی محبت کے ظاہر ہو کر فتنہ انگیزی کا سبب بن جانے کے خوف کے باعث اپنی زوجہ کے سامنے اس قسم کی اداکاریاں کرنی پڑتی ہیں کہ جس سے اسے اس کی توجہ کم ہونے کا بالکل احساس نہ ہو اور وہ اسے اپنے بارے میں بالکل مخلص تصور کرتی رہے اور کبھی اپنی محبوب شخصیت کو متاثر

کرنے کے لئے چہرے پر مصنوعی تاثرات ظاہر کرنے پڑتے ہیں۔اور اس طرح انسان جان بوجھ کر جھوٹ بولنے اور منافقت اختیار کر کے دوسرے کو بے وقوف بنانے کے باعث سخت گناہ گار ہوتا چلا جاتا ہے۔

اس عمل میں گرفتاری کا نقصان قلبی سختی کی صورت میں بھی مشاہدہ کیا جا سکتا ہے۔ کیونکہ ماقبل میں بالتفصیل معلوم ہو چکا کہ یہ ''سکون کی تلاش میں بے سکون کر دینے والا عمل'' بے شمار گناہوں کے لئے سبب عظیم کی حیثیت رکھتا ہے اور یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ گناہوں کے سبب انسان کا دل سیاہ پڑ جاتا ہے، جیسا کہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا، جب کوئی مومن گناہ کرتا ہے، تو اس کے دل پر ایک سیاہ نکتہ لگ جاتا ہے، پھر اگر وہ توبہ کر لے، گناہ سے باز آ جائے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں استغفار کرے، تو اس کا دل صاف ہو جاتا ہے اور اگر (توبہ نہ کرے بلکہ)، مزید گناہ کرے، تو نکتہ بھی زیادہ ہوتا چلا جاتا ہے حتی کہ اس کے دل کو گھیر لیتا ہے، پس یہی وہ زنگ ہے کہ جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآنِ پاک میں فرمایا،

كَلَّا بَلْ سكته رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۔

یعنی ہر گز نہیں، بلکہ جو کچھ انہوں نے کمایا، اس نے ان کے قلوب پر زنگ چڑھا دیا ہے۔

(المطففین۔آیت ۱۴،پ ۳۰۔) (ترمذی)

اور جب دل سیاہ پڑ جائے، تو اس کی ایک علامت یہ بھی ظاہر ہوتی ہے کہ انسان کا دل بے حد سخت ہو جاتا ہے اور جب دل سختی میں حد سے بڑھ جائے، تو پھر انسان سے ایسے ایسے غیر اخلاقی اور قبیح افعال سرزد ہوتے ہیں کہ جن کا عام حالات میں اس نے

کبھی تصور بھی نہیں کیا ہوتا۔

چنانچہ اگر ''مجازی محبت'' میں گرفتار حضرات کی زندگی کا بغور مشاہدہ کیا جائے، تو بآسانی معلوم ہوگا کہ بظاہر نرم دل نظر آنے والے یہ معصوم چہرے، اس خود اختیار کردہ مصیبت میں مبتلاء ہو جانے کے بعد، انتہائی سخت دلی اور خود غرضی میں مبتلاء ہو جاتے ہیں۔ انھیں صرف اور صرف اپنے نفسانی مقاصد میں کامیابی سے دلچسپی رہ جاتی ہے، چاہے اس کے لئے انھیں کتنی ہی بڑی سے بڑی قربانی کیوں نہ دینی پڑے اور ان کی اس کامیابی تک پہنچنے کے دوران اطراف میں رہنے اور وابستگی رکھنے والوں کو کیسی ہی اذیت وتکلیف کیوں نہ پہنچے، انھیں اس کی بالکل پرواہ نہیں ہوتی مثلاً،

کبھی مشاہدہ کیا جائے تو یہ گروہِ بے پرواہ، راہ میں رکاوٹ بننے والوں کو بے دردی سے قتل کرتا نظر آئے گا۔ کیونکہ جب عشق ومحبت کا سرکش جن سر پر خوب اچھی طرح سوار ہو جائے، تو اس راہ میں رکاوٹ بننے والی کسی بھی شے کو پسند نہیں کیا جاتا۔ پھر اگر وہ رکاوٹ بآسانی ہٹانا ممکن ہو، تو بہت خوب، ورنہ انتہائی قدم اٹھاتے ہوئے قتل ہی ایک واحد صورت نظر آتی ہے۔ چنانچہ کبھی تو اپنے محبوب کے دیگر دعوے داروں کا صفایا کیا جاتا ہے اور کبھی خاندان کی جانب سے ہونے والی سختی کے جواب میں سگے رشتہ داروں کو ہی قربان کر دیا جاتا ہے۔

اس ضمن میں دل ہلا دینے والے یہ واقعات ملاحظہ فرمایئے۔

عبداللہ بن مسلم بن قتیبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ''میں نے ''سراالعجم'' میں پڑھا ہے کہ جب اردشیر کی حکومت مستحکم ہوگئی اور چھوٹے چھوٹے بادشاہوں نے اس کے ماتحت رہنے کا اقرار کرلیا، تو اس نے ''ملکِ سریانیہ'' کا محاصرہ کیا۔ اس بادشاہ نے ''حضر

نامی' شہر میں پناہ لے رکھی تھی۔ اردشیر کو محاصرے کے باوجود فتح حاصل نہ ہوئی، حتیٰ کہ ایک دن اس بادشاہ کی بیٹی قلعے کی فصیل پر آئی، تو اس کی نگاہ اردشیر پر پڑ گئی۔ اچانک اٹھنے والی یہ نظر اپنا کام کر گئی اور اس کی مردانہ وجاہت نے لڑکی کے قلب کو پوری طور پر اپنے قابو میں لے لیا۔ چنانچہ وہ اس کے عشق میں گرفتار ہو گئی۔

جب سوزِ محبت نے بہت زیادہ تنگ کیا، تو اس نے ایک تیر پر لکھا،

اگر تم مجھ سے شادی کی شرط تسلیم کر لو، تو میں تمھیں وہ خفیہ راستہ بتا سکتی ہوں، جس کے ذریعے شہر کو معمولی حیلے اور تھوڑی سی تکلیف کے بعد فتح کیا جا سکتا ہے۔

پھر اس تیر کو اردشیر کی طرف پھینکا۔ اس نے پڑھ کر جوابی تیر پر لکھا، مجھے تمہاری شرط منظور ہے۔

تیر وصول کر کے شہزادی نے حسبِ وعدہ اردشیر کو وہ خفیہ راستہ بتا دیا۔ اس نے دشمن فوج کی غفلت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے تھوڑی سی دیر میں شہر فتح کر لیا۔ مقابلے میں بادشاہ قتل ہو گیا اور دیگر بے شمار لوگ بھی مارے گئے۔ اردشیر نے حسبِ وعدہ لڑکی سے شادی کی اور اسے اپنے ساتھ لے گیا۔

کچھ عرصے بعد ایک رات شہزادی بستر پر دراز تھی، لیکن اسے نیند نہیں آ رہی تھی۔ اسے کروٹیں بدلتے دیکھ کر اردشیر نے پوچھا، تمہیں نیند کیوں نہیں آ رہی؟... کیا میرا بستر درست نہیں؟... یہ کہہ کر بستر کی چادر ہٹا کر دیکھی، تو درخت مورو کے گچھے کی ایک لٹ نظر آئی، جس نے شہزادی کی جلد پریشان کر دیا تھا۔ اردشیر اس کی جلد کی نازکی سے بڑا حیران ہوا، پوچھا، تیرا باپ تجھے کیا غذا کھلاتا تھا؟... لڑکی نے جواب دیا، اس کے پاس میری اکثر غذا شہد، ہڈیوں کا گودا، مغز اور مکھن ہوا کرتی تھی۔ اردشیر نے یہ سن کر بولا،

تیرے باپ سے زیادہ، تیرے ساتھ کسی نے اتنا بہترین سلوک نہیں کیا ہو

گا،لیکن اس کے باوجود تو نے اپنے نفس کی خاطر اسے مروادیا؟....اور جب تو نے بیٹی ہونے کے باوجود اس کے احسان کا بدلہ اتنے گھناؤنے انداز میں ادا کیا ہے، تو کیا بعید کہ کل میرے ساتھ بھی ایسا ہی برتاؤ کرے، میں تجھ جیسی عورت سے اپنے آپ کو بالکل محفوظ تصور نہیں کرتا۔

پھر اس نے حکم دیا کہ اس کے سر کے بالوں کو تیز رفتار گھوڑے کی دم کے ساتھ باندھ کر اسے دوڑا دو۔ چنانچہ اس کے ساتھ ایسا ہی کیا گیا، تھوڑی ہی دیر میں اس کے بدن کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے اور یوں اس کی سخت دلی نے اسے اس کے برے انجام تک پہنچا دیا۔ (ذم الھویٰ لابن جوزی)

رقاش نامی ایک عورت قبیلہ ایاد بن نزار سے تعلق رکھتی تھی۔ اس کا باپ اس سے شدید محبت کرتا تھا۔ اس کی قوم کے ایک شخص نے اس کی بیٹی کے لئے نکاح کا پیغام بھیجا۔ وہ شخص لڑکی کو بے حد پسند تھا، لیکن کسی مصلحت کی بناء پر اس کے باپ نے رشتے سے انکار کر دیا۔ لڑکی کو اس انکار سے شدید صدمہ پہنچا۔ چنانچہ ایک دن موقع پا کر اس نے بدبختی کا مظاہرہ کرتے ہوئے باپ کو زہر دے دیا۔

جب باپ نے زہر کی تیزی محسوس کی، تو غم و حزن اور حیرت و تعجب میں مبتلاء ہو کر بولا،

اے رقاش! تو نے ایک غیر کے لئے میرا خون کر دیا، تجھے عنقریب اس کا برا انجام دیکھنا ہو گا۔

باپ کے انتقال کے بعد اس نے اسی شخص سے شادی کر لی۔ ابتداء میں کچھ عرصہ بہت اچھا گزرا، لیکن پھر باپ کی قلبی اذیت رنگ لائی اور حالات بگڑنا شروع ہو گئے، حتی کہ

ایک دن اس شخص نے غصے میں اسے بے حد مارا۔اس دن رقاش کو اپنے باپ کی محبت اور احسانات بہت یاد آئے ،لیکن اب وقت گزر چکا تھا۔کسی نے اس سے اس واقعے پر ہمدردی کا اظہار کیا،تو اس نے جواب میں کہا،جس کے مددگار کم ہوں وہ رسوا ہی ہوتا ہے۔

پھر اس کے خاوند نے دوسری شادی کرلی۔جب کسی نے اس بارے میں احساس دلا کر طلاق کا مشورہ دیا تو رقاش نے کہا،

میں ایک شر کے ساتھ کسی دوسرے شر کا سامنا نہیں کرنا چاہتی،ایک شریف عورت کے لئے طلاق جیسی کالک بہت ہوتی ہے۔ (ذم الھوی)

فقط نفس کی خاطر باپ کو قتل کر دینے والی کا خود کو شریف گمان کرنا بے حد عجیب ہے۔

اور کبھی ان کی قلبی بے حسی کسی دوسرے کو سخت جسمانی اذیت میں مبتلاء کرنے کے ذریعے بھی محسوس کی جاسکتی ہے۔اس کی ادنیٰ سی مثال کے طور پر موجودہ معاشرے میں وقوع پذیر ہونے والا یہ تازہ دلخراش واقعہ ہے،چنانچہ

ایک اخباری خبر کے مطابق،محمد نگر قلعہ گوجر سنگھ لاہور میں بیوی نے آشنا سے مل کر شوہر کی آنکھوں میں تیزاب ڈال کر اسے اندھا کر دیا۔پولیس نے ملزمہ اور اس کے آشنا کو گرفتار کر کے جیل بھجوادیا۔بتایا گیا ہے کہ ۱۶ سال پہلے غفور کی شادی،شفقت بی بی سے ہوئی۔بعد میں شفقت نے اپنے ہمسائے رمضان سے تعلقات استوار کر لئے۔ان دونوں نے غفور کو راستے سے ہٹانے کا فیصلہ کیا،چنانچہ شفقت نے غفور کو نشہ آور چیز پلادی اور سوتے میں اپنے آشنا کے ساتھ رمضان کی آنکھوں میں تیزاب ڈال دیا۔

نیز اپنے اطراف میں اسی قسم کے سینکڑوں واقعات ملاحظہ کئے جاسکتے ہیں

کہ جن میں اس گروپ کے افراد کسی کا سر پھاڑتے، کسی کی ٹانگیں توڑتے، کسی کے ہاتھوں کو ہمیشہ کے لئے ناکارہ کرتے اور کسی کے خوبصورت چہرے کو تیزاب کے ذریعے بدنما بنا کر اسے ساری زندگی سسک سسک کر گزارنے پر مجبور کرتے نظر آئیں گے۔

پھر یوں تو ہر جسمانی تکلیف، روحانی تکلیف کا سبب بھی ضرور بنتی ہے، لیکن بعض اوقات یہ خالصتاً روحانی تکلیف کا سبب بن جاتا ہے۔ پھر اس کی کئی صورتیں ہیں۔ مثلاً

بعض اوقات یہ اس طرح باعثِ تکلیف ہونا، اپنے والدین اور دیگر رشتہ داروں کے لئے ہوتا ہے۔ مثلاً جب یہ یقین ہو جائے کہ گھر والے مطلوبہ جگہ پر رشتہ نہیں کریں گے، بلکہ مرضی کے برخلاف کسی اور مقام پر مقید کر دینے کا پختہ ارادہ کیا جا چکا ہے، تو ذہنی لحاظ سے جدت پسند اور دینی و دنیوی پابندیوں کے خلاف جذباتِ بغاوت رکھنے والی لڑکی اپنی زندگی کی سب سے خطرناک غلطی میں مبتلاء ہو جاتی ہے۔ چنانچہ اپنے محسن و مربی والدین کے احسانات اور دیگر خاندان والوں کی عزت کی پرواہ کئے بغیر، ایک غیر مرد کے ہاتھوں میں ہاتھ دے راہِ فرار اختیار کر کے، اپنے پیچھے ذلت و بدنامی کا عظیم سمندر چھوڑ جاتی ہے، جس کی بے رحم لہریں، شرمندگی سے سر جھکائے بوڑھے والدین اور حیاء سے منہ چھپاتے غیرت مند بھائیوں کو تاحیات سنبھلنے نہیں دیتیں۔

پھر اس عمل کو اپناتے ہوئے اس خود غرض عاشقہ کو صرف اور صرف اپنے مستقبل کے بارے میں خوبصورت و سہانے خواب یاد ہوتے ہیں، اس پہلو پر غور و تفکر کرنے کی توفیق حاصل نہیں ہوتی کہ اس حیاء و شرم سے خالی قدم اٹھانے کے بعد میرے ماں باپ، خاندان و محلے والوں کے طعنوں اور طنزیہ نگاہوں کا کس طرح سامنا کریں گے اور ان کی آئندہ زندگی

کس قدر روحانی اذیت وتکلیف میں گزرے گی۔خصوصاً جب اس لڑکی کا تعلق کسی صاحبِ عزت وشریف خاندان سے ہو یا پھر وہ کسی گھٹیا پیشے یا قوم والے یا (معاذ اللہ) کسی غیر مسلم کے ساتھ فرار ہونے کی حماقت کرے۔ پھر اس کرب واذیت میں اس وقت اور زیادہ اضافہ ہو جاتا ہے کہ جب اس ''ہونہار بچی'' کا یہ تاریخی کارنامہ اخبارات کی زینت بن جائے۔

اس سلسلے میں چند خبریں ملاحظہ فرما کر والدین کی اذیت کا تھوڑا بہت اندازہ لگائیے۔

والدین میری مرضی کے خلاف شادی کرنا چاہتے ہیں اس لئے گھر چھوڑ کر آ گئی۔ یہ بات بھائی پھیرو کی شازیہ نے بتائی۔اس نے بتایا کہ ''ہم ۸ بہن بھائی ہیں، میں اپنے چچا کے بیٹے سے شادی کرنا چاہتی ہوں، لیکن گھر والے نہیں مانتے۔لڑکی کو ''دستک'' بھیج دیا گیا۔

گھر سے بھاگ کر شادی کرنے والی رائے ونڈ کی جواں سال لڑکی سمیرا، پیر کے روز لاہور ہائی کورٹ سے بھی، خواتین وکلاء کی مدد سے، ماں باپ اور دیگر رشتہ داروں سے بچ کر فرار ہوگئی۔ واقعات کے مطابق سمیرا نے گھر سے بھاگ کر ایک لڑکے تجمل سے شادی رچالی، پولیس کی طرف سے ہراساں کرنے پر تجمل نے لاہور ہائی کورٹ میں رٹ دائر کردی، رٹ کے مسترد ہونے کی بناء پر وہ عدالت سے غائب ہوگیا۔ والدین نے سمیرا کو ساتھ لے جانا چاہا، تو اس نے چیخ و پکار شروع کردی اور زمین پر لیٹ گئی۔ اسسٹنٹ اے۔جی سلمٰی اور دیگر خواتین وکلاء نے اسے والدین سے چھڑوا کر پولیس بلوالی اور اسے لیڈیز بار روم لے گئیں، جہاں سے وہ غائب ہوگئی۔

شادی سے پندرہ روز قبل لڑکی آشنا کے ساتھ فرار ہوگئی۔تفصیلات کے

مطابق شادی سے پندرہ روز پہلے لڑکی رانی بی بی اپنے آشنا کے ساتھ ''جہیز کے لئے جمع کئے گئے طلائی زیورات، نقدی اور ملبوسات'' سمیت فرار ہو گئی۔

امریکی سپاہی کی محبت میں گرفتار بحرین کی شہزادی مریم نے امریکہ میں سیاسی پناہ کی درخواست دے دی۔تفصیلات کے مطابق ایک امریکی سپاہی کی محبت میں گرفتار بحرین کی شہزادی مریم نے امریکہ میں سیاسی پناہ کی درخواست دے دی ہے، شہزادی مریم الخلیفہ نے موقف اختیار کیا ہے کہ وہ وطن واپس گئی، تو اس کی زندگی محفوظ نہیں رہے گی۔ ۱۹ سالہ شہزادی مریم اور لانس کارل ول جیسن جانسن کا معاشقہ ایک سال سے زائد عرصہ تک چلا اور پھر شہزادی اس کے ساتھ چوری چھپے امریکہ چلی گئی، گزشتہ سال کے اختتام پر جانسن کی مدتِ تعیناتی ختم ہو رہی تھی، چنانچہ اس نے اپنی محبوبہ کے جعلی فوجی شناختی کاغذات بنائے اور دونوں کمرشل پرواز کے ذریعے امریکہ پہنچ گئے۔شہزادی کا کہنا ہے اس نے بہت خطرناک قدم اٹھایا ہے اور واپس جانے پر اس کی زندگی حرام کر دی جائے گی۔

کبھی اس روحانی تکلیف کا شکار بیوی بچے یا شوہر بنتے ہیں۔یہ عموماً اس وقت ہوتا ہے کہ جب کوئی شادی شدہ شخص اس مصیبت میں گرفتار ہو جائے، تو لامحالہ اسے اپنی بیوی بچوں کا وجود اس راہ میں زبردست رکاوٹ بنتا نظر آتا ہے، جس کے باعث اس کی طبیعت میں بیزاریت اور چڑچڑاپن پیدا ہو جانا ایک فطری امر ہے۔اس کا لازمی نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ یا تو وہ معمولی معمولی باتوں پر، بہانے بنا بنا کر بیوی بچوں کو ڈانٹتا اور مارتا نظر آتا ہے اور یا پھر ان سے بالکل بے رخی اختیار کر لیتا ہے، اب نہ تو اسے بیوی کے حقوق ادا کرنے کی کوئی پرواہ ہوتی ہے، نہ ہی بچوں پر شفقت اور ان کی تربیت کا کوئی لحاظ۔یقیناً یہ صورتِ حال، باپ کی طرف سے ملنے والی شفقت ومحبت سے محروم، ڈرے سہمے بچوں اور

اجنبیت و بے زاری کا مظاہرہ کرنے والے شوہر کی حالت پر ہر وقت جلنے کڑھنے والی بیوی کے لئے سخت روحانی تکلیف کا باعث بن جاتی ہے۔

اور شوہر کے لئے اس طرح کہ بعض اوقات زوجہ خوبصورت ہوتی ہے، جب کہ شوہر ظاہری حسن و جمال سے محروم.. یا. عورت مالدار و اعلیٰ خاندان سے تعلق رکھتی ہے اور شوہر غریب و گھٹیا خاندان کا چشم و چراغ، چنانچہ ایسا شخص، حسن و جمال اور عزت و وجاہت کے ان ظاہری اسباب میں کمی کے باعث، ہمہ وقت بیوی کے مقابلے میں احساسِ کمتری کا شکار رہتا ہے۔ اب ایسی زوجہ کا کسی اور جانب میلان، یقیناً شوہر کی جانب سے توجہ بالکل ہٹا دیتا ہے، بلکہ اس کا قرب تو طبیعت پر پہلے ہی باعثِ بوجھ تھا، اس راہ میں چل پڑنے کے بعد مزید کوفت کا سبب بن جاتا ہے۔ خوبصورت بیوی کی اس بے رخی کی بناء پر پہلے سے احساسِ کمتری میں مبتلاء یہ شخص، مزید احساس ذلت کا شکار ہوتا چلا جاتا ہے اور یوں مسلسل ٹینشن، زبردست ''روحانی اذیت'' سے دوچار رہتا ہے۔

اور بسا اوقات اس روحانی تکلیف کا شکار خود ''شکار کرنے والے یا والی'' کو بننا پڑتا ہے، اس کی بے شمار صورتوں میں سے ایک صورت یہ بھی ہے کہ بعض دفعہ لڑکی کے بھائیوں وغیرہ کو ان کے کارناموں کی اطلاع ملتی ہے، تو وہ اپنی بہن کے قصور پر توجہ کئے بغیر، انتقامی کارروائی کے طور پر اس عاشق کے گھر والوں کو تکلیف پہنچانے کی کوشش کرتے ہیں اور ان کی اس کوشش میں کامیابی، یقیناً اس عاشق محروم کے لئے سخت روحانی تکلیف کا سبب بن جاتی ہے۔

اس کی ایک زندہ مثال، اسی معاشرے میں ہونے والے ایک حالیہ دلخراش واقعے کے ذریعے پیش کرتا ہوں کہ جس کو پڑھ کر یقیناً بہت دیر تک راقم الحروف کے دل میں رنج و غم کی کیفیات گردش کرتی رہی تھیں۔ چنانچہ

ایک اخباری خبر کے مطابق ایک نوجوان نے کسی لڑکی کو چھیڑا۔ جب اس کے بھائیوں کو اس کی اطلاع ملی، تو انھوں نے غصے میں آ کر اس نوجوان کی ماں کو ''اجتماعی زیادتی'' کا نشانہ بناڈالا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ بآسانی اندازہ کر سکتے ہیں کہ جب اس نوجوان تک یہ خبر پہنچی ہوگی، تو اس کے دل کی کیا حالت ہوئی ہوگی۔

اس عمل غیر شرعی کا ساتواں نقصان، کبھی کبھی سلبِ ایمان (seizure of faith) کی صورت میں بھی ظاہر ہوتا ہے۔ کیونکہ جب کوئی شخص اس چکر کے مزوں کا بے حد عادی ہو جائے، تو اب اس نشے سے جان چھڑانا بے حد دشوار ہو جاتا ہے۔ کیونکہ نفس جب تک کسی کام میں لذت حاصل کرتا رہے، اسے ترک کرنے کے لئے بالکل تیار نہیں ہوتا۔ چنانچہ اب ایسے انسان کو صرف وہی گفتگو اچھی لگتی ہے، جو اس معاملے میں ترقی کا سبب بنے، اس کے برعکس اس کی مذمت یا اسے ترک کر دینے کے بارے میں کسی قسم کی نصیحت، طبیعت پر بے حد گراں گزرتی ہے، چنانچہ بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ جب اسے ان گناہوں سے محفوظ رکھنے کی غرض سے کوئی آیتِ کریمہ یا حدیثِ مبارکہ سنائی جاتی ہے، تو وہ جھنجھلاہٹ اور غصے میں اللہ تعالیٰ یا اس کے رسول ﷺ کی شان میں گستاخانہ جملے کہہ بیٹھتا ہے اور اس طرح یہ دنیاوی محبت اس کے ایمان کی بربادی کا سبب بن جاتی ہے۔

اور کبھی یوں بھی ہوتا ہے کہ دل کسی غیر مسلم کی جانب مائل ہو جاتا ہے۔ ایسے واقعات عموماً وہاں ظہور پزیر ہوتے ہیں، جہاں مسلم و غیر مسلم لڑکے لڑکیاں ایک ساتھ تعلیم حاصل کر رہے ہوں یا قریب رہائش پزیر ہوں اور ایسی فلمیں دیکھنے کے عادی ہوں کہ جن میں محبت کے سلسلے میں مذہبی تفریق کو بے معنی قرار دیئے جانے پر زور دیا جاتا ہے۔

جب اس قسم کی محبت پروان چڑھتی ہے، تو یقیناً مذاہب کے درمیان فرق، قرب

ووصال کی راہ میں زبردست رکاوٹ نظر آتا ہے۔ایسے مواقع پر نفس وشیطان اپنی مسلسل کوشش سے عاشق بے لگام کی نگاہ میں، دین کی خاطر محبت کی قربانی کے بجائے، دین کا چھوڑنا آسان کر دیتے ہیں۔ چنانچہ اس دعوت کو قبول کر لینے کے نتیجے میں، عارضی حصول لذت کے بعد، دنیاوآخرت میں دائمی ذلت ورسوائی ان کا مقدر بن جاتی ہے۔

اس ضمن میں یہ عبرت ناک واقعے بغور ملاحظہ فرمائیے۔

ابوالحسن بن علی بن عبیداللہ زاغوانی رضی اللہ عنہ حکایت بیان کرتے ہیں کہ

ایک مسلمان، کسی عیسائی عورت کے دروازے کے سامنے سے گزرا۔اچانک نگاہ اٹھی، تو عورت پر جاپڑی اور یہی ایک نگاہ دل میں ہلچل مچاگئی۔روز بروز اس کی محبت میں اضافہ ہوتا گیا، حتی کہ جنون عشق اتنا بڑھا کہ اس کی عقل پر غالب آ گیا۔اس کی مجنونانہ حرکات سے پریشان ہوکر گھر والوں نے اسے ایک دوسرے شہر میں منتقل کر دیا۔

اس طرف عشق نے اسے مکمل طور پر اپنی گرفت میں لیا ہوا تھا، تو دوسری جانب وہ لڑکی آتش محبت میں جلنے لگی۔

جب یہ عاشق بے حال کچھ ہوش میں آیا، تو اپنے ایک دوست کے ذریعے تمام حال دل لڑکی کو لکھ بھیجا۔اس نے بھی جواب میں اپنی باطنی کیفیات سے مطلع کیا۔پھر خط و کتابت کا ایک سلسلہ چل نکلا۔لیکن عاشق غم فراق میں جلتا وگھلتا رہا، حتی کہ اس کی حالت انتہائی غیر ہوگئی اور موت کا وقت قریب آ گیا۔جب اسے اپنی موت کا یقین ہوگیا، تو اس نے اپنے اسی دوست کو بلا کر کہا، میری موت قریب آ چکی ہے، میں دنیا میں تو اپنی محبوب ہستی کا قرب حاصل نہ کر سکا، لیکن ارادہ کر چکا ہوں کہ آخرت میں اس سے ضرور ملوں گا۔ دوست نے حیرت سے پوچھا، وہ کیسے؟....اس نے کہا، میں محمد ﷺ کے دین کو چھوڑ کر عیسٰی بن مریم کے مذہب کو قبول کرتا ہوں اور صلیب اعظم کی حقانیت کا قائل ہوتا ہوں۔ (معاذ اللہ

ثم معاذ اللہ وانا للہ وانا الیہ راجعون)، اس ارادے کے اظہار کے ساتھ ہی اس کا دم نکل گیا۔

عاشق کے ایمان سے ہاتھ دھو لینے پر سخت رنجیدہ دوست ،اس سے فارغ ہو کر لڑکی کے پاس پہنچا، تو اسے بھی مرض الموت میں مبتلاء پایا۔لڑکی نے بھی آخری گفتگو کرتے ہوئے کہا، میں اپنے محبوب کو دنیا میں تو نہ مل سکی، لیکن چاہتی ہوں کہ آخرت میں اس کے ساتھ یکجا ہو جاؤں، چنانچہ میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتی ہوں کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں اور میں عیسائی مذہب سے بیزار ہوں۔ایمان لانے کے کچھ دیر بعد ہی اس لڑکی کا بھی انتقال ہو گیا۔ (ذم الھویٰ لابن جوزی)

اس واقعے میں عقل وشعور رکھنے والوں کے لئے بے حد عبرت ہے۔یہ اللہ تعالیٰ کا عدل وانصاف ہے کہ جس کو چاہے دولتِ ایمان سے مشرف فرما دے اور جسے چاہے اس کی شامتِ اعمال کی بناء پر اس نعمت سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے محروم کر دے، لھذا ہر شخص کو اپنے انجام کے بارے میں فکر مند رہنا بہت ضروری ہے اور ایسے اعمال سے اجتناب لازم سمجھنا چاہیئے کہ جن کا انجام بربادیٔ ایمان کی صورت میں نکل سکتا ہو۔

نیز اس شخص کا یہ خیال کہ عیسائی مذہب اختیار کر کے آخرت میں لڑکی کا قرب حاصل ہو سکے گا،اس کی جہالت وحماقت اور شیطان کے مکر وفریب میں بری طرح پھنس جانے کا نتیجہ تھا، کیونکہ اگر بالفرض وہ عورت مسلمان نہ ہوتی ،تو ان دونوں کا دائمی ٹھکانہ جہنم تھا اور دوزخ میں وصال وقرب ولذت ومزہ متصور نہیں، بلکہ وہاں ہر کافر کو علیحدہ علیحدہ اتنے سخت عذاب میں مبتلاء کیا جائے گا کہ دنیا کے تمام مزے ایک لمحے میں بھول جائیں گے، چنانچہ وہاں فقط موت کی تمنا کی جائے گی، لیکن وہ بھی میسر نہ آ سکے گی۔

امام ابن جوزی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

مجھے ایک شخص کی حکایت معلوم ہوئی جو بغداد میں رہتا تھا۔اس کا نام صالح تھا۔
اس نے چالیس سال تک اذان دی تھی اور نیک نامی میں بہت مشہور تھا۔یہ ایک دن اذان دینے کے لئے منارے پر چڑھا،تو مسجد کے ساتھ واقع عیسائیوں کے گھر میں موجود ایک لڑکی پر نگاہ پڑگئی۔اس کے حسن و جمال کے باعث، یہ اس کے فتنے میں مبتلاء ہوگیا۔چنانچہ اذان سے فارغ ہوکر اس کے دروازے پر پہنچ گیا۔دروازہ بجایا،لڑکی نے اندر سے پوچھا کون؟...اس نے کہا،صالح مؤذن۔نام سن کر لڑکی نے دروازہ کھول دیا۔مؤذن نے فوراً اس کی طرف ہاتھ بڑھایا۔لڑکی نے حیرانگی سے پوچھا،تم مسلمان تو بڑے دیانت و امانت دار ہوتے ہو،پھر یہ خیانت کیسی؟...اس نے اپنا تمام حال دل اس کے سامنے بیان کردیا۔

لڑکی نے کہا کہ ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا،ہاں اگر تم اپنا دین چھوڑ دو،تو شائد یہ ممکن ہوسکے۔

مؤذن پر بدبختی غالب تھی،چنانچہ فوراً بولا،ٹھیک ہے،میں اسلام سے بیزاریت کا اظہار کرتا ہوں اور اس سے بھی جو محمد ﷺ لے کر مبعوث ہوئے (معاذ اللہ)۔یہ کہہ کر لڑکی کے قریب ہونا چاہا۔تو لڑکی پیچھے ہٹتی ہوئی بولی،

یہ جو کچھ تم نے کیا،صرف اس لئے تھا کہ اپنا مقصد حاصل کرلو،ہوسکتا ہے کہ مطلب نکال لینے کے بعد،مجھے چھوڑ کر،تم دوبارہ اپنے دین کی طرف لوٹ جاؤ،لھذا اب میری بھی کچھ شرائط ہیں،ان میں سے ایک یہ کہ پہلے تم خنزیر کا گوشت کھاؤ۔مؤذن نے عشق کے ہاتھوں مجبور ہوکر اسے کھالیا۔پھر کہا،اب شراب بھی پیو۔اس نے وہ بھی پی لی۔جب شراب نے اپنا اثر کیا،تو نشے میں آگے بڑھا،لڑکی نے جلدی سے ایک کمرے میں داخل ہوکر اندر سے کنڈی لگالی اور اندر سے ہی بولی،اب تم ہماری چھت پر چڑھ جاؤ،حتی کہ میرا باپ آجائے اور میرا اور تیرا نکاح کردے۔

صالح مؤذن،حسب ہدایت نشے کی حالت میں چھت پر چڑھ گیا،جہاں سے

اچانک اس کا پاؤں پھسلا اور وہ سر کے بل نیچے صحن میں آ گرا اور تھوڑی ہی دیر میں اس کا دم نکل گیا۔

لڑکی نے اسے ایک کپڑے میں لپیٹ کر رکھ دیا۔ جب اس کا باپ آیا، تو سارا ماجرا اس کے سامنے بیان کر دیا۔ جب رات ہوئی، تو دونوں باپ بیٹی نے اسے اٹھا کر ایک گلی میں پھینک دیا۔ جب لوگوں کو بھی اس کا واقعہ معلوم ہوا، تو اسے اٹھا کر گندگی کے ایک ڈھیر پر پھینک دیا۔ (ذم الھویٰ)

اس خطرناک کھیل کا آٹھواں نقصان اللہ تعالیٰ کی فرض و واجب کردہ عبادات اور ان کی لذت سے محرومی کی صورت میں بھی دیکھا جا سکتا ہے۔ کیونکہ اس چکر میں پھنسنے کے بعد نہ تو نماز پڑھنے کی فرصت رہتی ہے، نہ ہی روزہ رکھنے کی۔ اگر کبھی جوش میں آ کر عبادت اختیار کی بھی جاتی ہے، تو اس میں لذت بالکل محسوس نہیں ہوتی۔ چنانچہ جلدی جلدی بے دلی کے ساتھ چند سجدے کئے اور یہ جا وہ جا۔

لذتِ عبادت سے محرومی کا سبب بیان کرتے ہوئے حضرت یحییٰ بن معاذ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ

جسم کی بیماری، تکالیف سے ہوتی ہے اور دلوں کی بیماری گناہوں سے، تو جس طرح جسم کو بیماری کی موجودگی میں کھانے کی لذت حاصل نہیں ہو پاتی، بالکل اسی طرح گناہوں کی موجودگی میں دل کو عبادت کی لذت نصیب نہیں ہوتی۔ (ذم الھویٰ)

ہاں کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ اس گروہ کے ناکام افراد کسی سے سن لیتے ہیں کہ

''نماز پڑھو گے، تو دلی مراد حاصل ہو گی اور دعا جلد قبول کی جائے گی''

چنانچہ حصول مقصد کے لئے ''امتحاناً'' نماز کا آغاز کر دیا جاتا ہے۔ اس ''نفسانی نماز''

کی دلیل یہ ہوتی ہے کہ جب اس کا رزلٹ مرضی کے مطابق فوراً ظاہر ہوتا نظر نہیں آتا، تو کچھ عرصہ کے بعد یہ حضرات مایوس ہوکر دوبارہ بے نمازی پن کی طرف لوٹ جاتے ہیں۔

اس پر خطر سفر کا نواں نقصان قلب وذہن کا ہمہ وقت فضول و برے خیالات میں مشغول رہنا ہے کیونکہ یہ مسلمہ قاعدہ ہے کہ جس بھی کام میں نفسانیت کا دخل ہو جائے ''پاکیزگی'' وہاں سے خاموشی کے ساتھ رخصت ہو جاتی ہے۔اب چونکہ مجازی عشق ومحبت میں گرفتار ہونا بھی، نفس وشیطان کے مشوروں کو عقل کی آنکھیں بند کر کے قبول کر لینے کے نتیجے میں ہی ظہور پزیر ہوتا ہے،لھذا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ ایسے افراد ہمہ وقت فضول یا غلیظ تصورات میں گھرے رہتے ہیں۔

اپنے ذہن میں نامحرم کا تصور جمانا اور پھر اس سے آگے بڑھ کر''اللہ تعالیٰ کی لعنت کے مستحق بنا دینے والے اعمال کی منصوبہ بندی کرنا''انھیں کئی قسم کے دیگر امراض کا شکار کروا دیتا ہے۔اس کی کم از کم نحوست یہ ظاہر ہوتی ہے کہ ایسے افراد کے لئے اپنے آپ یا اپنے کپڑوں کو پاک رکھنا بے حد مشکل ہو جاتا ہے اور پھر اس ناپاکی کا ہر وقت مسلط رہنا انھیں اللہ تعالیٰ کی عبادات سے دور کر دیتا ہے۔طبیعت بوجھل بوجھل رہتی ہے۔ضمیر ملامت کرتا رہتا ہے اور پھر بدقسمتی سے بعض اوقات اسی ناپاکی کی حالت میں ہی موت کو گلے لگانا پڑتا ہے۔

نیز یہ امر بھی تسلیم شدہ ہے کہ ماں باپ کی ذہنی گندگی کا کچھ نہ کچھ اثر، اولاد میں ضرور منتقل ہوتا ہے۔یقیناً ایک ذی شعور شخص کیلئے فیصلہ کرنا دشوار نہ ہوگا کہ انسان کا نفسانی خواہشات کی تکمیل میں گم ہوکر، اپنی اولاد کے ذہن وقلب وطبیعت میں گندگی و غلاظت پیدا کرنے والے افعال کا ارتکاب قطعاً مناسب نہیں اور پھر اس پر المیہ یہ کہ ایسی

حرکات پر ندامت بھی محسوس نہ کی جائے!.........اللہ تعالیٰ سمجھ عطا فرمائے۔آمین

یہاں یہ جاننا بھی بے حد ضروری امر ہے کہ جس طرح برے ظاہری اعمال، بارگاہِ الٰہی میں باعث گرفت ہوتے ہیں، اسی طرح بعض شرائط کے ساتھ ذہن میں موجود گندے وفاسد خیالات بھی پکڑ کا سبب بن سکتے ہیں۔اس میں تفصیل یہ ہے کہ ذہن میں آنے والے خیالات کی پانچ قسمیں ہیں۔

(1)ہاجِس:۔

اچانک کسی چیز کا خیال آنا۔مثلاً راستے میں چلتے ہوئے اچانک خیال آیا کہ پیچھے ایک عورت آرہی ہے۔

(2) خاطِر:۔

کسی چیز کا بار بار خیال آنا۔مثلاً نفس، پیچھے آنے والی عورت کی طرف بار بار توجہ دلانے کی کوشش کرے۔

(3) حدیثِ نفس:۔

کسی چیز کا خیال آنے پر ذہن اس کے لئے منصوبہ بندی شروع کردے۔مثلاً ذہن سوچنا شروع کردے کہ پلٹ کر عورت کو دیکھنا چاہیے۔

(4) ھمّ:۔

غالب ارادہ اس فعل کے کرنے کی ہو اور مغلوب سا خیال نہ کرنے کے بارے میں ہو۔مثلاً غالب ارادہ یہ ہوا کہ پلٹ کر اسے دیکھنا چاہیے، لیکن ابھی دل میں تھوڑی سی مزاحمت باقی ہے۔

(5) عزم:۔

مغلوب ساخیال بھی زائل ہوجائے اوراس فعل کے کرنے کا پختہ ارادہ کرلیا جائے۔ مثلاً اس عورت کودیکھنے کے بارے میں دل میں جوتھوڑی بہت مزاحمت وانکار موجودتھا، وہ بھی زائل ہوجائے اور یہ شخص پختہ ارادہ کرلے کہ ابھی پلٹ کردیکھتاہوں۔

اس تفصیل کے بعد یادرکھئے کہ اب اگرکسی شخص کے دل میں گناہ کاخیال آئے ،توہاجس، خاطر، حدیثِ نفس اورھم کے مرتبے میں اس کا مواخذہ نہ ہوگا (یعنی یہ گناہ میں شمار نہ ہوں گے) البتہ اگرگناہ کاعزم کیا،تواب اس کامواخذہ ہےاوراس کے نامۂ اعمال میں گناہ لکھا جائے گااورایسی صورت میں عملی طورپراس فعل کوکیاجائے یاکسی مجبوری یاخوف وغیرہ کی وجہ سے رک جایاجائے۔ - (عامہ کتب)

اللہ تعالیٰ کادرج ذیل فرمان،اسی عزم کے بارے میں ہے،

اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ کُلُّ اُولٰٓئِکَ کَانَ عَنْهُ مَسْئُوْلاً۔ بےشک کان،آنکھ اور دل،(بروزِقیامت) ان سب سے سوال ہوناہے۔

(بنی اسرائیل ۳۶۔پ ۱۵)

تفاسیر میں اس سوال کی نوعیت یوں بیان کی گئی ہے کہ انسان سے ان اعضاء کے بارے میں پوچھاجائے گاکہ تم نے حالتِ زندگی میں ان سے کیا کیا کام لیا؟.....

مطالعہ فرمانے والے تمام خواتین وحضرات کے حق میں بے حدمفید رہے گاکہ اپنے ذہن میں آنے والے ہرخیال کادیانت دارانہ محاسبہ کیاکریں،تا کہ معلوم ہوتارہے کہ ان کاشمار مذکورہ پانچ اقسام میں سے کس قسم میں ہوتاہے۔

ہوسکتاہے کہ یہاں اذہان میں ایک سوال گردش کرنے لگے کہ

بسا اوقات انسان فقط حصول لذت کے لئے اپنے ذہن میں کوئی خراب خیال و منظر بار بار یا مسلسل لے کر آتا ہے، اسے عملی طور پر کرنے کا کوئی ارادہ نہیں ہوتا، کیا یہ بھی قابلِ گرفت عمل ہے؟.....

اس کا جواب یہ ہے کہ یہ فعل شرعاً ''مکروہ (disapproved)'' ہے۔ کیونکہ شریعت، ہر اس عمل کو ناپسند کرتی ہے کہ جو غفلت یا کسی گناہ کی طرف راغب کرے اور ذکر کردہ قسم کے خیالات بھی یقیناً غفلت کے ساتھ ساتھ، کسی نہ کسی گناہ میں مبتلاء کرنے کا سبب بن جاتے ہیں، لھذا یہ بھی ناپسند و مکروہ قرار دیئے جائیں گے۔

اگر آپ غور کریں، تو بغیر کسی تردد (hesitation) کے تسلیم کرنا پڑے گا کہ ان خیالات کا اختتام کبھی تو فقط گناہ کے ''عزمِ مصمم (determination)'' پر ہوتا ہے اور کبھی سوچنے والا اس سے آگے بڑھ کر عملی طور پر اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کا ارتکاب کر بیٹھتا ہے اور گناہ کا عزم وارتکاب، دونوں ہی قابلِ گرفت اور توبہ نہ کرنے کی صورت میں دخولِ نار کا سبب ہیں۔

شیخ ابوطالب محمد بن عطیہ حارثی مکی رضی اللہ عنہ اپنی مشہورِ عالم تالیف ''قوت القلوب'' میں لکھتے ہیں،

حضرت امام ابومحمد سہل رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ کبھی انسان، کسی گناہ سے توبہ کر کے اسے ہمیشہ کے لئے ترک کر دیتا ہے، لیکن اس گناہ کی لذت اس کے دل میں متصور ہوتی رہتی ہے یا آئندہ زندگی میں اس گناہ کے بارے میں کسی سے کچھ سن لے، تو اس کی حلاوت (یعنی لذت) محسوس ہونے لگتی ہے، آپ اس کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟.....

آپ نے ارشاد فرمایا،

لذتِ گناہ محسوس ہونا، تو طبیعتِ بشری کا تقاضا ہے (یعنی یہ ایک ایسی چیز ہے کہ طبیعتِ انسانی، بلاارادہٗ انسان، اس کا تقاضا کرتی ہے) اور اس کیفیت کا وجود ایک لازمی امر ہے، چنانچہ اب ایسے شخص کے لئے ایک ہی راستہ ہے کہ اپنے مولائے کریم کے سامنے فریاد کرے، دل سے اس کو برا سمجھے اور نفس کو اس بات پر مجبور کرتا رہے کہ اس گناہ کو ناگوار جانے۔ اس لذت کو قلب سے جھٹکتا رہے اور اس کوشش میں ہیشگی پیدا کرے۔ ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا رہے کہ اے اللہ! میرے دل سے اس بری بات کو فراموش کردے۔

پھر دل کو بتکلف اس طرف سے ہٹا کر ذکر اللہ میں مشغول اور اعمالِ صالحہ کی جانب متوجہ کرے۔ کیونکہ اس بات کا خطرہ ہمہ وقت موجود ہے کہ اگر وہ لمحہ بھر بھی غافل ہوا، تو اس گناہ کی لذت وحلاوت دل پر چھا جائے گی اور پھر وہ ارتکاب سے مامون نہ رہ سکے گا۔

اس وقت وزندگی کو برباد کردینے والے عمل کا دسواں نقصان ''بارگاہِ الٰہی میں شکوہ شکایت اور حاصل شدہ نعمتوں کو نگاہِ حقارت سے دیکھنے'' کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔ کیونکہ بعض اوقات یہ خواتین وحضرات، جنسِ مخالف کو اپنی طرف مائل کرنے والے ''قدرتی ہتھیاروں'' سے خود کو محروم، جب کہ اطراف میں موجود دیگر احباب کو اس سے مزین پاتے ہیں، نتیجتاً ہمہ وقت شدید احساسِ کمتری کا شکار رہنا شروع کردیتے ہیں، بار بار آئینے کے سامنے جا کر دل چھوٹا کرنا، عادت میں شامل ہوجاتا ہے اور جب ان نعمتوں کی کمی کے باعث، قلبی ارادوں کی تکمیل ناممکن نظر آتی ہے، تو جھنجھلا کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں شکوہ شکایت کا انبار لگا دیا جاتا ہیں۔ مثلاً میرا رنگ اتنا کالا کیوں ہے؟... ماتھا اتنا چوڑا کیوں بنایا؟... ناک اس قدر موٹی کیوں؟... کان ایسے بڑے بڑے کیوں بنائے؟... دانت اتنے چوڑے کیوں ہیں؟... ہونٹ اسقدر موٹے اور کالے کیوں؟... قد اتنا چھوٹا کیوں رکھا؟... ناخن خوبصورت کیوں نہیں بنائے گئے؟... آنکھیں اتنی چھوٹی چھوٹی کیوں؟... چہرہ

خوبصورت کیوں نہیں؟...کندھے اتنے چوڑے کیوں ہیں؟...ہمیں غریب کیوں پیدا کیا؟ وغیرہ وغیرہ۔

اور جب انسان کی توجہ نعمتوں کی کمی کی جانب ہی مبذول رہے، تو یقیناً اللہ تعالیٰ کی جانب سے بلاطلب عطا کردہ بے شمار نعمتوں کا احساس بالکل ختم ہو جاتا ہے اور یوں ناشکرے پن اور رضائے الٰہی پر راضی نہ رہنے کا وبال انسان کو ہزارہا نقصانات کا شکار کروا دیتا ہے۔

رسول کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں،

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ میں اس سے راضی ہوں، جو مجھ سے راضی ہے اور جو مجھ سے راضی نہ ہوگا، میں اس سے بیزار ہوں اور قیامت تک یہی حال رہے گا۔ (احیاء العلوم)

اس خسارے سے بھرپور عمل کا ایک خسارہ، یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتوں کو فضول خرچ کرنے کا عادی بن جاتا ہے اور یوں اسراف کا وبال بھی سر پر آ جاتا ہے۔

قرآنِ پاک میں اللہ عزوجل نے فضول خرچی کرنے والوں کو شیطان کا بھائی قرار دیا ہے، چنانچہ سورۂ بنی اسرائیل میں ارشاد ہوتا ہے کہ

وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا ☆ اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ ط ۔اور (اپنا مال) فضول خرچ نہ کرو، بے شک فضول خرچی کرنے والے شیاطین کے بھائی ہیں۔ (پ۱۵۔۲۶،۲۷)

جب انسان ''عشقِ مجازی'' کے سمندر میں غوطہ زن ہونے کی غلطی کر بیٹھتا

ہے، تو اسے نہ چاہتے ہوئے بھی ''شیطان کے بھائی'' کا لقب قبول کرنا ہی پڑتا ہے، کیونکہ اس چکر میں پھنسنے کے بعد انسان کو کئی مقامات پر بے دردی کے ساتھ فضول خرچی میں مبتلاء ہونا پڑتا ہے۔ کیونکہ

اپنے محبوب کو اپنی ذات سے متاثر کرنے کے لئے یقیناً خوبصورت ہیر اسٹائل، جدید فیشن کے مطابق کپڑے، بہترین پرفیوم اور اگر ممکن ہو تو کار یا موٹر سائیکل بھی بے حد ضروری ہے۔ پھر اگر ذاتی سواری میسر نہ ہو، تو دوست سے مانگی ہوئی بھی چل جاتی ہے، لیکن اس صورت میں بھی پٹرول کا خرچہ تو اپنے ہی ذمے رہتا ہے۔ اب اگر ان تمام چیزوں میں کئے جانے والے خرچ کا تخمینہ لگایا جائے، تو یہ رقم بسا اوقات ایک غریب انسان کے پورے ماہ کے راشن کے لئے کافی ہو سکتی ہے۔

پھر فریق ثانی کو خوش رکھنے اور اپنی پر خلوص محبت کا کامل یقین دلوانے کے لئے تحائف کا سلسلہ بھی بہت ضروری تصور کیا جاتا ہے اور چونکہ ان تحائف سے حضرت کی مالی حیثیت کا اندازہ لگایا جانا یقینی امر ہے، لھذا بعض اوقات اپنی حیثیت سے بڑھ کر تحفے دیئے جاتے ہیں، خصوصاً جب کہ سامنے والا فریق بھی مالی حیثیت رکھتا ہو۔ پھر عید وغیرہ کے موقع پر تو قیمتی تحفہ لازم ہے، ورنہ دوسری جانب سے ''محبت میں پر خلوص نہ ہونے کا فتویٰ'' جاری ہونا عین ممکن ہے۔

پھر اظہارِ محبت کے نئے انداز، محبوب کو اپنی ذات سے متاثر کرنے کے تجربہ شدہ طریقے جاننے اور اس سلسلے میں دیگر مفید مشوروں کے حصول کے لئے محبت بھرے افسانوں اور کہانیوں پر مشتمل ناول و ڈائجسٹ خریدے جاتے ہیں۔

ایک خوبصورت، متاثر کن، قلبی بے قراری کا یقین دلا دینے اور سامنے والے

کے دل میں ہلچل مچا دینے والا خط لکھنے کے لئے ایسا لٹریچر خریدا جاتا ہے کہ جس میں اس قسم کے خطوط کے نمونے درج ہوں۔ نیز ایسا لیٹر پیڈ بھی ضرور ہونا چاہیئے کہ جس میں دل اور اس میں ایک تیر اور اس تیر کے سرے ٹپکتے ہوئے خون کے قطرے، قلبی جذبات کی عکاسی کر رہے ہوں۔ اور پھر اس خط کو مزید مزین و جاذبِ نظر بنانے کے لئے اشعار کا استعمال بھی بہت ضروری ہے، لھذا عشقیہ اشعار پر مشتمل ایک ایسی کتاب بھی خریدی جاتی ہے، جس میں زیادہ تر وہ اشعار جمع کیۓ گئے ہوتے ہیں کہ جن کو عموماً کسی رکشے یا ٹرک کے پیچھے بارہا پڑھا جاسکتا ہے۔

لیکن خط لکھنے کا طریقہ اب قدیم ہو چکا ہے، نفوس انسانی اس مشقت اور طویل انتظار میں شدید کوفت محسوس کرنے لگے ہیں، اب تو فوراً سے پیشتر جواب مطلوب ہے۔ کوفت کی ان کیفیات سے راہِ فرار کا آسان سا راستہ، چیٹنگ اور موبائیل فون کا استعمال ہے اور مخفی نہیں کہ چیٹنگ میں بجلی کا خرچ اور موبائیل میں چند دنوں میں کارڈ کا اختتام، اسی فضول خرچی کی ایک نئی شکل ہے۔

پھر بسا اوقات آؤٹنگ کا پروگرام بھی بنایا جاتا ہے۔ یقیناً پکنک پوائنٹ پر پہنچ کر خالی پیٹ تو واپس آنے سے رہے، یونہی دال، سبزی پر گزارا بھی شان کے خلاف ہے، لھذا زبردست قسم کے پرتکلف کھانے اور کولڈ ڈرنک و آئس کریم وغیرہ سے لطف اندوز ہونے میں بھی کافی رقم خرچ ہو جاتی ہے۔

پھر کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ تمام تر حربے استعمال کرنے کے باوجود ''مطلوبہ شخصیت'' کی توجہ حاصل کرنے میں ناکامی رہتی ہے۔ ایسی صورت میں سوائے جعلی عاملوں اور محبوب کو قدموں میں گرانے کا دعویٰ کرنے والے جادوگروں کے پاس حاضری کے، اور

کوئی راستہ نظر نہیں آتا۔ دیواروں پر لکھے اور اخباروں میں چھپے ہوئے اشتہارات کے پر کیف مضامین، قلب وذہن کو اپنی جانب کھینچ لیتے ہیں اور دل کے ہاتھوں مجبور یہ خواتین و حضرات ہزاروں روپے دے کر بھی سوائے ناکامی کے اور کچھ حاصل نہیں کر پاتے۔

کاش! کوئی سمجھتا کہ اگر یہی پیسہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتے، تو نہ صرف بے شمار گناہوں سے محفوظ رہتے، بلکہ آخرت کے لئے عظیم ترین ذخیرہ بھی اکٹھا ہو جاتا۔ اللہ عزوجل کا فرمانِ عالیشان ہے،

مَثَلُ الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِیْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ ؕ وَاللّٰهُ یُضٰعِفُ لِمَنْ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ ۔ یعنی ان لوگوں کی مثال کہ جو اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں، اس دانے کی طرح ہے، جس نے سات ایسی بالیاں اگائیں، جن میں سے ہر بالی میں سو دانے ہوں اور اللہ جسے چاہتا ہے، اس سے زائد عطا کرتا ہے۔ اور اللہ وسعت والا علم والا ہے۔ (البقرۃ ۲۶۱۔ پ ۳)

اس جنون کا ایک نقصان نشے کے عادی ہونے کی صورت میں بھی برداشت کرنا پڑتا ہے۔ اکثر اس کا سبب اس راہ میں ناکامی کی وجہ سے پیدا ہونے والا شدید ترین صدمہ بنتا ہے۔ چنانچہ بارہا مشاہدہ کیا جا سکتا ہے کہ جب محبوب کی شادی کسی اور مقام پر ہو جائے، یہ عاشق بدحال اپنے خوابوں کی تعبیر حاصل کرنے میں ناکام رہ جائے اور اس میں ''بے وفا محبوب سے'' انتقام کی قدرت و ہمت بھی موجود نہ ہو، تو اب ہجر و فراق کی تکلیف و اذیت سے چھٹکارے کے لئے فلموں میں دیکھے گئے مناظر کے مطابق ''شراب یا ہیروئن'' ہی واحد سہارا نظر آتی ہے۔

لیکن ان نشہ آور اشیاء کی جانب مائل کرنے والے شیطانی مشورے کو قبول کر لینے والا یہ نادان انسان اتنا نہیں سوچتا کہ آج جس اذیت سے بچنے کے لئے میں نے یہ سب کچھ اختیار کیا، کل انہیں کی وجہ سے وہ تکلیف حاصل ہوگی، کہ جسے برداشت کرنا، کسی انسان کے بس کی بات نہیں۔

ابن ابی الدنیا نے حضرت مسروق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ

جو شخص چوری، زناء اور شراب نوشی میں مبتلاء ہو کر مرتا ہے، تو (قبر میں) اس پر دو سانپ مسلط کر دئے جاتے ہیں، جو اس کا گوشت نوچ نوچ کر کھاتے رہتے ہیں۔

(شرح الصدور)

اور رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ

جو شخص شراب پئے گا، تو چالیس دن تک اس کی نماز قبول نہ ہوگی، لیکن اگر وہ توبہ کر لے، تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرمائے گا۔ پھر اگر دوبارہ پی، تو پھر چالیس دن تک اس کی نماز قبول نہ کی جائے گی، ہاں اگر توبہ کر لے، تو توبہ قبول کر لی جائے گی، پھر اگر تیسری مرتبہ شراب پی، تو پھر چالیس دن تک اس کی نماز قبول نہ کی جائے گی، ہاں اگر توبہ کر لے، تو مقبول ہوگی۔ پھر اگر اس نے چوتھی مرتبہ شراب پی، تو پھر چالیس دن اس کی نماز قبول نہ ہو گی، لیکن اب اگر توبہ کرے، تو اس بار توبہ قبول نہ ہوگی اور بروزِ قیامت اسے جہنم میں دوزخیوں کی پیپ کی نہر میں سے پلایا جائے گا۔ (ترمذی)

یاد رہے کہ چوتھی مرتبہ شراب پینے پر توبہ کے قبول نہ ہونے کی وعید، فقط دھمکانے اور ڈر پیدا کرنے کے لئے ہے، ورنہ اس صورت میں بھی اس کی توبہ قبول کی جائے گی..یا..یہ مطلب ہے کہ چوتھی بار کے بعد، اللہ تعالیٰ اسے توبہ کی توفیق ہی عطا نہ فرمائے گا۔

اس عمل میں مبتلاء ہونے کا ایک نقصان بلیک میلنگ کی شکل میں بھی دیکھا جاسکتا ہے اور کسی کو بلیک میل کرنا یعنی اپنا مطالبہ منوانے کے لئے دوسرے کے کمزور پہلوؤں کو بطورِ ڈھال استعمال کرنا، حرام وگناہ ہے۔

اس فعل کے حرام ہونے کا سبب یہ ہے کہ ایک مسلمان کا دل ''اپنی عزت اور دیگر دنیاوی فوائد کے زوال کے یقین کے باعث'' شدید خوف وتکلیف میں مبتلاء ہوجاتا ہے اور کسی بھی مسلمان کو ناحق اذیت پہنچانا حرام اور مستحق عذاب ہونے کا سبب ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے،

کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ اپنے مسلمان بھائی کو (بغیر شرعی عذر کے) تیز نظر سے دیکھے۔ (مسند امام احمد بن حنبل)

اور رحمتِ کونین ﷺ کا فرمان ہے کہ

اللہ تعالیٰ مؤمنوں کو ایذاء دینے کو ناپسند فرماتا ہے۔ (اتحاف السادۃ المتقین)

نیز سید الانبیاء ﷺ کا ارشاد گرامی ہے،

جس نے (بلا شرعی عذر) کسی مسلمان کو ایذاء دی، اس نے مجھے ایذاء دی اور جس نے مجھے ایذاء دی، اس نے اللہ تعالیٰ کو ایذاء دی (یعنی اسے غضبناک کیا)۔ (طبرانی کبیر)

عشقِ مجازی کے باعث، جہاں انسان دیگر بے شمار گناہوں میں ملوث ہو جاتا ہے، وہیں بسا اوقات ''بلیک میلنگ'' کے ذریعے بھی اپنی آخرت کی بربادی کا سامان کرتا ہوا نظر آتا ہے، کیونکہ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ عاشق صاحب کے پاس اپنے محبوب کے کچھ محبت بھرے خطوط یا چند ایسی تصاویر ہوتی ہیں، جو ان کی سابقہ زندگی کے قابلِ اعتراض قریبی تعلقات کی نشاندہی کررہی ہوتی ہیں۔ اب حالات کے اتار چڑھاؤ کی بناء پر ان

دونوں کا قریب رہنا اور ملاقاتوں کا سلسلہ قائم رکھنا ممکن نہیں رہتا مثلاً لڑکی کی مرضی کے بر خلاف اس کے گھر والے اس کی شادی کسی اور مقام پر کر دیتے ہیں۔اس وقت شیطان اس عاشقِ صادق کے دل میں شدید غصہ اور جذبۂ انتقام پیدا کرنے کی کوشش کرتا ہے اور اس مقصد کی تکمیل اس کے دل میں اس قسم کی باتیں ڈالتا ہے کہ

دیکھا، فلاں کتنی بے وفا نکلی !اس کے تمام وعدے جھوٹے تھے، وہ تجھے زبردست بیوقوف بناتی رہی اور تو ''الّو'' بنتا رہا؟....دیکھ لے!اب خود کتنے آرام سے اپنے گھر میں رہ رہی ہے، جب کہ تو انگاروں پر لوٹ رہا ہے۔اسے تیرے رنج وغم کا کوئی احساس ہے؟....دیانت داری سے بتا کیا ایسی خودغرض عورت کو آرام سے رہنے دینا چاہیئے؟....نہیں ہرگز نہیں۔پس جس طرح اس نے تیری زندگی برباد کی، تو بھی اس کی خوشگوار زندگی میں زہر گھول دے۔یہ کوئی مشکل کام نہیں۔اس کا بہترین ذریعہ تیرے ہاتھ میں ہے،اس کے خطوط اور تصاویر کس دن کام آئیں گی؟....شاباش ہمت کر اور برے کو اس کے گھر تک پہنچا! تاکہ آئندہ کوئی تجھ جیسے ''پرخلوص شخص'' کے ساتھ ایسا بھیانک مذاق کرنے کی ہمت نہ کر سکے۔

شیطان کی طرف سے مسلسل ڈالے جانے والے یہ خطرناک وسوسے اور ایسے موقع پر کسی مخلص خیر خواہ کا میسر نہ آنا،اسے عملی قدم اٹھانے پر مجبور کر دیتے ہیں، نتیجتاً وہ خطوط وتصاویر، گمنام شخص کی طرف سے ''محترمہ'' کے شوہر تک پہنچ جاتے ہیں اور ماضی میں کی گئی غلطیاں '' طلاق ،لڑائی جھگڑوں ، بے عزتی ،خاندانوں کے درمیان قطع تعلق اور قتل و غارت تک پہنچا دیتی ہیں۔

بلیک میلنگ کا یہی معاملہ بسا اوقات عورت کی جانب سے بھی ہوتا ہے اور وہ بھی

اسی قسم کا لٹریچر استعمال کر کے اپنے سابقہ عاشق کے گھر میں بربادی کی خزاں بکھیر دیتی ہے۔

عشقِ مجازی کی تباہ کاریوں کا بغور مطالعہ کرنے کے بعد قوی امید ہے کہ آپ بھی اس کا نام ''میٹھا زہر'' رکھنے کے بارے میں ہم سے سو فیصد اتفاق فرمائیں گے۔ یقیناً جو عمل،

قیمتی وقت کے ضیاع....

ذہنی سکون کی تباہی و بربادی....

پڑھائی اور کاروبار سے دل اچاٹ کر دینے....

بدنگاہی و زناء، وخودکشی وقتل و غارت جیسے بڑے بڑے گناہوں میں ملوث کروانے....

دل کو سیاہ کر کے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے دور کرنے....

عبادات اور اس کی لذت سے محروم کرنے....

ذہن کو گندگی میں مبتلاء کرنے....

بارگاہِ خداوندی میں زبانِ شکوہ دراز کرنے اور اس کی نعمتوں کو حقیر جاننے کی ہمت فراہم کرنے....

فضول خرچی کے ذریعے شیطان کے بھائی کا لقب دلوانے....

نشے جیسے حرام فعل میں مصروف ہو جانے اور بلیک میلنگ کے ذریعے مسلمان بھائی کی اذیت وتکلیف کا سبب بن جائے، وہ ''میٹھا زہر'' نہیں تو اور کیا ہے؟....

کیا اسے عبادت کا نام دیا جا سکتا ہے؟....

کیا اس کے باعث (معاذ اللہ) اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی رضا کا حصول ممکن ہے؟....

کیا اس کے بدلے میں، بروزِ قیامت اللہ تعالیٰ کی جانب سے انعام و اکرام کی دولت سے نوازا جائے گا؟....

کیا اس فعل میں مبتلاء ہونے والوں کو شرفاء، عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں؟....

کیا اس کے ذریعے زمانہ ماضی کے جن لوگوں نے ''ظاہری شہرت'' حاصل کی، کیا معاشرے میں ان کا ذکر ادب و احترام کے ساتھ کیا جاتا ہے؟....

امید ہے کہ سوائے پہلے کے، بقیہ تمام سوالات کا جواب نہ میں ہی دیا جائے گا۔

پھر جب یہ بات طے شدہ ہے کہ اس فعل میں سوائے دنیا وآخرت کے خسارے کے اور کچھ نہیں، تو کیا یہ مناسب نہیں کہ اس عمل سے بچنے کے لئے سنجیدگی سے کوشش اختیار کی جائے؟....اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے جس کا دامن ابھی تک محفوظ ہے، کیا اسے ایسی احتیاطی تدابیر پر بار بار غور و تفکر نہیں کرنا چاہیئے کہ جن کی برکت سے ''نفس و شیطان'' کا ان پر غالب آنا ممکن نہ رہے؟....

یقین رکھنا چاہیئے کہ اس نفس کے لئے لذت و مزے سے بھرپور کام سے اپنے دامن کو بچانا یا محفوظ رکھنا فی زمانہ مشکل ضرور ہے، لیکن ناممکن نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمانِ

اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۔یعنی بے شک اللہ ہر چاہت پر قادر ہے۔ (البقرہ

پ۱،۲۰)'' اس پر سب سے عظیم دلیل ہے۔

یقیناً اللہ تعالیٰ چاہے،تو کسی عملی کوشش کے بغیر بھی ہر ایک کو اس سے محفوظ رکھ سکتا ہے،لیکن اس کی مشیت ہے کہ انسان کوشش کرے اور اس کے بہتر انجام کے بارے میں اللہ عزوجل پر کامل بھروسہ رکھے،لھذا اس کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے ہر شخص کو سب سے پہلے ان اسباب پر غور کرنا چاہیئے کہ جو اس ''میٹھے زہر'' کا عادی بنانے کا سبب بن جاتے ہیں کیونکہ کسی بھی مرض کا علاج اس وقت تک مکمل نہیں ہو سکتا،جب تک اس کا سبب پہچان کر دور کرنے کی کوشش نہ کی جائے۔سبب کا باقی رہ جانا،اچھی سے اچھی دوا بے کار اور بہترین سے بہترین ڈاکٹر کو ناکام کروادیتا ہے۔

اگر اس کھیل کا مستقل کردار بننے کے اسباب پر غور کیا جائے،تو عموماً درج ذیل امور ہی کارفرما نظر آتے ہیں۔

﴿1﴾ فی زمانہ نوجوانوں کے برے اور خلافِ شرع کاموں میں ملوث ہونے کی غالباً سب سے بڑی وجہ،گھر کے سرپرست کا اپنی اولاد کی دینی تربیت کی طرف سے غافل ہو جانا ہے۔

یقیناً جب اولاد کو یہی معلوم نہ ہوگا کہ شرعی لحاظ سے کسے دیکھنا جائز اور کس پر نگاہ ڈالنا حرام ہے،تو اس کے ذہن میں نگاہوں کی حفاظت کا تصور کس طرح پیدا ہوگا؟.....

پھر اگر علم حاصل ہو جائے کہ نامحرم پر ارادۃً نگاہ ڈالنا حرام ہے،تب بھی اس گناہ سے اسی وقت بچ سکتا ہے کہ جب دل میں اللہ عزوجل کا خوف اور آخرت میں سخت گرفت کا یقین موجود ہو اور یہ دونوں چیزیں اپنے گھروں میں دینی ماحول نہ ہونے کے باعث اکثر نوجوانوں کو حاصل نہیں ہوتیں۔

اس کا حل اس کے سوا اور کچھ بھی نہیں کہ انسان کچھ نہ کچھ مذہبی تعلیم ضرور حاصل کرے، نیز ایسے لٹریچر کا کثرت سے مطالعہ کرے کہ جو مسائل کے ساتھ ساتھ آخرت کے عذابات کے بیان پر مشتمل ہو۔ نیز گناہوں سے پرہیز اور عبادات پر استقامت کے فضائل کا مطالعہ بھی اس معاملے میں بے حد ہمت وجذبہ پیدا کرے گا۔

﴿2﴾ عشقِ مجازی کے فروغ میں غالباً سب سے اہم کردار ''فلموں، ڈراموں'' نے ادا کیا ہے۔ جب تقریباً ہر فلم وڈرامے میں ''جنسِ مخالف'' سے محبت کو زندگی کا لازمی حصہ قرار دیا جائے گا، تو یقیناً آنے والی نوجوان نسل اس کا منفی اثر ضرور قبول کرے گی۔ یہی وجہ ہے کہ اس جدت پسند معاشرے کا آزادی پسند نوجوان، اسکرین پر دیکھے گئے غیر اخلاقی مناظر کا سرِعام پریکٹیکل کرنے میں مصروفِ عمل نظر آتا ہے۔

سابقہ ادوار میں عشق ومحبت بہت چھپ کر اور عمر کے ایک خاص حصے میں کیا جاتا تھا، لیکن موجودہ دور میں بآسانی مشاہدہ کیا جاسکتا ہے کہ ایسے نوجوان کہ جن کی ابھی پوری طرح مونچھیں بھی نہیں آئی ہیں، دیوانے بنے ''جنسِ مخالف'' کا پیچھا کرتے، ان پر آوازیں کستے اور محبت بھرے بے ربط خطوط لکھتے یا موبائل پر گھنٹوں باتیں کرتے نظر آئیں گے۔ اتنی سی عمر میں اس قدر مہارت، کسی استاد کی تربیت کا نہیں، بلکہ میڈیا کی قلب وذہن کو مکمل طور پر اپنے قابو میں کرلینے والی نشریات کی مرہونِ منت ہے۔

جب ماں باپ تربیت سے غافل اور فلمیں، ڈرامے اپنا کردار ادا کرنے میں کامل ہوں، تو نوجوان نسل کا یوں بے راہ روی کا شکار ہونا غالباً قابلِ تعجب نہیں۔

اس مصیبت سے نجات کے لئے ماں باپ کو، اولاد کی تربیت کے سلسلے میں اپنی ذمہ داری محسوس کرنا ہوگی۔ نیز اسکول، کالج اور یونیورسٹی میں ٹیچرز بھی اس سلسلے میں

نمایاں کردار ادا کرسکتے ہیں۔اس کے علاوہ خود نوجوانوں کو چاہیئے کہ ایسے مناظر کے دیکھنے سے خود کو بچائیں کہ جن سے دل میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی ترغیب پیدا ہو اور نفس وشیطان کی اطاعت کا جذبہ ترقی کرے۔اگر ایسا نہ کیا گیا،تو ہوسکتا ہے کہ ہم میں سے بھی کسی کی داستان عبرت،اخبار ورسائل کی زینت بن کر دوسروں کے لئے سببِ نصیحت بن رہی ہو۔

﴿3﴾ عشق مجازی کے سمندر میں غوطہ زن کروانے میں ہمراز دوستوں کا بھی بہت بڑا ہاتھ ہوتا ہے۔راقم اس قسم کے دوستوں کو دوست قرار دینے میں ہچکچاہٹ محسوس کرتا ہے،کیونکہ جو شخص دوستی کا دعویٰ کرنے کے باوجود اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور نفس وشیطان کی اطاعت کی طرف مائل کرنے کی کوشش فاسدہ میں مشغول ہو،وہ یقیناً دوست نہیں،بلکہ لباس دوستی میں ایک نادان دشمن ہے،بلکہ کھلے دشمنوں سے زیادہ خطرناک دشمن ہے،کیونکہ دشمن بدخواہوں کی طرف سے پہنچنے والے خطرات کے پیشِ نظر،انسان کچھ نہ کچھ حفاظتی اقدامات کے ذریعے اپنے آپ کو محفوظ رکھنے میں کامیاب ہوجاتا ہے،لیکن ان جیسے نادانوں پر اعتمادِ کامل کی بناء پر،غفلت قلب کو ڈھانپے رہتی ہے اور یہ اعتماد رکھنے والا،آہستہ آہستہ تباہی کا شکار ہوتا چلا جاتا ہے۔

اس قسم کے دوستوں کی صحبت میں بیٹھنے والا،جب بغور ان کے بیان کردہ ''کارنامے'' سنتا ہے،تو لاشعوری طور پر اس کے دل میں بھی اس فعل کے ارتکاب کا شوق بیدار ہوجاتا ہے۔

پھر جب اس بیداریٔ شوق کی اطلاع ان ''مخلص دوستوں'' کو ملتی ہے،تو شوق میں اضافے کے اسباب پیدا کرنے کے ساتھ ساتھ،شکار پھانسنے کے طریقے بھی سکھائے جاتے جاتے ہیں۔

اگر انتخاب پہلے ہی ہوچکا ہو،تو مبارکباد کے ساتھ ساتھ ہر قسم کے تعاون کا یقین

دلایا جاتا ہے۔

درمیان میں کچھ مسئلہ کھڑا ہو جائے، تو اس کے حل کے لئے مفید مشورے دے اور عملی تعاون کے اقدامات کئے جاتے ہیں۔

کسی قسم کی کامیابی کی اطلاع ملے، تو شاباش بھی دی جاتی ہے۔

اگر ''شکاری'' اس میدان میں نیا نیا ہے اور کسی سبب سے اس کام میں جھجک محسوس کر رہا ہے، تو طعنوں کی بوچھاڑ کر کے اس کی ''غیرتِ عشق'' کو بھڑکانے کی کوشش کی جاتی ہے، حتیٰ کہ یہ ''چھلنی جگر'' اس مقصدِ عظیم میں کامیابی کو اپنے لئے سب سے بڑا چیلنج بنا لیتا ہے۔ غرضیکہ ہر طرح حوصلہ افزائی کر کے دنیا و آخرت میں ذلت و رسوائی کی جانب دھکیلنے میں اہم کردار ادا کیا جاتا ہے۔

اکثر یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ جب یہ نیا پنچھی، مشن میں ناکامی کے باعث کسی بڑے ''چکر'' میں پھنس جائے، تو پھر یہ دوست، اپنی شکل دکھانا بھی گوارا نہیں کرتے۔

اس مسئلے کا حل فقط یہی ہے کہ اس قسم کے تمام دوستوں سے فوراً جان چھڑائی جائے اور ان کے بجائے نیک، پاکیزہ ذہن اور اخروی لحاظ سے مخلص دوست تلاش کئے جائیں۔

فی زمانہ ایسے دوستوں کا ملنا ناممکن نہیں، تو مشکل ترین ضرور ہے، لیکن اگر واقعی جذبہ صادق ہوا، تو ان شاء اللہ تعالیٰ ایک نہ ایک دن کامیابی ضرور قدم چومے گی۔

﴿4﴾ ناول، ڈائجسٹ اور عشقیہ کہانیاں بھی نہ صرف غیر شادی شدہ لڑکے، لڑکیوں کو اس راہ کی جانب مائل کرتی دکھائی دیتی ہیں، بلکہ شادی شدہ خواتین و حضرات بھی ان کے اثرات سے محفوظ نہیں۔

اثر قبول کرنے کے اعتبار سے کیفیتِ قلبِ انسان مختلف ہوتی رہتی ہے۔ چنانچہ بعض اوقات موٹی موٹی کتابیں بے اثر ہو جاتی ہیں، لیکن کسی کی زبان سے نکلا ہوا ایک

جملہ، دنیائے دل میں انقلاب پیدا کر دیتا ہے اور کبھی بہت کچھ سننے کے باوجود، باطنی لحاظ سے کوئی تبدیلی محسوس نہیں ہوتی، لیکن کسی جگہ لکھا ہوا مختصر سا جملہ قلب و ذہن کی کایا پلٹ دیتا ہے۔ لھذا اکثر ایسا ہوتا ہے کہ جو کام آوارہ ذہن دوستوں کی صحبت اور ان کی نقصان دہ باتیں نہیں کر پاتیں، وہ کام ڈائجسٹوں میں لکھے ہوئے جملے کر دیتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ کبھی لکھی کوئی بات ایسی نفیس و دلکش محسوس ہوتی ہے کہ جسے پڑھنے کے بعد انسان اپنے اطراف سے بالکل بے گانہ ہو کر بہت دیر تک اسی کے بارے میں سوچتے رہنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ پھر پڑھے ہوئے یہ جملے اس کے ذہن میں گردش کرتے رہتے ہیں اور بسا اوقات ان میں پوشیدہ پرکشش دعوت و رہنمائی، اسے ایسے کاموں کی طرف لے جاتی ہے، جو آئندہ زندگی میں طویل رنج و غم کا سبب بن جاتے ہیں۔

اس مقام پر راقم، ان محررین کی خدمت میں بھی دعوتِ فکر و محاسبہ پیش کرنے کی جسارت کرے گا کہ جو تھوڑی سی شہرت اور قلیل سرمائے کے پیش نظر فرضی کہانیوں کی شکل میں گناہوں اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کا راستہ دکھانے میں قطعاً عار و خوف محسوس نہیں کرتے۔ انہیں درج ذیل حدیثِ رسول ﷺ پر کچھ دیر غور و تفکر کر کے اپنے اعمال کی اصلاح کا سامان کرنا چاہیئے۔ چنانچہ

رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں،

جو شخص برا طریقہ جاری کرے اور لوگ اس پر عمل کریں، تو اس پر اس کے جاری کرنے کا بھی گناہ ہوگا اور ان لوگوں کے عمل کا بھی اور عمل کرنے والوں کے گناہ میں کوئی بھی کمی نہ ہوگی۔ (ابن ماجہ۔ باب من سن سنۃ حسنۃ او سیئۃ)

تحریری بے اعتدالی کا شکار ہونے سے بچنے کے لئے، دینی کتب کے

مطالعے کا شوق بڑھانا بہت ضروری ہے۔اور زیادہ بہتر رہے گا کہ ابتداء میں، اصلاحی موضوعات پر مشتمل لٹریچر زیرِ مطالعہ رکھا جائے۔ان شاء اللہ تعالیٰ، ایک مرتبہ ان کتب کی چاشنی کا مزہ حاصل ہو گیا، تو دیگر رسائل کا پھیکا پن کبھی متاثر نہ کر سکے گا۔

﴿5﴾ عشقِ مجازی کی سب سے بڑی بنیاد، نگاہ کی آزادی کو قرار دیا جائے، تو بے جا نہ ہوگا۔اس کا سبب عموماً وہ نگاہ بنتی ہے، جسے آزاد چھوڑتے ہوئے انجام کی پرواہ نہ کی گئی تھی۔ چنانچہ جب نگاہ کسی حسین صورت پر پڑ جائے اور یہ دیکھنے والا مضبوط قوتِ ارادی سے خالی ہو، تو دل کو قابو میں رکھنا بے حد مشکل ہو جاتا ہے۔آپ نے ماقبل میں بہت سے واقعات ملاحظہ فرمائے، انہیں ذہن میں لا کر غور فرمائیں، تو بآسانی محسوس کریں گے کہ صرف ایک نگاہِ غلط نے زندگیوں میں کیسے کیسے انقلاب پیدا کئے ہیں اور آزاد چھوڑی گئی فقط ایک نظر، کس قدر فتنوں کا باعث بنی اور اس سے پیدا ہونے والی غفلت نے کتنے انسانوں کو قیامت تک کے لئے نشانِ عبرت بنا دیا۔

یہی وجہ ہے کہ حضرتِ عمرِ فاروق رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے،

ان نفوس کو قابو میں رکھو، یہ شر کی دعوت دیتے ہیں ۔گناہ چھوڑ دینا، توبہ قبول کروانے سے زیادہ آسان ہے۔کئی شہوانی نظریں..اور..گھڑی بھر کی لذتیں، طویل غم کا باعث ہوتی ہیں۔ (مکاشفۃ القلوب)

نظر کی حفاظت کا شعور بیدار کرنے کے لئے ''علاج'' کے عنوان کے تحت بہت کچھ درج کیا گیا ہے، وہاں ملاحظہ فرمائیے۔

﴿6﴾ دینی تربیت کا فقدان، برے دوستوں کی صحبت، فلمیں، ڈرامے، ناول، ڈائجسٹ اور آوارہ نظری، تو کسی نہ کسی طرح ''عشقِ مجازی'' کا سبب بنتے ہی رہتے ہیں،

لیکن اب مخلوط طرزِ تعلیم (co education) نے تو رہی سہی کسر بھی پوری کردی ہے۔ ایسے اسکولز، کالجز، یونیورسٹیز اور ٹیوشن سینٹرز کہ جن میں لڑکے، لڑکیاں ایک ساتھ تعلیم حاصل کررہے ہوں، وہاں نگاہ کی حفاظت کا تصور (معاذ اللہ) بیوقوفی تصور کیا جاتا ہے۔ نتیجتاً اس کی وجہ سے معاشرے میں کس قدر بگاڑ پیدا ہوا، یہ کسی ذی شعور پر مخفی نہیں۔

ایسے والدین یقیناً بے حد باعثِ حیرت ہیں کہ جو خود کو مسلمان کہلوانے، اسلامی اقدار کی قدر کا دعویٰ کرنے اور لڑکیوں کے لئے علیحدہ اسکول و کالج موجود ہونے کے باوجود، جوان بچیوں کو مذکورہ قسم کی طرزِ تعلیم رکھنے والے مقامات پر بھیجنے میں بالکل عار محسوس نہیں کرتے۔ شائد آج کا مسلمان بھی سابقہ قوموں کی طرح اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی بہت بڑے اور اچانک آجانے والے عذاب کا منتظر ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے رسول کریم ﷺ کے صدقے ہمیں اپنے غیظ وغضب سے محفوظ رکھے۔ آمین

﴿7﴾ انسان کے گناہوں میں مبتلاء ہونے کا سب سے بڑا سبب، نفس وشیطان کی اطاعت ہے۔ ان بے رحم دشمنوں کی سب سے بڑی خواہش ہی یہی ہے کہ مسلمانوں کے ایمان کی تباہی کا سامان کرکے انھیں ہمیشہ کے لئے جہنم کا ایندھن بنوادیا جائے۔

اللہ تعالیٰ نے شیطان کے بارے میں ارشاد فرمایا،

اِنَّمَا يَاْمُرُكُمْ بِالسُّوْٓءِ وَالْفَحْشَآءِ وَاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَالَا تَعْلَمُوْنَ۔ شیطان تو تمہیں محض برائی، بے حیائی اور اس بات کا ہی حکم دیتا ہے کہ اللہ کی جانب اس بات کو منسوب کرو، جس کا تمہیں علم نہیں۔ (بقرہ۔ ۱۶۹۔ پ۲)

اور نفس کے بارے میں ارشاد ہوا،

اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌ بِالسُّوْٓءِ۔ بے شک نفس تو برائی کا بڑا حکم دینے

والا ہے۔ (پ ۱۳۔ یوسف ۵۳)

عشقِ مجازی کے سلسلے میں بھی لڑکا و لڑکی کے قلوب میں ایک دوسرے کے لئے ہمدردی و محبت کے جذبات بیدار کرنا، اس سلسلے کو آگے بڑھانے کے لئے مشورے دینا، انھیں دنیا و آخرت کے خطرات سے بے خوف کرنا اور بدنگاہی سے زناء تک پہنچا دینا، انھیں دونوں کی ''پرخلوص'' کوششوں کا نتیجہ ہے۔

اس سبب سے مقابلے کا طریقہ اور اس میں آسانی کے حصول کے لئے ''علاج'' کے تحت تفصیل کا بغور مطالعہ فرمایئے۔

بیان کردہ تفصیل کا مطالعہ، یقیناً ایک حساس و گداز دل میں عشق مجازی سے دوری کا شعور پیدا کرنے کے لئے کافی ہے۔ لیکن فقط شعور کی بیداری تک محدود رہنا، نجات وحفاظت کے لئے کافی نہیں، بلکہ اس کے لئے کچھ عملی اقدامات بھی لازم ہیں، جن کی رعایت، دنیا و آخرت میں ذہنی و قلبی سکون اور مزید انعاماتِ الہیہ کے حصول کا سبب بنے گی۔

اس عمل کے نقصانات پر غورِ مسلسل کو پہلا علاج قرار دینا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ چنانچہ

سمجھدار انسان وہی ہے کہ جو اپنے لئے ایسے اعمال کا انتخاب کرے کہ جس میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی رضا و خوشنودی پوشیدہ ہو۔ ''عشقِ مجازی'' کی آفات پر غور و تفکر کرنے کے بعد کون ایسا نادان ہوگا کہ جو اسے عبادت یا رضائے الٰہی کا سبب قرار دے سکے؟.....

لھذا اس مرض میں گرفتار خواتین و حضرات کو چاہیئے کہ وقتی لذت نہیں، بلکہ اس کی

تباہ کاریوں کو ہمہ وقت اپنے پیشِ نظر رکھیں۔ ان شاء اللہ عزوجل بہت جلد فائدہ محسوس فرمائیں گے۔

ایسے خواتین وحضرات کے لئے فوراً سے پیشتر شادی کر لینا بھی،

بے نافع اور مؤثر علاج ہے۔اور اس سلسلے میں زیادہ بہتر یہ ہے کہ جائز طریقے سے ممکن ہونے کی صورت میں جس کی طرف دل مائل ہے، اسی سے شادی کی جائے، تاکہ آئندہ کے لئے برائی کا راستہ ہی بند ہو جائے۔

کیونکہ اپنی پسند کو نظر انداز کر کے کسی اور سے شادی کرنے پر ہو سکتا ہے کہ قلب و ذہن کامل طور پر شریکِ حیات کی جانب مائل نہ ہوں اور پرانی یادوں سے چھٹکارہ ممکن نہ ہو سکے۔ اگر واقعی ایسا ہوا، تو اس کا لازمی نتیجہ، گھر میں لڑائی جھگڑے، بے سکونی اور شریک سفر کے حقوق میں کوتاہی کی صورت میں نکلے گا۔

ایسی صورتِ حال میں لڑکی والوں کو بھی چاہیئے کہ اگر کوئی شرعی قباحت مثلاً لڑکے کا غیر مسلم وغیرہ ہونا، نہ ہو، تو انا کا مسئلہ بنائے بغیر، انھیں شادی سے نہ روکیں۔ یہ اس سے کہیں بہتر ہے کہ ضد میں مبتلاء ہو کر انکار کرتے رہیں اور لڑکی باغیانہ قدم اٹھاتے ہوئے بدنامی کا باعث بن جائے۔ یونہی لڑکے کے متعلقین کو بھی اس موقع پر بہت سمجھ داری کا مظاہرہ کرنا چاہیئے، جوان اولاد کے ساتھ بہت زیادہ سختی، عموماً برے نتائج کا باعث بنتی ہے۔

اس سلسلے میں درجِ ذیل واقعات پر غور فرمائیں۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ (ﷺ) کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوا اور عرض کی، یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! ہمارے پاس ایک یتیم لڑکی ہے۔ اس کے لئے ایک امیر اور ایک غریب کا نکاح کا پیغام آیا ہے۔ لڑکی غریب

کی طرف میلان رکھتی ہے، جب کہ ہم امیر سے رشتہ کرنا چاہتے ہیں (آپ اس بارے میں کیا حکم فرماتے ہیں؟)۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا،

لَمْ نَرَ لِلْمُتَحَابَّيْنِ مِثْلَ النِّكَاحِ ۔یعنی ہم نے دومحبت کرنے والوں کے لئے نکاح سے بہتر کوئی عمل نہیں دیکھا۔ (ذم الھویٰ بحوالہ ابن ماجہ بمز یدما)

ابوالبختری فرماتے ہیں کہ

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ایک لونڈی (slave girl)، نہر فرات سے میٹھا پانی لایا کرتی تھی۔ جس راستے سے وہ گزرتی، اس پر ایک مؤذن کی رہائش تھی۔ یہ جب بھی اس کے پاس سے گزرتی، وہ کہتا، اے فلانی! واللہ، میں تجھ سے محبت کرتا ہوں۔ جب اس نے یہ فعل کئی مرتبہ کیا، تو لونڈی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اس کی شکایت کردی۔ آپ نے ارشاد فرمایا، اب وہ جب بھی یہ بات کہے، تو تو بھی اس سے یہی جملہ کہہ کر پوچھنا کہ اب وہ کیا چاہتا ہے؟.... اگلے دن لونڈی گزری، تو مؤذن نے حسبِ سابق وہی اقرار دہرایا۔ لونڈی نے بھی حسبِ ہدایت، ارادہ دریافت کیا۔ اس نے جواب دیا، میں صبر کروں گا، حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ کوئی فیصلہ فرمادے اور وہ بہترین فیصلہ فرمانے والا ہے۔ جب لونڈی نے اس کا یہ جواب حضرت علی رضی اللہ عنہ کو سنایا، تو آپ نے فرمایا، اسے بلا کر لاؤ۔ جب مؤذن حاضر خدمت ہوا، تو آپ نے اسے بہت اچھے طریقے سے بٹھا کر فرمایا، اے شخص! کیا تجھے میری لونڈی سے (واقعی) محبت ہے؟.... اس نے اقرار کیا۔ آپ نے پھر دریافت فرمایا کہ کیا اس کا کسی اور کو بھی علم ہے؟.... اس نے عرض کی، واللہ! کسی کو بھی اس کا علم نہیں۔ آپ نے اسی طرح تین مرتبہ اس سے قسم لی اور اس نے ہر مرتبہ یہی جواب

دیا۔ چنانچہ آپ نے ارشادفرمایا، میں نے یہ لونڈی تجھے دی، اس کا ہاتھ پکڑ اور اپنے ساتھ لے جا۔ یہ اللہ ہی کے حکم سے ہے اور اللہ بہتر ہی حکم کرتا ہے۔ (ذم الھویٰ)

یاد رکھئے کہ عشقِ مجازی میں گرفتار ہو جانے والے کے لئے ،شرعی اعتبار سے حکم یہ ہے کہ اسے چھپائے اور صبر کرے ، جیسا کہ عنقریب آگے بیان ہوگا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی جانب سے لونڈی کو جوابِ مذکور کی تلقین..اور..پھر بغرضِ تحقیق سوال کرنے میں اسی حکم پر عمل پیرا ہونے کے بارے میں اطمینان کا حصول مقصود تھا۔

حضرت موسیٰ بن علقمہ مکی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

مکہ مکرمہ میں ایک شخص غلاموں اور لونڈیوں کی تجارت کرتا تھا۔ اس کے پاس ایک ایسی انتہائی حسین وجمیل لونڈی تھی کہ جس کے حسن و جمال کا دور دور تک چرچا تھا۔ یہ تاجر اسے حج کے موسم میں سامنے لاتا تھا۔ لوگ اس کے لئے بڑے بڑے ہدیے اور تحفے پیش کرتے ،لیکن تاجر اسے کسی قیمت پر فروخت نہ کرتا ، بلکہ جتنے دام لگائے جاتے ،ان سے بہت زیادہ قیمت طلب کرتا۔ اس کا یہ قصہ بہت سے شہروں تک پہنچ گیا، چنانچہ لوگ دور دور سے لونڈی کو دیکھنے کے لئے آیا کرتے تھے۔

ایک مرتبہ ہمارے علاقے کا ایک عبادت گزار نوجوان ،نمائش کی جانب نکل گیا، وہاں اس کی نگاہ لونڈی پر پڑگئی۔ لڑکی اس کے دل میں اترتی چلی گئی۔ یہ نوجوان نمائش کے دنوں میں مسلسل جاکر اس لونڈی کو دیکھتا اور پھر لوٹ آتا۔

جب نمائش ختم ہوئی اور لونڈی کو پردے میں بٹھادیا گیا، تو شدتِ غم کی بناء پر یہ نوجوان سخت بیمار ہوگیا ، اس کا بدن گھلنے لگا اور اس نے سب لوگوں سے الگ تھلگ رہائش اختیار کرلی۔

میں نے کئی مرتبہ اس کی وجہ دریافت کی، لیکن وہ ہر دفعہ ٹال دیتا۔ آخر بار بار اصرار کرنے پر ایک دن اس نے زبان کھول ہی دی، لیکن ساتھ ہی مطالبہ کیا کہ اس بات کو کسی کے سامنے ذکر نہ کیا جائے۔ داستان رنج والم سن کر مجھے اس پر بہت رحم آیا اور میں دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر اس لونڈی کے مالک کے پاس پہنچا اور اسے ساری صورتِ حال سے آگاہ کر دیا۔ تاجر نے یہ سب کچھ سن کر کہا کہ مجھے اس کے پاس لے چلو، تاکہ میں اسے خود اپنی آنکھوں سے دیکھ لوں۔

میں اسے نوجوان کے پاس لے آیا۔ جب تاجر نے اس قریب المرگ نوجوان کی حالتِ زار کو خود اپنی آنکھوں سے ملاحظہ کیا، تو اسے بھی بہت رحم آیا۔

وہ اپنے گھر واپس گیا اور اپنے خادموں کو حکم دیا کہ فلاں لونڈی کو بہترین لباس پہناؤ، جیسا حج کے دنوں میں پہنایا کرتے ہو۔ خادموں نے حکم کی تعمیل کی، پھر تاجر اس لونڈی کو بازار میں لے گیا اور لوگوں کو پکارا۔ جب لوگ جمع ہو گئے، تو اس نے کہا، تم سب گواہ ہو جاؤ کہ میں نے اپنی یہ لونڈی اور جو کچھ اس نے پہن رکھا ہے، سب اس نوجوان کو ہدیہ کیا۔ اس کے بدلے میں مجھے فقط وہ چاہیئے جو میرے رب عزوجل کے پاس ہے۔

لوگوں نے طیش میں آکر کہا، تو برباد ہو جائے، یہ تو نے کیا کیا؟... تیرے سامنے اتنے بڑے بڑے معاوضے پیش کئے گئے، لیکن تو نے بیچنے سے انکار کر دیا اور اب ایک مفلس نوجون کو بغیر عوض کے یونہی بخش دی؟....

تاجر نے جواب دیا، نادانو! مجھ سے دور ہو جاؤ، تم نہیں جانتے کہ میں نے (اس نوجون کی زندگی بچا کر) تمام روئے زمین کے لوگوں کو زندگی بخشی ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا

فرمانِ عالیشان ہے،

وَمَنْ اَحْیَاھَافَکَاَنَّمَآ اَحْیَا النَّاسَ جَمِیْعًا ط یعنی اور جس نے کسی ایک جان کی زندگی بچائی، تو گویا اس نے سب لوگوں کو زندگی بخش دی۔

(المائدہ۔۳۲۔پ۶) (ذم الھویٰ)

ابوغسان بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کہیں تشریف لے جا رہے تھے کہ ایک عورت کو یہ شعر پڑھتے ہوئے سنا،

وَھَوَیْتُ مِنْ قَبْلِ قَطْعِ تَمَامِیْ

مُتَمَائِلًا مِثْلَ الْقَضِیْبِ النَّاعِمِ

(یعنی میں اس پر بچپن سے فریفتہ ہوں، وہ سیدھی نرم و نازک شاخ کی مثل ناز و انداز سے چلنے والا ہے)

آپ نے اس سے دریافت فرمایا، تم آزاد ہو یا باندی؟...اس نے عرض کی، باندی۔ پھر پوچھا، کیا تو نے کسی سے محبت کی ہے؟...یہ سن کر وہ جھجکنے لگی۔ جب آپ نے اسے قسم دلائی، تو اس نے یہ شعر پڑھا،

وَاَنَا الَّتِیْ لَعِبَ الْھَوٰی بِفُؤَادِھَا

فَقَتَلَنِیْ حُبُّ مُحَمَّدِ بْنِ الْقَاسِمِ

(یعنی میں وہ عورت ہوں جس کے دل کے ساتھ خواہش کھیل رہی ہے، محمد بن قاسم کی محبت نے مجھے قتل کر دیا)

آپ سارا سارا معاملہ سمجھ گئے، چنانچہ اسے خرید کر ابن قاسم کے پاس بھیج دیا۔

پھر فرمایا،

بخدا! یہ عورتیں، مردوں کے لئے فتنہ ہیں۔ خدا کی قسم! ان کے ذریعے بہت سے شرفاء موت کے گھاٹ اترے اور بہت سے پاک باز مصیبت کا شکار ہو گئے۔ (الجواب الکافی)

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک انصاری نے اپنی لونڈی کی بے توجہی کی شکایت کی۔آپ نے لونڈی سے معاملہ دریافت فرمایا۔اس نے عرض کی،

یا امیر المؤمنین! دراصل میں اس کے بھتیجے پر فریفتہ ہوں اور اس سے ہنسی مذاق کرتی رہتی ہوں (جس کی وجہ سے بے توجہی کا شکار ہوں)۔

آپ نے اس انصاری سے فرمایا،

یہ لونڈی اپنے بھتیجے کو ہبہ کردے،اس کی قیمت میں ادا کردیتا ہوں۔انصاری نے عرض کی،یا امیر المومنین! گواہ رہئے،یہ اسی کی ہے۔ (ایضا)

ایک مرتبہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک لڑکا پیش کیا گیا،جسے رات کی تاریکی میں کسی دوسرے کے گھر سے گرفتار کیا گیا تھا۔آپ نے اس سے دریافت فرمایا،سچ سچ بتا کہ قصہ کیا ہے؟....اس نے عرض کی کہ میں بالکل صحیح صحیح عرض کرتا ہوں کہ میں چور نہیں ہوں،بلکہ

تَعَلَّقْتُ فِیْ دَارِ الرَّبَاحِیْ فَرِیْدَۃً
یَدُلُّ لَھَا مِنْ حُسْنِ نَظَرِ الْبَدَرِ

(مجھے رباحی کے گھر ایک ناسفتہ موتی سے تعلق ہوگیا ہے،جس کے حسن و جمال کے سامنے،بدر بھی ہیچ ہے)

لَھَا فِیْ بَنَاتِ رُوْم حُسْنٌ وَ مَنْظَرٌ
اِذَا فَخَرَتْ بِالْحُسْنِ عَانَقَھَا الْفَخَرُ

(وہ سب رومی دوشیزاؤں سے خوش منظر ہے،جب وہ اپنے حسن پر فخر کرتی ہے تو ادائیں اس سے ہم آغوش ہوتی ہیں)

فَلَمَّا طَرَقْتُ الدَّارَ مِنْ حُبِّ مُهْجَتِیْ
اَتَیْتُ وَ فِیْهَا مَنْ تَوَقَّدَ الْجَمَرُ

(پس جب میں دل کی محبت سے مجبور ہوکر گھر میں پھاند گیا، میرا دل محبت کی حرارت سے دہک رہا تھا)

تَبَادَرَ اَهْلُ الدَّارِبِیْ ثُمَّ صَیَّحُوْا
هُوَ اللَّصُّ مَحْتُوْمٌ لَه' الْقَتْلُ وَالْاَسَر

(تو اہل خانہ جلدی سے میری طرف لپکے اور چیخنے لگے، وہ چور ہے، گرفتار کرلو، واجب القتل ہے)

نوجوان کے پرسوز انداز سے اشعار پڑھنے کی بناء پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے قلب پر رقت طاری ہوگئی، جب کچھ افاقہ ہوا، تو اس گھر کے مالک، مہلب بن رباح کو حکم فرمایا کہ تمہاری جس باندی کی محبت میں اس سے یہ قصور سرزد ہوا، وہ اسے ہبہ کردو۔'' اس نے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے نوجوان سے کہا، اسے لے جاؤ، یہ تمہاری ہے۔'' (ایضا)

اس موقع پر ہوسکتا ہے کہ قارئین میں سے کسی کے دل میں وسوسہ آئے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک ناجائز طریقے سے گھر میں کودنے والے شخص کی حوصلہ افزائی فرمائی، حالانکہ وہ تو سزا کا مستحق تھا۔

تو اس کا جواب یہ ہے کہ بظاہر بات یوں ہی معلوم ہوتی ہے لیکن تھوڑا سا غور کیا جائے، تو منکشف ہوگا کہ دراصل آپ نے آئندہ کے لئے گناہوں کا سلسلہ موقوف فرما دینے کو ترجیح عنایت فرمائی ہے، کیونکہ اگر اس نوجوان کو تھوڑی بہت سزا دے بھی دی جاتی، تو یقیناً اس سے اس کے جذبات ہرگز سرد نہ پڑتے، بلکہ ہوسکتا تھا کہ وہ دوسری مرتبہ اس سے بڑی خطا میں مبتلاء ہوجاتا۔ لھذا آپ کے اس حکیمانہ فیصلے نے آنے والے وقت میں شیطان کی کامیابی کے تمام امکانات مسترد کردیے۔

منقول ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک باندی خریدی۔ اس کے حسن و جمال اور اچھی عادات واطوار کے باعث آپ کا دل اس کی طرف مائل ہو گیا۔ آپ نے اس کی قلبی کیفیت کے بارے میں سوال کیا، تو اس نے ڈرتے ڈرتے عرض کی کہ حضور! میں اپنے پہلے مالک کی محبت میں گرفتار ہوں۔ باوجود اس کے کہ آپ کو اس سے بہت زیادہ محبت ہو چکی تھی، آپ نے اسے اس کے پہلے مالک کی طرف واپس لوٹا دیا۔ (ایضاً)

زمخشری بیان کرتا ہے کہ

ملکہ زبیدہ نے مکہ مکرمہ کی کسی دیوار پر یہ تحریر لکھی دیکھی، کیا کوئی ایسا سخی مرد یا سخی عورت نہیں ہے کہ جو ایک حواس باختہ (senseless) کے رنج والم کو دور کر سکے، آنکھیں اشک بار ہیں، آنتیں زخمی ہیں اور وہ اندرونِ شکم کی حرارت سے سیخ پا ہے۔

یہ تحریر پڑھ کر زبیدہ نے فوراً سارا معاملہ سمجھ لیا اور قسم کھائی کہ اگر مجھے یہ شخص مل گیا تو میں اسے اس کے محبوب سے ملا دوں گی۔ جب وہ مزدلفہ پہنچی، تو ایک شخص کو وہی اشعار پڑھتے ہوئے دیکھا۔ اس نے اسے بلوا کر معاملہ دریافت کیا، تو اس نے بتایا کہ یہ اشعار میں نے اپنی چچازاد کے لئے لکھے ہیں، میں اس سے محبت کرتا ہوں، لیکن اس کے گھر والے انکار کر رہے ہیں۔

یہ سن کر زبیدہ اس کے چچا کے ہاں پہنچی اور انھیں اس نوجوان کو قبول کرنے پر راضی کرنے کی کوشش کی اور اس مقصد کے حصول کے لئے اتنا روپیہ خرچ کیا کہ آخر کار وہ لوگ راضی ہو گئے۔ بعد میں اسے معلوم ہوا کہ وہ لڑکی اپنے عاشق کی بنسبت، زیادہ فریفتہ و شیدا ہے۔ زبیدہ اپنے اس کارنامے کو ایک عظیم نیکی تصور کرتی تھی۔ (ایضاً)

والدین کی خدمت میں مفید مشورہ ہے کہ اگر کوئی عذر لاحق نہ ہو، تو جتنی

جلدی ممکن ہو سکے، اولاد کی شادی کر دیجئے، تاکہ شیطان کے لئے اسے گناہوں میں مبتلاء کروانا بے حد مشکل ہو جائے۔ بارہا مشاہدہ کیا گیا کہ ہمارے معاشرے میں نوجوانوں کی شادی میں دیر کی جاتی ہے، جس کے باعث وہ بے شمار گناہوں میں گرفتار ہوتے چلے جاتے ہیں۔ ایسا ہرگز نہیں ہونا چاہیئے۔ اس سلسلے میں رسول کریم ﷺ کی تعلیمات ملاحظہ فرمایئے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا، جو نوجوان شروع جوانی میں شادی کر لیتا ہے، تو شیطان اس پر واویلا کرتے ہوئے کہتا ہے کہ ہائے افسوس! کہ اس نے مجھ سے اپنا دین محفوظ کر لیا۔ (مجمع الزوائد للھیثمی)

یہ حکایت بھی قابلِ غور ہے کہ

ایک نوجوان اپنی روداد بیان کرتے ہوئے کہتا ہے کہ میں ایک مرتبہ شہوت کے غلبے سے بے تاب ہو گیا، پریشان ہو کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں فریاد کی۔ رات کو خواب میں ایک بزرگ کو دیکھا، انھوں نے مجھ سے دریافت کیا، تجھے کیا ہوا ہے؟.... میں نے اپنا حال بیان کر دیا۔ آپ نے اپنا ہاتھ میرے سینے پر رکھ دیا۔ جب میں بیدار ہوا، تو طبیعت میں سکون تھا۔ اسی طرح ایک سال گزر گیا۔ اس کے بعد پھر شہوت کا زور ہوا، میں نے اللہ عزوجل کی بارگاہ میں دوبارہ آہ وزاری کی۔ وہی بزرگ پھر خواب میں نظر آئے، پوچھا، کیا شہوت کو دور کرنا چاہتا ہے؟.... میں نے عرض کی، جی ہاں۔ انھوں نے فرمایا، گردن جھکا۔ میں نے جھکا دی۔ انھوں نے ایک تلوار سے میری گردن اڑا دی۔ جب میں بیدار ہوا تو پرسکون تھا۔ اسی طرح ایک سال اور گزر گیا، ایک سال بعد پھر وہی کیفیت طاری ہوئی۔ میں گھبرا کر رونے لگا۔ رات کو خواب میں پھر زیارت سے مشرف ہوا، وہ بزرگ فرما رہے تھے، تو خود سے ایسی چیز کو دور کرنا چاہتا ہے، جس کی دوری میں، خدا کی رضا نہیں ہے۔ جب میں بیدار

ہواتو آپ کادیا ہوااشارہ سمجھ گیااور نکاح کر کے غلبۂ شہوت سے نجات حاصل کر لی۔
(کیمیائے سعادت)

اس کے برعکس اگر بلا شرعی عذر تاخیر کی، جس کی وجہ سے اولاد سے کوئی گناہ سرزد ہوا، تو اس کا وبال باپ پر بھی ہوگا۔ جیسا کہ

حضرتِ ابو سعید خدری اور ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا،

جس کے کوئی لڑکا ہو، تو اس کو چاہیے کہ اس کا اچھا نام رکھے اور اسے بہترین ادب سکھائے۔ پھر جب وہ بالغ ہو جائے، تو اس کا نکاح کر دے۔ اگر لڑکا بالغ ہوا اور باپ نے اس کی شادی نہ کی، پھر اس نوجوان سے کوئی گناہ سرزد ہو گیا، تو اس کا گناہ اس کے باپ پر (بھی) ہے۔ (شعب الایمان)

حضرتِ عمرِ فاروق اور انس بن مالک رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمانِ عالیشان ہے کہ توریت میں لکھا ہے کہ جس کی بیٹی بارہ سال کی ہو جائے اور یہ شخص اس کی شادی نہ کرے، پھر اس لڑکی سے کوئی گناہ سرزد ہو گیا، تو اس کا وبال باپ پر (بھی) ہے۔ (ایضاً)

پھر یہ بات بھی خوب اچھی طرح ذہن نشین رہے کہ اگر مطلوبہ شخصیت سے شادی ممکن نہ ہو، تو اس صورت میں شریعت کی جانب سے حکم یہ ہے کہ غلط و فاسد قدم اٹھانے کے بجائے صبر کیا جائے، عشق کو پوشیدہ رکھیں اور علاج کے ضمن میں تحریر شدہ ہدایات کو عملی طور پر اپنانے کی بھرپور کوشش ہمیشہ جاری رکھی جائے۔

پھر اس صبر کا نتیجہ تین صورتوں میں ظاہر ہوگا۔ دل سے محبوب کی محبت دور ہو

جائے گی... یا... تاحیات غم فرقت میں جلنا پڑے گا... اور یا... پھر اسی رنج والم کی کیفیات کے ساتھ کچھ ہی عرصے میں موت آ جائے گی۔

ایک ذہین انسان سنجیدگی سے غور کرے، تو یقیناً یہی اقرار کرے گا کہ یہ تینوں صورتیں ہر لحاظ سے اس سے کہیں بہتر ہیں کہ بے صبری کا مظاہرہ کر کے اپنی آخرت کو تباہ و برباد کر دیا جائے۔

محبت دور ہو جانے کی صورت میں تو ظاہر ہے کہ گناہ سے دوری حاصل ہو گی اور آئندہ زندگی میں کوئی تکلیف بھی محسوس نہ ہو گی۔

دوسری صورت میں جلنے کڑھنے کی تکلیف تو ضرور ہو گی، لیکن ایسے حضرات کے سکون قلب کے لئے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشادات کافی ہیں۔

اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصَّابِرِیْنَ۔ بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

اور وَاللّٰہُ یُحِبُّ الصَّابِرِیْنَ۔ اور صبر کرنے والے اللہ کو محبوب ہیں۔

اور یہ حدیثِ مبارکہ بھی انتہائی حوصلہ افزا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا، مَنْ عَشِقَ وَکَتَمَ وَعَفَّ وَصَبَرَ غَفَرَ اللّٰہُ لَہٗ وَاَدْخَلَہُ الْجَنَّۃَ ۔یعنی جسے عشق ہوا، اور اس نے اسے چھپایا، پاک دامن رہا اور صبر کیا، تو اللہ تعالیٰ اس کی بخشش فرما کر داخل جنت فرمائے گا۔

(اتحاف سادۃ المتقین للزبیدی)

اور تیسری صورت میں بظاہر جان سے ہاتھ دھو بیٹھنے کا نقصان نظر آتا ہے لیکن حقیقتاً اس میں بھی نقصان نہیں، بلکہ فائدہ کا پہلو ہی غالب ہے۔ جیسا کہ

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا،

مَنْ عَشِقَ فَكَتَمَ وَعَفَّ ثُمَّ مَاتَ مَاتَ شَهِيْدًا ۔ یعنی جس نے عشق کیا، پھر اسے پوشیدہ رکھا اور پاک دامن رہا، پھر (اسی کے باعث) مر گیا، تو شہید مرے گا۔

(البدایہ النھایہ لا بن کثیر)

کثرت سے روزے رکھنے کا عمل، تیسرے علاج کے طور پر پیش کیا جا سکتا ہے۔ چنانچہ جو شخص کسی سبب سے شادی پر قادر نہ ہو، تو اسے چاہیئے کہ کثرت سے روزے رکھنا شروع کر دے۔ شروع میں لگا تار رکھے، پھر آہستہ آہستہ وقفہ کرنا شروع کرے اور پھر جتنی مقدار بآسانی پوری کر سکتا ہو، ہمیشہ اس کا عادی رہے۔ ان شاءاللہ عزوجل اس کی برکت سے قلب میں عبادات کا نور بیدار ہوگا، جس کے باعث نفسانی خواہشات پر قابو پانے میں بے حد مدد ملے گی۔ جیسا کہ اس حدیثِ کریمہ سے ظاہر ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

ہم کچھ نوجوان رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے۔ ہم تمام غیر شادی شدہ تھے۔ آپ نے ہمیں ملاحظہ کیا، تو ارشاد فرمایا، اے نوجوانو! تم میں سے جو نکاح کی طاقت رکھتا ہے، وہ شادی کر لے، کیونکہ یہ اجنبی عورت کی طرف نگاہ کرنے سے روکنے والا اور شرمگاہ کی حفاظت کرنے والا ہے اور جس میں نکاح کی ہمت نہیں، وہ روزے رکھے، کیونکہ روزہ شہوت کو قطع کر دیتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

خیالات و نظر کی حفاظت، اس عمل سے محفوظ رہنے کے لئے چوتھا علاج ہے۔ چنانچہ ہر مسلمان مرد و عورت کو چاہیئے کہ حتی الامکان اپنی نگاہ کو حرام و ناجائز امور پر پڑنے سے روکنے کے ساتھ ساتھ، فضول چیزوں کے دیکھنے سے بچانے کی بھی کوشش

کرے۔ خصوصاً اس مصیبت میں گرفتار مسلمان بھائیوں اور بہنوں کو بغرض علاج کوشش کرنی چاہیے کہ جنس مخالف کو نہ تو ارادۃً (with intention) دیکھیں اور نہ ہی اس کا خیال جان بوجھ کر اپنے ذہن میں لائیں۔

اس ضمن میں اللہ تعالیٰ کا ناصحانہ حکم ہے،

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَ يَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ط ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ ط اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ م بِمَا يَصْنَعُوْنَ ٥ وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَ يَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ ۔یعنی مسلمان مردوں سے کہہ دیجئے کہ اپنی نگاہوں کو نیچا رکھیں اور شرم گاہوں کی حفاظت کریں، یہ ان کے لئے بہت پاکیزہ عمل ہے، بے شک وہ جو کر رہے ہیں، اللہ کو اس کی خبر ہے۔اور مسلمان عورتوں کو کہہ دیجئے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی پارسائی کی حفاظت کریں۔ (نور۔۳۰،۳۱۔پ۱۸)

کیونکہ جب نگاہوں کی حفاظت ہو گی تو یہ حفاظت، دل کے محفوظ رہنے کا سبب بنے گی اور جب دل کی حفاظت ہو گی، تو بدن کے دیگر اعضاء بھی قابو میں رہیں گے۔

پھر بالفرض اگر کبھی بلا ارادہ کسی پر نگاہ پڑ بھی جائے، تو فوراً **لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم** ''پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے طلب امداد کی جائے اور ذہن میں آجانے والے تصور کو فوراً جھٹک دیں۔ اس کے بارے میں مزید ہرگز نہ سوچیں، کیونکہ مزید سوچنے کا مطلب یہ ہے کہ ہم نے شیطان کو اپنا کام کرنے کے لئے وسیع راستہ فراہم کر دیا، چنانچہ اب وہ ایسے انداز میں دعوت دے گا اور اس کی مدد کرتے ہوئے نفس امارہ اس

شدت سے اپنی خواہش کی تکمیل کا تقاضا کرے گا کہ اگر اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم شاملِ حال نہ رہا، تو انسان خود کو ان کے سامنے بالکل بے بس ولاچار محسوس کرے گا اور یہ دونوں دشمن اس سے اس طرح کھیلیں گے، جیسے کٹھ پتلی والا، کٹھ پتلی کو استعمال کرتا ہے۔

اگر کوئی شخص کسی ایسی جگہ زیرِ تعلیم ہے کہ جہاں لڑکے، لڑکیاں دونوں ایک ساتھ پڑھتے ہیں یا کسی ایسی جگہ نوکری کرتا ہے کہ جہاں خواتین بھی موجود ہوں، تو وہ یوں سمجھے کہ اس وقت بالکل ''بھڑوں کے چھتے'' کے پاس ہے کہ ذرا سی بے جا حرکت، ان کے زہریلے ڈنک کی شدید تکلیف کی جانب مائل کرسکتی ہے۔ اگر وہ واقعی اللہ تعالیٰ کی سخت گرفت پر یقین رکھتا ہے، تو ایسے مقام پر لوگوں کی باتوں کی پرواہ کیے بغیر اپنی نگاہ کو اکثر جھکا کر رکھنے کی عادت ڈالے۔ نامحرم کی طرف نظر نہ جمائے۔ ان سے بے تکلف ہونے کی بالکل کوشش نہ کرے۔ حتی الامکان سنجیدہ رہے۔ اپنی نشست لڑکیوں سے فاصلے پر رکھے اور صرف اور صرف لڑکوں کو دوست بنائے، ورنہ ہوسکتا ہے کہ فی الحال تو مطالعہ فرماتے ہوئے کوئی مسلمان، راقم الحروف کو بیوقوف اور دقیانوسی (outmoded) گمان کررہا ہو، لیکن ہوسکتا ہے کہ وہ وقت بہت جلد آجائے کہ جب یہ تمام باتیں بالکل جائز ودرست محسوس ہورہی ہوں، لیکن پھر سوائے پچھتانے اور افسوس سے ہاتھ ملتے رہنے کے کچھ حاصل نہ ہوسکے۔

اگر دنیا میں وبال ظاہر نہ بھی ہوا، تو اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کی صورت میں موت اسے بہت کچھ سمجھا دے گی، مشورے کو نگاہِ حقارت سے دیکھنے کی صورت میں اسے چاہیئے کہ اپنے ضرورت سے زیادہ سمجھدار ہونے کے بھیانک نتیجے کا انتظار کرے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بالکل حق فرمایا کہ لوگ سورہے ہیں، یہ جاگیں گے اس وقت جب انھیں موت آجائے گی۔ (شرح الصدور بشرح حال الموتی والقبور)

راقم الحروف کی، عورتوں سے دامن بچانے کی تلقین، فقط اپنی جانب سے نہیں بلکہ بے شمار احادیثِ کریمہ اور اقوال بزرگانِ دین سے حاصل ہونے والی تعلیمات کا نچوڑ ہے۔ اس ضمن میں پاکیزہ تعلیمات پر مشتمل چند مضامین ملاحظہ فرمایئے۔

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا،

میرے بعد، مردوں کے لئے سب سے زیادہ نقصان دہ فتنہ، عورتوں سے زیادہ اور کوئی نہ ہوگا۔ (شرح السنہ للبغوی)

اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا،

دنیا میٹھی و سرسبز ہے، اللہ تعالیٰ نے تمہیں اس میں اس لئے بھیجا ہے، تاکہ تمہارا امتحان لے کہ تم کیسے عمل کرتے ہو، پس تم دنیا اور عورتوں سے بچو، کیونکہ بنی اسرائیل میں سب سے پہلا فتنہ عورتوں کی وجہ سے اٹھا تھا۔ (مسلم۔ترمذی)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا،

جو شخص اللہ اور روزِ قیامت پر ایمان رکھتا ہے، وہ کسی (اجنبی) عورت کے ساتھ تنہا نہ ہو، کیونکہ ان دو کے ساتھ تیسرا شیطان ہوگا۔ (المعجم الکبیر للطبرانی)

حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا،

کوئی شخص کسی ایسی (اجنبی) عورت کے ساتھ تنہائی اختیار نہ کرے کہ جس کے

ساتھ اس کا محرم نہ ہو، ورنہ یا تو مرد گناہ کا ارادہ کر بیٹھے گا یا عورت۔عرض کی گئی یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم)!! اگر چہ وہ دونوں نیک ہوں؟.... فرمایا، اگر چہ وہ مریم بنتِ عمران اور یحییٰ بن زکریا ہی کیوں نہ ہوں۔ (تلخیص الحبیر لابن حجر)

حضرت میمون بن مہران رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ

تین چیزوں میں اپنے آپ کو کبھی مبتلاء نہ کرنا۔ 1۔ بادشاہ کے پاس کبھی مت جانا، اگر چہ تم کہو کہ میں اس کو اطاعتِ خداوندی کا حکم کروں گا۔ 2۔ کسی اجنبی عورت کے پاس مت جانا، اگر چہ ارادہ کرو کہ میں اس کو قرآنِ پاک کی تعلیم دوں گا۔ 3۔ اپنے کان کسی بھی نفس پرست مرد و عورت کی طرف متوجہ نہ کرو، کیونکہ تمہیں کیا معلوم کہ اس کی کون سی بات تمہارے دل کو قابو میں کر لے۔ (ذم الھویٰ لابنِ جوزی)

حضرت ابو القاسم بن نصر آبادی رضی اللہ عنہ سے عرض کیا گیا کہ بعض لوگ عورتوں کے پاس اٹھتے بیٹھتے ہیں، لیکن کہتے ہیں کہ ہم ان کو دیکھنے سے بچے ہوئے ہیں؟... آپ نے فرمایا،

جب تک مرد و عورت باقی ہیں، نیکی کا حکم کرنا اور برائی سے روکنا باقی اور حلال و حرام کا حکم، ان کی جانب متوجہ رہے گا۔ شبہات (کے مقامات) پر وہی جرأت کر سکتا ہے کہ جو حرام کاموں میں مبتلاء ہو۔ (ذم الھویٰ)

مروی ہے کہ ابلیس کہتا ہے،

عورتیں میرا ایسا تیر ہیں کہ میں جب بھی انہیں استعمال کرتا ہوں، وہ ٹھیک نشانے پر بیٹھتا ہے۔ (ذم الھویٰ)

منقول ہے کہ ابلیس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے عرض کی،

کسی عورت کے ساتھ تنہائی اختیار نہ کیجئے گا، کیونکہ اس صورت میں، میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں، تا کہ اسے آزمائش میں مبتلاء کروں۔ (کیمیائے سعادت)

یہی وجہ تھی کہ اکابرین اسلام، عورتوں کے معاملے میں بے حد احتیاط کا مظاہرہ کیا کرتے تھے۔ چنانچہ

حضرت سفیان ثوری رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک عورت آئی اور عرض کی کہ میں آپ سے ایک مسئلہ پوچھنا چاہتی ہوں؟... آپ نے فرمایا، پہلے باہر جاؤ، دروازہ بند کرو اور پھر اس کے پیچھے سے مجھ سے بات کرو۔ (ذم الھویٰ)

نیز نگاہ کی حفاظت کا مزید شعور بیدار کرنے کے لیے درج ذیل احادیثِ کریمہ، اقوالِ مبارکہ اور احوالِ بزرگانِ دین کا بغور مطالعہ فرمائیے۔

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ''رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا، اگر تم مجھے اپنی جانب سے چھ چیزوں کی ضمانت دو، تو میں تمھیں جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔

(1) جب بات کرو، تو سچ بولو۔

(2) جب وعدہ کرو، تو پورا کرو۔

(3) جب امانت رکھوائی جائے، تو اسے ادا کرو۔

(4) اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرو۔

(5) ناجائز اشیاء (کے دیکھنے) سے اپنی نگاہ کو بچاؤ۔

(6) اپنے ہاتھوں کو (برے کاموں) کے ارتکاب سے روکو۔ (شعب الایمان)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ (ﷺ) نے صحابہ

کرام سے سوال فرمایا کہ بتاؤ، عورت کے لئے کون سی چیز سب سے بہتر ہے؟....مجلس میں موجود کوئی بھی شخص اس کا جواب نہ دے سکا، سب کے سب خاموش رہے۔ جواب دینے سے قاصر رہ جانے والوں میں، میں بھی شامل تھا۔

میں گھر واپس آیا، تو بنتِ رسول فاطمہ سے یہی سوال پوچھا۔ انھوں نے برجستہ جواب دیا، عورت کے لئے سب سے بہتر یہ ہے کہ نہ وہ غیر مردوں کو دیکھے اور نہ غیر مرد اسے دیکھے۔ میں اس جواب سے بہت خوش ہوا اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں جا کر اس کا تذکرہ کیا۔ آپ بھی اس جواب سے بہت خوش ہوئے اور فرمایا، هِیَ بِضْعَةٌ مِنِّی۔ یعنی فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا ہے۔ (جمع الفوائد)

صاحبِ کفایہ اس حدیث کو ذکر کر کے ارشاد فرماتے ہیں، فَدَلَّ اَنَّهٗ لَا یُبَاحُ النَّظَرُ اِلٰی شَیْءٍ مِّنْ بَدَنِهَا ۔ یعنی یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ عورت کے اعضاء میں سے کسی عضو پر بھی نظر کرنا حلال نہیں۔

اس سے فی زمانہ عورت کے چہرے چھپانے کے استحباب پر بھی استدلال کیا جا سکتا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے ارشاد فرمایا، اے علی! کسی عورت پر غیر ارادی طور پر ایک مرتبہ نظر کے بعد دوسری نظر مت ڈالو، کیونکہ تمھارے لئے صرف پہلی نظر معاف ہے، دوسری نہیں۔ (مشکوۃ)

مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا،

اگر کسی کی غیر ارادی طور پر، عورت کی خوبصورتی پر نظر پڑ جائے اور وہ فوراً اپنی نظر

جھکالے، تو اللہ تعالیٰ اسے ایسی عبادت کی توفیق عطا فرمائے گا کہ جس کی لذت اسے محسوس ہوگی۔

(مسند احمد)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

قیامت کے دن ہر آنکھ رونے والی ہے، سوائے اس آنکھ کے کہ جس کو اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ اشیاء پر نظر پڑنے کے وقت بند کر دیا گیا ہو اور سوائے اس آنکھ کے کہ جو اللہ عزوجل کے راستے میں جاگتی رہی ہو اور سوائے اس آنکھ کے جس سے اللہ تعالیٰ کے خوف کے باعث مکھی کے سر کے برابر (یعنی معمولی سا) آنسو نکل آیا ہو۔ (ذم الھویٰ)

حضرت معروف کرخی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں،

اپنی نگاہ کی حفاظت کرو، چاہے سامنے مادہ بکری ہی کیوں نہ ہو۔ (ایضا)

مروی ہے کہ

حضرت یحییٰ بن زکریا علیہ السلام سے لوگوں نے پوچھا، زناء کی ابتداء کہاں سے ہوتی ہے؟....آپ نے فرمایا، آنکھ سے۔ (کیمیائے سعادت)

حضرت مجاہد فرماتے ہیں کہ

اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ اشیاء کو نہ دیکھنے سے اللہ تعالیٰ کی محبت پیدا ہوتی ہے۔

(ایضا)

حضرت حسان بن ابی سنان رضی اللہ عنہ ایک روز عید کے روز باہر چلے گئے، جب گھر واپس ہوئے، تو ان کی اہلیہ نے پوچھا کہ

آج آپ نے کتنی حسین عورتیں دیکھیں؟....آپ خاموش رہے۔ جب اس نے بار بار یہ سوال پوچھا، تو آپ نے فرمایا، تو تباہ ہو جائے، میں جب سے تیرے پاس سے گیا ہوں، اپنے انگوٹھے کو ہی دیکھتا رہا ہوں (یعنی نگاہ کی حفاظت کرتا رہا ہوں)۔ (ذم الھویٰ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں،

ایک مرتبہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام لوگوں کے لئے بارش کی دعا کرنے کے لئے چلے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی جانب وحی فرمائی کہ آپ کے ساتھ کوئی خطا کار رہا تو بارش نہ برسے گی۔ آپ نے لوگوں سے اس بات کا ذکر فرمایا۔ یہ سن کر سب لوگ وہاں سے چلے گئے ،لیکن ایک شخص نہ گیا۔ اس کی داہنی آنکھ خراب تھی۔ آپ نے اس سے نہ جانے کا سبب دریافت فرمایا۔ اس نے عرض کی ،اے روح اللہ (علیہ السلام)! میں نے اپنی پوری زندگی میں پلک جھپکنے کے برابر بھی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں کی ہے، ہاں فقط ایک مرتبہ غیر ارادی طور پر میری نگاہ، ایک عورت پر پڑ گئی تھی ،جس کے کفارے کے طور پر میں نے اپنی آنکھ باہر نکال دی تھی ،اگر دوسری آنکھ بھی مشغول ہوتی، تو اسے بھی نکال دیتا۔ حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) یہ سن کر اتنی کثرت سے روئے کہ ریش مبارک آنسوؤں سے تر ہوگئی۔ پھر (عاجزی اختیار کرتے ہوئے) فرمایا، اب تم دعا کرو، کیونکہ تم مجھ سے زیادہ دعا کرنے کے مستحق ہو، کیونکہ میں تو نبی ہونے کی وجہ سے معصوم ہوں اور تم نفس وشیطان کی موجودگی کے باوجود، گناہ سے محفوظ ہو۔ آپ کے حکم کی تعمیل میں وہ شخص آگے بڑھا اور بارگاہِ الٰہی میں عرض کی،

اے ربِ کریم! تو نے ہمیں پیدا فرمایا، حالانکہ تو پیدا فرمانے سے پہلے ہی جانتا تھا کہ ہم کیا اعمال کریں گے ،لیکن پھر بھی ان اعمال نے ہمیں پیدا کرنے سے نہیں روکا۔ تو جس طرح تو نے ہمیں اپنی مرضی سے پیدا فرمایا اور ہماری روزیوں کا کفیل ہوا اسی طرح سے ہم پر بارش کو بھی خوب برسا دے۔

اس شخص کے زبان سے دعا کے یہ الفاظ نکلے ہی تھے کہ بارش برسنے لگی اور اتنی

برسی کہ شہر و دیہات سب کو سیراب کر دیا۔ (ذم الھویٰ)

یاد رہے کہ اس شخص کا بطورِ کفارہ اپنی آنکھ نکال دینا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شریعت میں جائز تھا، لیکن ہماری شریعت میں اس قسم کا فعل اختیار کرنا حرام ہے۔

حضرت غزوان رضی اللہ عنہ کسی جنگ میں شریک تھے کہ اچانک ان کے سامنے ایک لڑکی آ گئی اور آپ کی نگاہ اس پر پڑ گئی۔ نگاہ پڑتے ہی آپ نے اپنی آنکھ پر ایک زور دار ہاتھ مارا، لڑکی ڈر کر بھاگ گئی۔ پھر آپ نے اپنی آنکھ کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا، تو اس چیز کو دیکھتی ہے کہ جو تجھے (دنیا و آخرت میں) مصیبت میں ڈال دے گی؟.... (ذم الھویٰ)

حضرت ابراہیم بن مہلب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

ایک مرتبہ میں نے ایک جوان کو جنگل میں تنہا نماز ادا کرتے دیکھا۔ جب وہ نماز سے فارغ ہو گیا، تو میں اس کے قریب گیا اور پوچھا، آپ کے ساتھ کوئی مددگار و غم گسار نہیں ہے (کہ جنگل میں اکیلے عبادت کر رہے ہو)؟....اس نے کہا، کیوں نہیں۔ میں نے کہا، وہ کہاں ہے؟....اس نے کہا، وہ میرے سامنے بھی ہے، میرے ساتھ بھی ہے، میرے پیچھے بھی ہے، میرے دائیں بائیں اور میرے اوپر بھی ہے۔

اس کے اس جواب سے مجھ پر اچھی طرح منکشف ہو گیا کہ اسے معرفتِ خداوندی حاصل ہے۔

پھر میں نے پوچھا، کیا آپ کے پاس زادِ سفر نہیں ہے؟....اس نے کہا، کیوں نہیں؟...میں نے کہا، کہاں ہے؟....اس نے کہا، میرا زادِ راہ، اللہ تعالیٰ کے لئے اخلاص، اس کی توحید اور اس کے نبی کی نبوت کا اقرار، ایمانِ صادق اور مضبوط توکل ہے۔

میں نے کہا، آپ میرے ساتھ رہنا پسند کریں گے؟....اس نے کہا، دوست مجھے اللہ

تعالیٰ کی یاد سے دور کر کے اپنے ساتھ مشغول کرلے گا، اس لئے میں محبوب نہیں رکھتا کہ کسی کی رفاقت میں رہوں اور ایک پلک جھپکنے کی مقدار بھی اس سے غافل رہوں۔ میں نے پوچھا، آپ کو جنگل میں اکیلے رہتے ہوئے گھبراہٹ نہیں ہوتی؟....اس نے جواب دیا، اللہ تعالیٰ کے ساتھ انس ومحبت نے مجھے ہر قسم کے خوف سے آزاد کر دیا ہے۔ اب اگر میں درندوں کے درمیان ہوتا ہوں، تب بھی نہیں گھبراتا اور نہ ہی مجھے کسی قسم کا ڈر محسوس ہوتا ہے۔ میں نے پوچھا، آپ کھاتے کہاں سے ہیں؟....جواب دیا، جس نے مجھے ماں کے رحم کے اندھیرے میں اور پھر بچپن میں غذا کھلائی، بڑی عمر میں بھی وہی میرے رزق کا کفیل ہے۔ میں نے پوچھا، آپ اپنے اسبابِ ضرورت کس وقت حاصل کرتے ہیں؟.... جواب دیا، مجھے میری ضروریات کا علم ہے اور میں ان کے وقت کو بھی جانتا ہوں، چنانچہ جب مجھے کھانے کی ضرورت ہوتی ہے، تو میں جہاں بھی ہوتا ہوں، پالیتا ہوں، کیونکہ وہ ذات میری ضرورت کا بخوبی علم رکھتی ہے، مجھ سے غافل نہیں ہے۔ میں نے پوچھا، میرے لئے آپ کی کوئی ضرورت ہے؟....کہا، ہاں ہے۔ اور وہ یہ کہ اب جب بھی آپ مجھے دیکھیں، میرے ساتھ کلام نہ کیجئے گا اور نہ کسی کو نہ بتایئے گا کہ آپ مجھے جانتے ہیں۔ میں نے پوچھا، اس کے علاوہ کوئی اور حاجت؟....فرمایا، ہاں، ایک اور ہے۔ میں نے پوچھا، وہ کیا؟....فرمایا، اگر اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے، تو مجھے اپنی دعاؤں میں فراموش نہ کرنا، خصوصاً جب کسی مصیبت کا سامنا کرنا پڑے، تو اس وقت میرے حق میں بھی ضرور دعا کیجئے گا۔ میں نے کہا، مجھ جیسا آپ کے لئے کیا دعا کر سکتا ہے؟ آپ تو خوف خداوندی اور توکل کے اعتبار سے مجھ سے افضل واعلیٰ ہیں۔ فرمایا، ایسا نہ کہئے، کیونکہ میں کم عمر ہوں اور آپ مجھ سے بڑے ہیں، آپ نے مجھ سے پہلے اللہ تعالیٰ کی عبادات اختیار کی ہیں اور آپ

کومعرفتِ ایمان بھی حاصل ہے۔ میں نے کہا، میری بھی ایک حاجت ہے۔ اس نے کہا، وہ کیا؟.... میں نے کہا، آپ میرے لئے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کریں۔ اس نے میری درخواست قبول کرتے ہوئے ان الفاظ میں دعا کی کہ اللہ تعالیٰ تیری نگاہ کو ہر گناہ سے محفوظ رکھے اور تیرے دل کو ایسا فکر نصیب کرے، جس کی برکت سے اس کی رضا حاصل ہو جائے، یہاں تک کہ سوائے ذاتِ باری تعالیٰ کے اور کوئی مطلوب ومقصود نہ رہے۔ میں نے کہا، اے میرے دوست! آج کے بعد ملاقات کرنا چاہوں، تو آپ کو کہاں تلاش کروں؟... فرمایا، دنیا میں خود کو میری ملاقات کا ہرگز شوقین نہ بنانا، ہاں اگر آخرت میں مجھ سے ملنا پسند کریں، تو مجھے اس مجمع میں تلاش کر لینا، جو اللہ تعالیٰ کی زیارت میں مشغول ہوگا۔ میں نے پوچھا، یہ تو بتایئے کہ آپ اس درجے تک کیسے پہنچے؟... فرمایا، اللہ تعالیٰ نے جس چیز کی جانب دیکھنا حرام کیا، اس سے اپنی نگاہ کی حفاظت کر کے اور ہر قسم کے گناہ سے اجتناب کرنے کی برکت سے۔ پھر کہا، میں نے اللہ تعالیٰ سے درخواست کی ہے کہ وہ فقط اپنے دیدار کو میرے لئے جنت قرار دے۔ اس کے بعد اس نے ایک نعرہ لگایا اور تیزی سے ایک جانب روانہ ہوا، حتیٰ کہ میری نظروں سے اوجھل ہو گیا۔

خیالات کی حفاظت کے لئے اچھی صحبت اور دینی کتب کا مطالعہ بے حد مفید ثابت ہوتا ہے۔ کیونکہ انسان جو کچھ بھی سنتا یا پڑھتا ہے، عموماً بعد میں ان کے بارے میں کچھ نہ کچھ سوچتا ضرور ہے۔ اب اگر وہ باتیں یا تحریر پاکیزہ ہو، تو نتیجتاً ذہن میں آنے والے خیالات بھی اچھے اور صاف ستھرے ہوتے ہیں اور پھر ان کے نتیجے کے طور پر اچھے اعمال کا ہی صدور ہوتا ہے۔ اس کے برعکس اگر وہ گفتگو یا تحریر غیر اخلاقی امور پر مشتمل ہو، تو اس کے نتیجے میں گندے اور فاسد خیالات پیدا ہوتے ہیں، جن پر غور وتفکر کی انتہاء عموماً اللہ

تعالٰی اوراس کے محبوب ﷺ کی نافرمانی کے ارتکاب پر ہی ہوتی ہے۔

جنس مخالف سے میل جول سے حفاظت کی فضیلت پر غور و تفکر کو

پانچویں علاج کے طور پر پیش کیا جاسکتا ہے۔چنانچہ ہر مسلمان کو عموماً اوراس مرض میں مبتلاء خواتین وحضرات کو خصوصاً، نامحرم جنسِ مخالف سے خود کو دور رکھنے کی فضیلت پر وقتاً فوقتاً غور وتفکر کرتے رہنا چاہیئے ۔اس سلسلے میں آسانی کے لئے درجِ ذیل احادیثِ مبارکہ اور خوبصورت واقعات ،قلبی وذہنی حاضری کے ساتھ مطالعہ فرمایئے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہی کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے،

سات قسم کے لوگ ایسے ہیں کہ جن کو اللہ تعالٰی اپنے عرش کے سائے میں اس دن جگہ دے گا کہ جس دن اس سائے کے سوا کسی اور چیز کا سایہ نہ ہوگا۔

(۱) عادل حکمران۔

(۲) وہ نوجوان جو اللہ تعالٰی کی عبادت میں پروان چڑھا ہو۔

(۳) وہ شخص کہ جس کا دل مسجد سے وابستہ ہو۔

(٤) وہ دو آدمی ،جو آپس میں صرف اللہ عزوجل کی خاطر محبت رکھتے ہوں ،اسی کی محبت میں جمع ہوں اوراسی کی محبت میں الگ ہوں۔

(۵) وہ شخص ،جو چھپا کر صدقہ کرے حتی کہ اس کے بائیں ہاتھ کو بھی خبر نہ ہو کہ اس کے دائیں ہاتھ نے کتنا خرچ کیا۔

(٦) وہ شخص کہ جس نے تنہائی میں اپنے رب عزوجل کو یاد کیا اوراس کی آنکھوں سے آنسو نکل گئے۔

(۷) وہ آدمی جس کو کسی منصب وجمال والی عورت نے اپنے پاس بلایا اوراس

نے جواب میں کہا کہ میں اللہ عزوجل سے ڈرتا ہوں۔ (بخاری)

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی وفات سے قبل ایک خطبے میں ارشاد فرمایا،

جس شخص نے کسی لونڈی یا عورت پر گناہ کی قدرت پائی اور اسے خدا کے خوف کے سبب چھوڑ دیا (یعنی گناہ سے رک گیا) تو للہ تعالیٰ اسے بڑی گھبراہٹ کے دن میں امن نصیب کرے گا، اس کو دوزخ پر حرام اور جنت میں داخلہ عطا فرمائے گا۔ (ذم الھویٰ)

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

میں نے یہ حدیثِ پاک رسول اللہ ﷺ سے ایک دو مرتبہ نہیں، بلکہ سات بار سے بھی زائد بار سنی ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا، بنی اسرائیل میں کفل نامی ایک شخص تھا، جو کسی بھی گناہ سے باز نہ رہتا تھا۔ ایک مرتبہ ایک عورت اپنی کسی حاجت کی بناء پر اس کے پاس آئی، تو اس نے اسے ساٹھ دینار اس شرط پر دیئے کہ وہ اس کے ساتھ ''گناہ'' میں شریک ہوگی۔ جب کفل اس عورت کے پاس گناہ کے ارادے سے بیٹھا، تو وہ عورت کانپنے اور رونے لگی۔ اس نے حیرت سے پوچھا، تو کیوں رو رہی ہے، میں نے تیرے ساتھ کوئی زبردستی تو نہیں کی؟.... عورت نے کہا نہیں یہ بات نہیں، دراصل یہ ایک ایسا گناہ ہے کہ جو میں نے آج سے قبل کبھی نہیں کیا، مگر آج ایک مجبوری نے مجھے اس کی طرف مائل کر دیا ہے۔ کفل نے کہا، تو ایک ایسے گناہ کے خوف سے کانپ رہی ہے، جو تو نے اس سے پہلے کبھی نہیں کیا۔ پھر وہ اس کے پاس سے ہٹ گیا اور بولا، جا تو چلی جا اور یہ دینار بھی میں تجھے بخش دیتا ہوں۔ پھر اس نے اپنے آپ سے کہا، خدا کی قسم! اب کفل کبھی بھی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں کرے گا۔ پھر اس کا اسی رات انتقال ہوگیا۔ صبح اس کے دروازے پر (من جانب

اللہ) لکھا ہوا تھا، قَدْ غَفَرَ اللّٰهُ لِلْكِفْلِ۔ بیشک اللہ عزوجل نے کفل کی مغفرت فرمادی۔
(ترمذی)

حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

ایک فاحشہ عورت کے بارے میں کہا جاتا تھا کہ دنیا کا تہائی حسن اس کے پاس ہے۔ وہ اپنے ساتھ گناہ کی اجازت کے سو دینار لیتی تھی۔ ایک مرتبہ ایک عابد کی نگاہ اس پر پڑ گئی، جس کے باعث بخارِ عشق نے اس کے قلب کو مکمل طور پر اپنے قابو میں کر لیا۔ حصول قرب کی قیمت معلوم ہوئی، تو رات دن دینار جمع کرنے میں مشغول ہو گیا۔ جب مطلوبہ رقم پوری ہو گئی، تو فوراً اس کے پاس پہنچا اور جذباتِ قلب بیان کرتے ہوئے بولا، تیرے حسن نے مجھے دیوانہ کر دیا ہے، رات دن تیرے غم میں جلتا رہا ہوں۔ اب جب کہ اپنے ہاتھ کی محنت سے یہ سو دینار جمع کر چکا، تو تیرے قرب کا متمنی ہوں۔ فاحشہ نے کہا، یہ میرے وکیل کو دے دو، تاکہ وہ پرکھ لے۔ جب وکیل نے دینار پرکھ لئے، تو اس نے عابد کو اندر آنیکی اجازت دے دی۔ جب یہ دونوں گناہ کے لئے بالکل تیار ہوئے، تو عابد اس پر بارگاہِ الٰہی میں پیشی کا شدید خوف غالب آ گیا، اس کا جسم کانپنے لگا اور شہوت نے دم توڑ دیا۔ اس نے لرزتے ہوئے کہا، مجھے چھوڑ دے، میں واپس جانا چاہتا ہوں، یہ سو دینار بھی تو ہی رکھ لے۔ عورت نے انتہائی تعجب سے کہا، یہ کیا، میں تجھے پسند آئی، تو نے اتنی محنت سے یہ دینار جمع کئے اور جب تو اپنی خواہش کی تکمیل پر قادر ہوا، تو اب بغیر کامیاب ہوئے واپس جانا چاہتا ہے؟.... عابد نے کہا، ہاں وقتی طور پر میری خواہش مجھ پر غالب آ گئی، لیکن اب میں اپنے رب عزوجل کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈر گیا ہوں، میری تمنائے عیش و عشرت ہوا ہو گئی ہے۔

طوائف پر اس کی اس کیفیت وگفتگو کا بہت گہرا اثر ہوا، اس کے دل کی دنیا میں بھی انقلاب برپا ہوگیا، چنانچہ بولی، اگر واقعی یہ بات ہے، تو تیرے علاوہ کوئی شخص میرا شوہر نہیں ہوسکتا۔ عابد نے کہا، فی الحال مجھے چھوڑ دے میں جانا چاہتا ہوں۔ عورت نے کہا، میں تجھے صرف اس شرط پر جانے دوں گی کہ تو مجھ سے شادی کرلے۔ عابد نے کہا، جب تک میں یہاں سے نکل نہ جاؤں، یہ نہیں ہوسکتا۔ عورت نے کہا، اچھا، اگر میں بعد میں تیرے پاس آؤں، تو کیا تو مجھ سے شادی کرلے گا؟.... عابد نے کہا ٹھیک ہے۔ عورت نے راستہ چھوڑ دیا اور عابد منہ چھپا کر اپنے شہر کی جانب چلا گیا۔

اس کے جانے کے بعد عورت نے بھی صدق دل سے توبہ کی اور اس عابد کے شہر میں پہنچ گئی، جب وہ پتہ معلوم کرتی، عابد کے سامنے پہنچی، تو اس نے ایک زوردار چیخ ماری اور اس کا دم نکل گیا۔ عورت شدید رنج میں مبتلاء ہوگئی، جب کچھ افاقہ ہوا، تو لوگوں سے دریافت کیا، کہ کیا اس کا کوئی قریبی رشتہ دار ہے؟.... بتایا گیا کہ اس کا ایک ہی بھائی ہے، جو بہت غریب ہے۔ عورت اس کے بھائی کے پاس پہنچی اور کہا، مجھے تیرے بھائی سے محبت تھی، وہ نہ رہا، چنانچہ اب میں اس سے محبت کی وجہ سے تجھ سے شادی کرنا چاہتی ہوں۔ اس کا بھائی مان گیا۔ پھر ان کے ہاں سات بیٹے ہوئے اور سب کے سب نیک وصالح بنے۔

(ذم الھویٰ)

مروی ہے کہ

قوم بنی اسرائیل کا ایک عابد، اپنے عبادت خانے میں ہمہ وقت مصروف عبادت رہا کرتا تھا۔ حاسدین کا گروہ ایک طوائف کے پاس پہنچا اور عابد کو ورغلانے کے بدلے میں کثیر مال ومتاع کی پیشکش کی۔ فاحشہ نے پیشکش قبول کرلی اور ایک اندھیری رات میں، جب کہ بارش برس رہی تھی، عابد کے پاس پہنچ گئی اور باہر سے اسے آواز دی۔ عابد نے

جھانک کر دیکھا، تو فوراً پناہ کی درخواست کر دی۔ لیکن عابد نے اس کی پرواہ نہ کی اور نماز میں مشغول ہو گیا۔ وہ طوائف اسے بارش اور اندھیری رات یاد دلا کر پناہ طلب کرتی رہی، حتی کہ عابد نے رحم کھا کر اسے اندر بلا لیا۔ اندر پہنچتے ہی اس نے عابد کو اپنی طرف مائل کرنا شروع کر دیا، یہاں تک کہ عابد کا دل بھی اس کی طرف مائل ہو گیا۔ لیکن اس سے قبل کہ عابد اس کے ساتھ کسی گناہ میں مشغول ہوتا، اللہ عزوجل کے خوف نے اس کے دل میں جوش مارا، چنانچہ اپنے آپ سے مخاطب ہو کر بولا، واللہ! ایسا کبھی نہیں ہو سکتا، یہاں تک کہ تو دیکھ لے کہ آگ پر کتنا صبر کر سکتا ہے۔ پھر چراغ کے پاس گیا اور اپنی ایک انگلی اس کے شعلے میں رکھ دی، حتی کہ وہ جل کر کوئلہ ہو گئی۔ پھر اس نے نماز کی طرف متوجہ ہونے کی کوشش کی، لیکن اس کے نفس نے دوبارہ فاحشہ کی طرف بڑھنے کا مشورہ دیا۔ یہ دوبارہ چراغ کے پاس گیا اور اپنی دوسری انگلی بھی جلا ڈالی۔ واپس آ کر مشغول عبادت ہوا، تو نفس پھر خواہش کر بیٹھا، اس نے تیسری انگلی بھی جلا دی۔ غرض نفس اسی طرح خواہش کرتا رہا اور وہ اپنی انگلیاں جلاتا رہا، حتیٰ کہ اس نے اپنی ساری انگلیاں جلا ڈالیں، عورت یہ تمام منظر دیکھ رہی تھی، چنانچہ اس نے خوف و دہشت کے باعث ایک چیخ ماری اور اس کا دم نکل گیا۔ (ذم الھویٰ)

مروی ہے کہ

بنی اسرائیل میں ایک بہت حسین و جمیل نوجوان تھا اور ٹوکریاں بیچ کر گزارا کیا کرتا تھا۔ ایک دن ٹوکریاں بیچتا ہوا بادشاہ کے محل تک جا پہنچا، جہاں شہزادی کی لونڈی کی نگاہ اس پر پڑ گئی۔ وہ جلدی سے اندر گئی اور شہزادی کو نوجوان کے بے مثل حسن و جمال کی خبر دی۔ اس کی گفتگو سے شہزادی کے دل میں آتش شوق بھڑک اٹھی، چنانچہ لونڈی کو حکم دیا کہ کسی طرح اسے اندر لے آئے۔ لونڈی جلدی سے باہر گئی اور نوجوان سے کہا، اے جوان! اندر آؤ ہم بھی خریدیں گے۔ جب نوجوان اندر داخل ہوا، تو لونڈی نے دروازہ بند کر دیا۔

تھوڑی دیر بعد شہزادی بھی اس کے پاس پہنچ گئی اور پہلی نظر میں ہی نوجوان کے حسن پر فریفتہ ہوگئی۔نوجوان بولا، آپ جلدی سے اپنی ضرورت کی چیز خرید لیں، تاکہ میں آگے جاؤں۔شہزادی بولی، ہم نے تمہیں کچھ خریدنے کے لئے نہیں بلایا، بلکہ اپنے نفس کی حاجت پوری کرنا مقصود ہے۔نوجوان نے کہا، خدا سے ڈریئے اور ارادہ گناہ سے باز رہیئے۔اس نے کہا، اگر تم نے میری بات نہ مانی، تو میں بادشاہ سے کہہ دوں گی کہ تم برے ارادے سے اندر آئے تھے۔نوجوان نے اسے کافی نصیحت کی، مگر وہ ترک گناہ پر کسی طرح تیار نہ ہوئی۔اس نے کچھ دیر سوچا، پھر بولا، اچھا، مجھے وضو کے لئے پانی چاہیئے۔کہنے لگی، مجھ سے بہانے نہ کرو۔پھر لونڈی سے کہا، اس کے واسطے چھت پر وضو کا پانی رکھو، تاکہ یہ بھاگ نہ سکے۔محل کی چھت زمین سے تقریباً چالیس گز اونچی تھی۔نوجوان اوپر پہنچا، تو بارگاہِ الٰہی میں یوں عرض گزار ہوا، اے اللہ! مجھے برے کام پر مجبور کیا جارہا ہے، لیکن میں اپنے آپ کو یہاں سے گرا دینا، ارتکابِ گناہ سے بہتر سمجھتا ہوں۔پھر اس نے اللہ کا نام لے کر چھلانگ لگا دی۔بحکم الٰہی ایک فرشتہ فوراً سے پیشتر آیا اور اس کو اپنے بازوؤں پر اٹھا کر بغیر کسی تکلیف کے زمین تک پہنچا دیا۔

نوجوان جلدی سے گھر پہنچا اور اللہ عزوجل کی بارگاہ میں دعا کی، اے اللہ! اگر تو چاہے، تو مجھے اس تجارت کے بغیر بھی روزی عطا فرما سکتا ہے۔دعا کرتے ہی اس کے پاس غیب سے سونے سے بھری ایک تھیلی آ پہنچی۔اسے دیکھ کر پھر عرض گزار ہوا کہ الٰہی! اگر یہ میری دنیا کی روزی ہے، تو اس میں برکت عطا فرما اور اگر اس کے سبب میرا اخروی ثواب کم ہو جائے گا، تو مجھے اس کی کوئی حاجت نہیں۔غیب سے نداء آئی کہ تو نے چھت سے گرتے وقت جو صبر اختیار کیا تھا، یہ سونا اس کا ایک جزء ہے۔یہ سن کر اس نے التجاء کی، اے رب کریم! جو چیز میرے اخروی ثواب کو گھٹا دے، مجھے اس کی کوئی حاجت نہیں۔چنانچہ منجانب

اللہ وہ تھیلی غائب ہوگئی۔ (ذم الھویٰ)

حضرت ابوذرعہ خیفی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

میں کہیں جارہا تھا۔ راستے میں ایک عورت ملی۔ مجھ سے مخاطب ہوکر بولی، اے ابوذرعہ! آپ ایک مصیبت زدہ کی عیادت کرکے اور اسے دیکھ کر عبرت حاصل نہیں کریں گے؟.... میں نے کہا، کیوں نہیں۔ اس نے کہا، تو پھر گھر میں تشریف لے آئیں۔ میں اس کی بات پر اعتماد کرتے ہوئے گھر میں داخل ہوگیا۔ اندر داخل ہوتے ہی اس نے دروازہ بند کرلیا۔ مجھے گھر میں اس عورت کے علاوہ کوئی اور مریض وغیرہ نظر نہ آیا۔ اس وقت مجھے اس کی نیت کی خرابی کا علم ہوگیا۔ میں نے فوراً بارگاہِ الٰہی میں عرض کی، یاالٰہی! اسے کالا کردے۔ میری بددعا قبول ہوئی اور وہ کالی سیاہ ہوگئی۔ جب اس نے خود پر عذابِ الٰہی کے آثار دیکھے، تو گھبرا کر دروازہ کھول دیا۔ جب میں بعافیت باہر نکل آیا، تو دعا کی، اے اللہ! اس کو اس کی سابقہ حالت میں لوٹا دے۔ یہ دعا بھی درجہ قبولیت تک پہنچی اور بحکم الٰہی وہ ویسی ہی ہوگئی جیسی کہ پہلے تھی۔ (ذم الھویٰ)

حضرت احمد بن سعید رضی اللہ عنہ کے والد بیان کرتے ہیں کہ

ہمارے ساتھ کوفہ میں، ایک عبادت گزار، خوبصورت اور نیک سیرت نوجوان رہا کرتا تھا، وہ اپنا زیادہ تر وقت، مسجد میں گزارنا پسند کرتا۔ ایک مرتبہ ایک حسین و عقل مند عورت نے اسے دیکھ لیا اور اس کے عشق کا دم بھرنے لگی۔ آخر جذباتِ محبت سے مغلوب ہو کر اس راستے پر کھڑی ہوگئی، جہاں سے نوجوان اکثر گزرا کرتا تھا۔ جب نوجوان سامنے سے گزرا، تو اس نے اسے متوجہ کرنے کی کوشش کی۔ لیکن نوجوان نے بالکل توجہ نہ کی اور سیدھا چلتا چلا گیا۔ دوسرے دن وہ پھر وہیں کھڑی نظر آئی۔ اس دن جب نوجوان قریب آیا، تو اس نے مزید ہمت جمع کی اور بولی، اے نوجوان! میری بات سن، مجھے تجھ سے کچھ کہنا

ہے۔نوجوان نے سر جھکا کر کہا، یہ تہمت کی جگہ ہے۔لوگ ہمیں یوں سرعام باتیں کرتے دیکھیں گے، تو الٹی سیدھی باتیں کہیں گے اور میں تہمت کا نشانہ بننے سے گھبراتا ہوں۔ عورت نے کہا، واللہ! میں تیرے حال سے بخوبی واقف ہوں،لیکن مجھے تیری ملاقات پر میرے نفس کے علاوہ اور کسی شے نے مجبور نہیں کیا، میں جانتی ہوں کہ اتنا معمولی سا تعلق بھی لوگوں کے نزدیک بہت برا ہے، تجھ جیسے نیک لوگ آئینے کی مثل ہوتے ہیں کہ جن کو ادنیٰ سی غلطی عیب ناک کردیتی ہے،لیکن میں دل کے ہاتھوں مجبور ہوں۔میں تجھ سے جو کچھ کہنا چاہتی ہوں، اس کا خلاصہ یہ ہے کہ میرے جسم کے تمام اعضاء تیری طرف مشغول ہو چکے ہیں۔

نوجوان نے عورت کی قلبی کیفیات کو الفاظ کی شکل میں جان کر کہا، یہیں ٹھہرنا میں ابھی آتا ہوں۔پھر تیزی سے اپنے گھر کی طرف چل دیا۔گھر پہنچ کر ایک خط لکھا اور واپس آ کر وہ خط اس کی طرف پھینکا اور واپس لوٹ آیا۔عورت نے بے تابی سے خط کھولا، تو اس میں لکھا تھا،

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اے عورت !خوب اچھی طرح جان لے، جب اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی جاتی ہے، تو وہ ڈھیل دیتا ہے، پھر جب دوبارہ گناہ کیا جائے، تو اس کی پردہ پوشی فرماتا ہے، لیکن جب کوئی گناہ کو اپنا اوڑھنا بچھونا ہی بنا لے، تو اس پر بہت سخت ناراض ہوتا ہے۔اور یہ بات کسی پر مخفی نہیں کہ اس کی ناراضگی، تمام آسمان و زمین و پہاڑ و درخت و جانور بھی برداشت نہیں کر سکتے، تو پھر انسان میں کیا طاقت ہے کہ اس کو برداشت کر سکے؟....پس اگر جو کچھ تو نے بیان کیا ہے، جھوٹ ہے، تو میں تجھے وہ دن یاد دلاتا ہوں کہ جس میں آسمان پگھل جائے گا، پہاڑ روئی کی طرح دھن جائیں گے اور سب مخلوق اللہ جبار عظیم کے غلبے

کے سامنے گھٹنے ٹیک دے گی۔ واللہ! میں اپنے نفس کی اصلاح میں کمزور واقع ہوا ہوں، تو دوسروں کی اصلاح کس طرح کر سکتا ہوں؟.....

اور اگر تیرے بیان کردہ جذبات واقعی سچے ہیں، تو میں تمہیں ایسے طبیب کا پتہ بتاتا ہوں، جو رنج والم کی بیماری میں مبتلاء کر دینے والے زخموں اور انسان کو ختم کر دینے والے دردِ دل کا بہترین علاج جاننے والا ہے، اور وہ اللہ تعالیٰ کی ذاتِ گرامی ہے۔ تو سچی طلب کے ساتھ اس کی بارگاہ میں حاضری ہو جا۔ میں تجھ سے اللہ عزوجل کے اس فرمانِ عالیشان کی وجہ سے بے تعلق ہونے پر مجبور ہوں۔

وَاَنۡذِرۡهُمۡ يَوۡمَ الۡاٰزِفَةِ اِذِ الۡقُلُوۡبُ لَدَى الۡحَنَاجِرِ كٰظِمِيۡنَ ط مَا لِلظّٰلِمِيۡنَ مِنۡ حَمِيۡمٍ وَّلَا شَفِيۡعٍ يُّطَاعُ 0 يَعۡلَمُ خَآئِنَةَ الۡاَعۡيُنِ وَمَا تُخۡفِى الصُّدُوۡرُ۔

اور انھیں ڈراؤ اس نزدیک آنے والی آفت کے دن سے، جب غم سے بھرے ہونے کی حالت میں دل گلوں کے پاس آ جائیں گے اور ظالموں کا نہ کوئی دوست ہے اور نہ کوئی ایسا سفارشی کہ جس کا کہا مانا جائے۔ اللہ، خیانت کرنے والی آنکھوں اور جو کچھ سینوں میں پوشیدہ ہے، اسے جانتا ہے۔

اور جب یہ معاملہ ہے، تو خود سوچ لے کہ راہِ فرار کیوں کر ممکن ہے؟.....

پھر چند دنوں کے بعد وہ عورت دوبارہ آئی اور اس کے راستے میں کھڑی ہو گئی۔

جب نوجوان نے اسے دیکھا، تو دور سے ہی جانے لگا۔ اسے جاتا دیکھ کر عورت نے زور سے پکارا، اے جوان! واپس نہ جا، اب اس کے بعد ہماری ملاقات کبھی بھی نہ ہو گی، سوائے اس کے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے سامنے ملاقات کریں۔ پھر وہ بہت روئی۔ جب کچھ افاقہ

ہوا،تو کہنے لگی، میں اس ربِ غفار سے سوال کرتی ہوں کہ جس کے دستِ قدرت میں تیرے دل کے اختیارات ہیں کہ مجھ پر جو معاملہ مشکل ہوگیا، وہ اسے آسان فرمادے۔ پھر وہ عورت اس کے کچھ قریب آئی اور بولی، مجھ پر احسان کرتے ہوئے کوئی ایسی نصیحت کرو کہ جس پر عمل کی سعادت حاصل کرسکوں۔نوجوان نے سر جھکائے ہوئے کہا، خود کو اپنے نفس سے محفوظ رکھ، اور اللہ تعالیٰ کے اس فرمانِ عالیشان کو یاد رکھ،

وَهُوَ الَّذِىْ يَتَوَفّٰكُمْ بِالَّيْلِ وَيَعْلَمُ مَا جَرَحْتُمْ بِالنَّهَارِ۔اور وہی ہے، جو رات کو تمہیں وفات دیتا ہے اور اسے جانتا ہے، جو تم دن میں کرتے ہو۔

اس آیتِ کریمہ کو سن کر عورت نے اپنا سر جھکالیا اور اب کی مرتبہ پہلے سے بھی زیادہ روئی۔نوجوان اسے روتا چھوڑ کر چلا گیا۔ جب اسے کچھ ہوش آیا، تو اپنے گھر کو روانہ ہوگئی اور پھر سخت عبادت کو اپنا مشغلہ بنالیا۔اس کے بعد جب بھی نوجوان کے سلسلے میں نفس تنگ کرتا، تو اس کا خط آنکھوں سے لگالیتی ۔ایک مرتبہ کسی قریبی دوست نے پوچھا، تجھے اس سے کیا فائدہ حاصل ہوتا ہے؟....جواب دیا، میرے لئے اس کے علاوہ کوئی اور علاج بھی ہے؟....پھر وہ شدید رنج میں مبتلاء مصروفِ عبادت رہی ،حتی کہ کچھ عرصے بعد اسی صدمے کے سبب فوت ہوگئی۔ (ایضا)

مروی ہے کہ

بصرہ میں ایک بزرگ ''مسکی (یعنی مشکبار)'' کے نام سے مشہور تھے۔ان بزرگ کی خاصیت تھی کہ وہ ہر وقت معطر رہا کرتے تھے، حالانکہ بظاہر خوشبو لگی ہوئی محسوس نہ ہوتی تھی۔ایک مرتبہ کسی نے باصرار اس کی وجہ دریافت کی، تو بتایا،

واقعی میں کوئی بھی خوشبو استعمال نہیں کرتا، دراصل میرا قصہ بڑا عجیب ہے۔ میں

بغدادِ معلّی کا رہنے والا ہوں ۔ میں جوانی میں بے حد حسین وجمیل ہوا کرتا تھا اور ایک کپڑے والے کی دکان پر ملازم تھا۔ ایک دن دکان پر ایک بڑھیا آئی اور کچھ قیمتی کپڑے نکلوائے، پھر دکان والے سے بولی، میں ان کپڑوں کو اپنے ساتھ لے جانا چاہتی ہوں، اس نوجوان کو میرے ساتھ بھیج دو، جو پسند آئیں گے، رکھ لیں گے، باقی اس کے ہاتھ واپس بھیج دوں گی۔ مالک نے اس کے ساتھ جانے کا کہا۔ میں حسبِ حکم ساتھ چل دیا۔ وہ عورت مجھے ایک عالیشان گھر میں لے گئی اور ایک کمرے میں بٹھا دیا۔ کچھ دیر بعد ایک نوجوان عورت کمرے میں داخل ہوئی اور دروازہ اندر سے بند کر کے میرے پاس بیٹھ گئی۔ میں گھبرا کر کھڑا ہو گیا، مگر وہ برائی کے ارادے سے میرے پیچھے پڑ گئی۔ میں نے اسے ہر طرح سمجھانے کی کوشش کی، لیکن وہ اپنے فاسد ارادے سے باز نہ آئی۔

اچانک میرے ذہن میں اس سے بچنے کی ایک ترکیب آئی، لھذا میں نے کہا، مجھے بیت الخلاء کی حاجت ہے۔ اس نے اجازت دے دی۔ میں نے اندر جا کر دل مضبوط کر کے وہاں کی نجاست اپنے پورے بدن پر مل لی، اب جیسے ہی میں باہر آیا، وہ گھبرا گئی اور پاگل پاگل کا شور مچا دیا۔ میں نے وہاں سے بھاگ کر ایک باغ میں پناہ لی اور غسل وغیرہ کر کے گھر کو روانہ ہو گیا۔ رات جب سویا، تو خواب میں دیکھا کہ ایک آنے والا آیا اور اس نے میرے چہرے اور لباس پر اپنا ہاتھ پھیرا اور کہا، مجھے جانتے ہو میں کون ہوں؟..... میں نے کہا نہیں۔ فرمایا، میں جبرائیل ہوں۔ پس جب میری آنکھ کھلی، تو میرے سارے بدن اور لباس میں سے یہی خوشبو آ رہی تھی، جو آج تک قائم ہے۔ (روض الریاحین)

بیان کیا جاتا ہے کہ

حضرت یوسف بن الحسین رضی اللہ عنہ بے حد حسین اور خوفِ خدا رکھنے والے شخص تھے۔ ایک مرتبہ چند دوستوں کے ہمراہ عرب کے کسی قبیلے میں پہنچے۔ وہاں امیرِ عرب کی لڑکی

آپ پر عاشق ہوگئی اور قرب کے مواقع تلاش کرنے لگی۔آخرایک روز موقع پا کر تنہائی میں آپ تک جا پہنچی۔آپ نے جیسے ہی اس کے ارادے پر مطلع ہوئے،خوفِ خدا(عزوجل) کے باعث کانپنے لگے اور وہاں سے بھاگ کھڑے ہوئے۔ساری رات آپ کو نیند نہ آسکی ،دوسرے دن بھی یہی حال رہا،تیسرے دن سوئے،تو حضرت یوسف علیہ السلام کو خواب میں دیکھا۔آپ ارشاد فرما رہے تھے کہ تمہاری پرہیزگاری کے باعث اللہ تعالیٰ نے مجھے فرشتوں کے ساتھ بھیجا ہے،تاکہ تمہیں جنت کی بشارت دوں۔ (ایضاً)

منقول ہے کہ

حضرت جنید بغدادی رضی اللہ عنہ کے کچھ مخالفین نے آپ کے خلاف خلیفہ کو الٹی سیدھی شکایتیں لکھ بھیجیں۔خلیفہ نے کہا کہ جب تک حجت قائم نہ ہو،سزا کیسے دی جاسکتی ہے؟....لوگوں نے عرض کی،ان کی باتوں سے فتنہ پھیلنے کا احتمال ہے۔خلیفہ نے کسی قسم کی کاروائی سے انکار کیا،لیکن جب اصرار حد سے زیادہ بڑھا،تو ثبوت کے حصول کی غرض سے اپنی حسین وجمیل کنیز کو آراستہ وپیراستہ کروایا اور تاکید کی کہ تم جنید رضی اللہ عنہ کے پاس جاکر نقاب اٹھا دینا اور کہنا،میں بہت مال دار ہوں،لیکن میرا دل دنیا سے بیزار ہو چکا ہے،اب میں آپ کی صحبت میں رہنے کے لئے حاضر ہوئی ہوں،اپنے آپ کو پیش کرتی ہوں،مجھے قبول فرمالیجئے۔ساتھ ہی ایک خادم بھی بھیج دیا،جو اس سارے منظر کو اپنی آنکھوں سے دیکھے۔

کنیز نے حسبِ ہدایت حضرت کے سامنے جاکر نقاب اٹھا دیا،آپ نے فوراً نگاہیں جھکالیں،اس نے رٹائے گئے جملے بیان کر دئے اور منت وسماجت کی کہ اسے قبول کرلیا جائے۔آپ جلال میں تشریف لے آئے اور آسمان کی طرف منہ کر کے زوردار آہ بھری اور کنیز کی جانب رخ کر کے ایک پھونک ماری،کنیز فوراً تڑپ کر ہلاک ہوگئی۔جب خلیفہ کو اس کا علم ہوا،تو اسے بڑی ندامت ہوئی اور اس کی زبان سے نکلا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کے مقربین

کی بارگاہ میں ایسی جسارت کرے، اس کی یہی سزا ہونی چاہیئے۔ پھر خود چل کر حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی، یا شیخ! ایک حسین و جمیل کنیز کو اتنی سخت سزا دینے پر آپ کا دل کیوں کر آمادہ ہوا؟.... آپ نے فرمایا، اے خلیفہ! تجھے میرا خیال نہ آیا کہ چالیس سال کی کمائی کو لمحہ بھر میں برباد کرنے کے لئے کنیز کو میرے پاس بھیج دیا؟ (تذکرۃ الاولیاء)

روایت کیا گیا ہے کہ

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہک ے زمانہ مُبارک میں ایک نوجوان بہت متقی و پرہیزگار و عبادت گزار تھا۔ یہاں تک کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی اس کی عبادت پر تعجب کیا کرتے تھے۔ وہ نوجوان نمازِ عشاء مسجد میں ادا کرنے کے بعد اپنے بوڑھے باپ کی خدمت کرنے کے لئے جایا کرتا تھا۔ راستے میں ایک خوبرو عورت اسے اپنی طرف بلاتی اور چھیڑتی تھی، لیکن یہ نوجوان اس پر توجہ کیئے بغیر گزر جایا کرتا تھا۔ آخر کار ایک دن اس نوجوان پر شیطان نے غلبہ حاصل کرلیا اور یہ عورت کی دعوت پر برائی کے ارادے سے اس کی جانب بڑھا، لیکن جب دروازے پر پہنچا، تو اسے اللہ تعالیٰ کی یہ آیت یاد آ گئی،

اِنَّ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا اِذَا مَسَّهُمْ طٰٓئِفٌ مِّنَ الشَّیْطٰنِ تَذَكَّرُوْا فَاِذَا هُمْ مُّبْصِرُوْنَ ۔ یعنی بے شک وہ جو اللہ سے ڈرتے ہیں، جب ان پر کوئی شیطانی خیال غالب ہوتا ہے، تو (اللہ عزوجل کو) یاد کر لیتے ہیں، اس وقت وہ (حقیقتِ حال کو) دیکھنے لگتے ہیں۔

یہ آیت یاد آتے ہی اس کے دل پر اللہ تعالیٰ کا خوف اس قدر غالب ہوا کہ بے ہوش ہو کر زمین پر گر گیا۔ عورت گھبرا کر اندر چلی گئی۔ جب نوجوان بہت دیر تک گھر نہ پہنچا، تو بوڑھا باپ تلاش کرتا ہوا وہاں آ پہنچا اور لوگوں کی مدد سے اٹھوا کر گھر لے آیا۔ ہوش آنے

پر باپ نے معاملہ دریافت کیا، تو نوجوان نے پورا واقعہ بیان کر دیا، لیکن جب مذکورہ آیت کا ذکر کیا، تو ایک مرتبہ پھر اس پر اللہ تعالیٰ کا شدید خوف غالب ہوا، اس نے ایک زوردار چیخ ماری اور اس کے ساتھ ہی اس کا دم نکل گیا۔ راتوں رات ہی اس کے غسل وکفن ودفن کا انتظام کر دیا گیا۔

صبح جب یہ واقعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیش کیا گیا، تو آپ اس کے باپ کے پاس تعزیت کے لئے تشریف لے گئے۔ بعدِ تعزیت فرمایا، ہمیں رات کو ہی اطلاع کیوں نہیں دی، ہم بھی جنازے میں شریک ہو جاتے؟.... اس نے عرض کی، امیر المومنین! آپ کے آرام کا لحاظ کرتے ہوئے مناسب معلوم نہ ہوا۔ آپ نے فرمایا، مجھے اس کی قبر پر لے چلو۔ وہاں پہنچ کر آپ نے یہ آیتِ مبارکہ پڑھی،

وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ۔ اور جو اپنے رب کے حضور کھڑے ہونے سے ڈرے، اس کے لئے دو جنتیں ہیں۔ تو قبر میں سے اس نوجوان نے بلند آواز کے ساتھ پکار کر کہا، یا امیر المومنین! بے شک میرے رب نے مجھے دو جنتیں عطا فرمائی ہیں۔
(شرح الصدور)

ابن جوزی نے ''عیون الحکایات'' میں روایت کیا کہ

تین شامی مسلمان بھائی، رومیوں سے جہاد کرتے ہوئے گرفتار ہو گئے۔ بادشاہ کے رفقاء نے ان کی بہادری کے قصے بیان کئے، تو بادشاہ کے دل میں انہیں اپنے ساتھ ملانے کا خیال شدت پکڑ گیا۔ چنانچہ اس نے انھیں پیشکش کرتے ہوئے کہا کہ اگر تم عیسائی ہو جاؤ، تو میں نہ صرف اپنی حکومت میں سے تمہیں حصہ دوں گا، بلکہ اپنی لڑکیوں کا نکاح بھی تمہارے ساتھ کرنے کے لئے تیار ہوں۔ لیکن ان تینوں نے صاف انکار کر دیا۔ بادشاہ نے تیل کی تین دیگیں، تین روز تک آگ پر چڑھائے رکھیں اور ان کو ڈرانے کے لئے روزانہ وہ

دیگیں دکھاتا رہا، لیکن وہ اپنی بات پر ڈٹے رہے۔ بالآخر سب سے بڑے کو کھولتے ہوئے تیل میں ڈال دیا گیا، دیکھتے دیکھتے اس کا تمام بدن جل کر ختم ہو گیا۔ لیکن بقیہ دونوں بھائی اب بھی اپنے موقف پر قائم تھے۔ پھر دوسرے کے ساتھ بھی اسی طرح کیا گیا۔

جب تیسرے کی باری آئی، تو ایک رومی سردار نے بادشاہ کے کان میں کہا، اے بادشاہ! یہ عرب والے عورتوں کو بے حد پسند کرتے ہیں، میں اسے اپنی حسین وجمیل بیٹی کے سپرد کر دیتا ہوں، وہ اسے اس کے دین سے متنفر کر کے خود ہی اپنی جانب مائل کر لے گی۔

بادشاہ نے اس ترکیب کو پسند کر کے رضامندی کا اظہار کر دیا۔

سردار نے اپنی بیٹی کو تمام معاملہ سمجھا کر مجاہد کو اس کے سپرد کر دیا۔ کئی دن گزرنے کے بعد بیٹی سے پوچھا، کیا ارادے میں کچھ کامیابی ہوئی؟.... لڑکی نے کہا کہ ابھی تو نہیں ہوئی۔ میرا خیال ہے کہ اس کے مائل نہ ہونے کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ چونکہ اس کے دونوں بھائی اسی شہر میں قتل کئے گئے ہیں، لھذا اس کا دل یہاں نہیں لگتا، آپ ہمیں کسی دوسرے شہر میں منتقل کر دیں اور مجھے کچھ مہلت مزید دی جائے۔

حسبِ خواہش انھیں دوسرے شہر میں منتقل کر دیا گیا، لیکن وہاں بھی وہ جوان حسبِ معمول دن بھر روزے سے رہتا اور رات نماز پڑھتے ہوئے گزار دیتا، لیکن اس کی توجہ قطعاً لڑکی کی جانب نہ ہوتی۔ اس پارسائی کو دیکھ کر وہ لڑکی اتنی متاثر ہوئی کہ اس نے اسلام قبول کر لیا۔ پھر وہ دونوں گھوڑوں پر بیٹھ کر وہاں سے بھاگ کھڑے ہوئے، دن میں چھپتے اور رات میں تیزی سے سفر طے کرتے۔

ایک دن اچانک ان دونوں نے گھوڑوں کی ٹاپوں کی آواز سنی، گمان کیا کہ شائد بادشاہ کے سپاہی گرفتاری کی غرض سے قریب پہنچ گئے ہیں، لیکن اب جو غور سے دیکھا، تو اسی مجاہد کے دونوں شہید بھائی، ملائکہ کی جماعت کے ساتھ سامنے کھڑے تھے۔ اس نے سلام

کر کے ان سے حال دریافت کیا۔ تو انھوں نے کہا، بس تھوڑی دیر کے لئے تکلیف ہوئی اور پھر ہمیں جنت الفردوس عطا کر دی گئی۔ (ایضاً)

منقول ہے کہ

حضرت سلیمان بن بشار رضی اللہ عنہ بہت صاحبِ جمال تھے۔ آپ اپنی زندگی کا ایک عجیب واقعہ بیان فرماتے ہیں کہ میں حج کے لئے روانہ ہوا۔ جب مدینے سے نکل کر ابواء پڑاؤ کیا، تو میرا ساتھی اناج لانے کے لئے چلا گیا، اتنے میں ایک عورت آئی، جو حسن میں عرب کی ماہ جبین تھی، اس نے مجھ سے کہا، اٹھو۔ میں سمجھا کہ شائد مجھ سے کھانا مانگ رہی ہے۔ دستر خوان لانے لگا، تو کہنے لگی، یہ نہیں، بلکہ میں تو وہ چاہتی ہوں، جو عورتیں، مردوں سے چاہتی ہیں۔ یہ سن کر میں سر جھکا کر رونے لگا اور اس قدر رویا کہ وہ مایوس ہو کر چلی گئی۔ جب میرا دوست واپس آیا اور میرے چہرے پر رونے کے آثار دیکھے، تو وجہ دریافت کی۔ میں نے ٹالنے کی کافی کوشش کی، لیکن جب وہ باز نہ آیا، تو میں نے سارا واقعہ بیان کر دیا۔ یہ قصہ سن کر وہ بھی رونے لگا۔ میں نے پوچھا، تم کیوں رو رہے ہو؟.... اس نے کہا، اس لئے کہ اگر تمہاری جگہ میں ہوتا، تو یقیناً مجھ سے انکار نہ ہو سکتا۔

جب ہم مکہ مکرمہ پہنچے اور طواف و سعی سے فارغ ہو گئے، تو میں اپنے حجرے میں جا کر سو گیا، خواب میں ایک نہایت ہی حسین و جمیل شخص کو دیکھا۔ میں نے پوچھا، آپ کون ہیں؟.... انھوں نے جواب دیا، میں یوسف، اللہ عزوجل کا نبی ہوں۔ میں نے عرض کی کہ اچھا آپ ہی یوسف صدیق علیہ السلام ہیں؟.... فرمایا، ہاں۔ میں نے عرض کی کہ عزیز مصر کی بیوی کے ساتھ آپ کا معاملہ بہت عجیب و غریب ہے۔ فرمایا، لیکن اعرابی عورت کے ساتھ تمھارا معاملہ اس سے بھی زیادہ عجیب ہے۔ (کیمیائے سعادت)

امام بخاری (رحمۃ اللہ علیہ) روایت فرماتے ہیں کہ سید الانبیاء ﷺ نے ارشاد فرمایا،

گزشتہ زمانے میں تین آدمی کہیں جارہے تھے کہ رات گزارنے کے لئے انہیں ایک غار کا سہارا لینا پڑا۔ وہ غار میں داخل ہوئے، تو پہاڑ سے ایک چٹان لڑھک کر اس کے منہ پر آ گئی، جس سے باہر نکلنے کا راستہ ہوگیا۔ انہوں نے باہم فیصلہ کیا اس چٹان سے نجات کا ایک ہی طریقہ ہے کہ ہم اپنے اپنے نیک اعمال کا وسیلہ پیش کر کے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگیں۔ چنانچہ ان میں سے ایک نے عرض کی کہ

یا اللہ عزوجل! میرے ماں باپ بوڑھے ہو گئے تھے اور میری عادت تھی کہ میں ان سے پہلے اپنے بچوں اور خدام کو دودھ نہیں دیا کرتا تھا۔ ایک دن میں لکڑیوں کی تلاش میں دور نکل گیا، واپس لوٹا، تو والدین سو چکے تھے، میں ان کے لئے دودھ لایا، تو انہیں جگانا مناسب نہ سمجھا اور ان سے پہلے اہل وعیال کو دودھ پلانا بھی پسند نہ کیا، بچے بھوک کی وجہ سے میرے پاؤں میں بلکتے رہے، لیکن میں تمام رات دودھ کا پیالہ ہاتھ میں لئے کھڑا رہا، یہاں تک کہ صبح ہوگئی، پھر میرے والدین نے دودھ پیا۔ اے اللہ عزوجل! اگر میں نے یہ عمل محض تیری رضاجوئی کے لئے کیا ہے، تو ہم سے یہ چٹان کی مصیبت دور فرمادے۔ چٹان تھوڑی سی سرک گئی، لیکن ابھی نکل نہ سکتے تھے۔

پھر دوسرے نے عرض کی کہ

یا اللہ عزوجل! میری ایک چچازاد بہن تھی۔ وہ مجھے سب سے زیادہ محبوب تھی۔ ایک مرتبہ میں نے اس سے بری خواہش کا اظہار کیا، مگر اس نے انکار کر دیا، یہاں تک کہ وہ قحط سالی میں مبتلا ہوئی اور میرے پاس آئی، میں نے اسے ۱۰۰ دینار اس شرط پر دیئے کہ وہ میرے ساتھ تنہائی میں جائے، وہ رضامند ہوگئی۔ جب ہم تنہائی میں پہنچے، تو اس نے کہا، اللہ تعالیٰ سے ڈر اور ناحق یہ گناہ مت کر۔ یہ سن کر میں اس گناہ سے باز آ گیا اور وہ دینار بھی

اسی کو دے دیئے ۔اے اللہ عزوجل !اگر میرا یہ عمل تیری رضا کے لئے تھا،تو ہماری یہ مصیبت دور کر دے۔ چٹان کچھ اور سرک گئی' مگر وہ ابھی بھی باہر نہ نکل سکتے تھے۔

اب تیسرے نے دعا کی کہ

یا اللہ عزوجل !میں نے کچھ آدمیوں کو مزدوری پر لگایا۔ پھر ایک کے سوا سب اپنی مزدوری لے گئے ،میں نے اس کی مزدوری کو تجارت میں لگا دیا ، یہاں تک کہ اس کا مال زیادہ ہو گیا۔ کافی عرصہ بعد وہ میرے پاس آیا،تو اپنی مزدوری کا مطالبہ کیا۔ میں نے کہا، یہ جتنے اونٹ ، گائے ، بکری ، غلام دیکھ رہے ہو، یہ سب تمہارے ہیں ۔اس نے کہا، آپ میرے ساتھ مذاق نہ کریں ۔ میں نے کہا، میں مذاق نہیں کر رہا، یہ سب تیرا ہی ہے۔ چنانچہ وہ تمام مال لے کر چلا گیا۔ اے اللہ تعالیٰ !اگر میرا یہ عمل محض تیری رضا جوئی کے لئے تھا،تو ہمیں اس پریشانی سے نجات دلا دے۔ چنانچہ چٹان ہٹ گئی اور وہ نکل کر اپنی منزل کی جانب چل پڑے۔ (صحیح بخاری)

شیخ ابو بکر بن عبداللہ حزنی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ

ایک قصاب (butcher) اپنے پڑوسی کی لونڈی پر عاشق ہو گیا اور اس کے قرب کے مواقع تلاش کرنے لگا۔ ایک دن وہ لونڈی کسی کام سے دوسرے گاؤں کی طرف چلی،تو قصاب نے موقع غنیمت جان کر پیچھا کرنا شروع کر دیا۔ جب کچھ سنسان علاقہ آیا،تو آگے بڑھ کر اسے پکڑ لیا۔ کنیز نے کہا، اے نوجوان !میرا دل بھی تیری طرف مائل ہے، لیکن میں اپنے رب عزوجل سے ڈرتی ہوں ۔اس کے اس جملے کا قصاب کے دل پر گہرا اثر ہوا، چنانچہ بولا ، جب تو اللہ تعالیٰ سے ڈرتی ہے،تو کیا میں اس ذات پاک سے نہ ڈروں ؟.... یہ کہہ کر اس نے توبہ کر لی اور وہاں سے پلٹ پڑا۔ راستے میں پیاس کے مارے دم لبوں پر آ گیا۔

اتفاقاً اس کی ملاقات ایک نبی کے قاصد سے ہوگئی۔اس شخص نے پوچھا،اے جوان کیا حال ہے؟....قصاب نے کہا، پیاس سے نڈھال ہوں۔قاصد نے کہا،آؤ ہم دونوں مل کر خدا سے دعا کریں،تاکہ اللہ تعالیٰ ابر کے فرشتے کو بھیج دے اور وہ شہر پہنچنے تک ہم پر اپنا سایہ کیۓ رکھے۔نوجوان بولا،میں نے تو خدا کی کوئی قابلِ ذکر عبادت نہیں کی ہے،میں کس طرح دعا کروں؟....آپ دعا کریں،میں آمین کہوں گا۔چنانچہ اس شخص نے دعا کی اور نوجوان نے آمین کہی۔جیسے ہی دعا ختم ہوئی،بادل کا ایک ٹکڑا ان کے سروں پر سایہ فگن ہو گیا۔

جب یہ دونوں راستہ طے کرتے ہوئے ایک دوسرے سے جدا ہوئے،تو وہ بادل قصاب کے سر پرآ گیا اور قاصد دھوپ میں ہوگیا۔اس نے حیرت سے پوچھا،اے جوان! تونے تو کہا تھا کہ تو نے اللہ عزوجل کی کچھ بھی عبادت نہیں کی،پھر یہ بادل تیرے سر پر کس طرح سایہ فگن ہوگیا؟....تو مجھے اپنا حال سنا۔نوجوان نے کہا،اور تو مجھے کچھ معلوم نہیں،لیکن ایک کنیز سے خوفِ خدا کی بات سن کر میں نے گناہ سے توبہ ضرور کی تھی۔قاصد بولا،تو نے سچ کہا،اللہ تعالیٰ کے حضور میں جو مرتبہ و درجہ تائب کا ہے،وہ کسی دوسرے کا نہیں ہے۔

(کیمیائے سعادت)

منقول ہے کہ

ایک رئیس اپنے باغ میں پہنچا،تو وہاں مالی کو اس کی حسین و جمیل بیوی کے ساتھ بیٹھے دیکھا۔عورت کی خوبصورتی کی بناء پر اسے اپنا دل سنبھالنا مشکل ہوگیا اور برائی کا ارادہ قلب میں جڑ پکڑنے لگا۔اس برے مقصد کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لئے اس نے مالی کو کسی کام کے لئے روانہ کردیا۔جب دونوں تنہا رہ گئے،تو عورت سے کہا کہ باغ کے سب دروازے بند کردے۔عورت فوراً اس کی نیت بھانپ گئی،لیکن پھر بھی اس کی حکم کی تعمیل

کر کے واپس آ گئی۔رئیس نے پوچھا،سب دروازے بند کر دئے؟....اس نے جواب دیا، ہاں ،لیکن ایک دروازہ رہ گیا ہے۔رئیس نے پوچھا،وہ کون سا؟....اس نے کہا،وہ، جو میرے اور میرے رب عزوجل کے درمیان ہے۔یہ بات سنتے ہی رئیس پر زبردست خوف خدا طاری ہوا اور وہ روتا ہوا وہاں سے رخصت ہو گیا۔ (کشف المحجوب)

مروی ہے کہ

ایک آدمی کسی عورت پر فریفتہ ہو گیا اور اس کے ساتھ برائی کا موقع ڈھونڈنے لگا۔ایک روز عورت اپنے قبیلے والوں کے ساتھ کسی سفر پر روانہ ہوئی۔یہ آدمی بھی ان کے ساتھ چل پڑا۔جب رات کو جنگل میں پڑاؤ ڈالا گیا اور سب لوگ سو گئے،تو یہ کسی نہ کسی طرح عورت کے پاس پہنچا اور تمام حال دل بیان کر کے برائی کی دعوت دی۔عورت نے پوچھا، کیا سب لوگ سو گئے ہیں؟....یہ خوش ہوا کہ شائد اس نے میری بات مان لی ہے،چنانچہ فوراً اٹھا اور قافلے کے گرد گھوم کر دیکھا،سب لوگ سو رہے تھے۔واپس آ کر بے تابی سے بتایا کہ سب لوگ سو رہے ہیں۔عورت نے کہا،تو اللہ عزوجل کے بارے میں کیا کہتا ہے،کیا وہ بھی اس وقت سو رہا ہے؟....مرد کا ندامت سے سر جھک گیا،بولا نہیں،اللہ تعالیٰ نہ سوتا ہے،نہ اسے نیند آتی ہے،نہ اونگھ۔عورت نے کہا،جب وہ کبھی بھی نہیں سوتا،تو یقیناً ہمیں دیکھ رہا ہے، چاہے ہم اسے دیکھیں یا نہ دیکھیں ،اور جب یہ معاملہ ہے،تو ہمیں تو اس سے بہت زیادہ ڈرنا چاہیئے۔عورت کی ان باتوں نے بے حد اثر کیا اور اس نے اللہ عزوجل کے خوف کے باعث عورت کو چھوڑ دیا اور گناہ کے ارادے سے توبہ کر لی۔ (مکاشفۃ القلوب)

بیان کیا جاتا ہے کہ

بنی اسرائیل میں ایک عیال دار عابد(familyman worshipper)رہا کرتا

تھا۔ ایک مرتبہ شدید تنگ دستی نے اسے گھیرے میں لے لیا۔کسب پر قادر نہ ہونے کے باعث، بیقرار ہوکراپنی بیوی کو بچوں کے لئے کچھ لانے کو باہر بھیجا۔وہ ایک تاجر کے دروازے پر آئی اور بچوں کے لئے کچھ مانگا۔اس تاجر عورت کی خابصورتی پر نظر جماتے ہوئے کہا،ٹھیک ہے،میں تجھے کچھ دوں گا،لیکن شرط یہ ہے کہ تو خودکومیرے حوالے کردے۔عورت یہ بات سن کرخاموشی سے اپنے گھر واپس آ گئی۔لیکن جب بچوں کوبھوک سے بلکتے ہوئے دیکھا،تو برداشت نہ کرسکی اوردوبارہ اس کے پاس پہنچی اورمدد کی درخواست کی۔تاجر نے پوچھا،میری بات مانتی ہے؟....اس نے افسردگی کے ساتھ کہا،ہاں۔جب دونوں تنہائی میں پہنچے،تو عورت کا بدن تھر تھر کانپنے لگا اور قریب تھا کہ اس کا جوڑ جوڑ اکھڑ جائے۔تاجر نے تعجب سے پوچھا،یہ تجھے کیا ہوا؟....عورت نے کہا،دراصل میں اپنے اللہ عزوجل سے ڈرتی ہوں۔تاجر بولا،اس فقروفاقہ کے باوجودتو اللہ تعالیٰ کا خوف رکھتی ہے، تو مجھےتواورزیادہ ڈرنا چاہیئے۔یہ کہہ کردہ برائی سے رک گیااورعورت کی ضرورت پوری کر دی۔عورت بہت سا سامان لےکرگھر آئی،تو بچے اسے دیکھ کر بہت زیادہ خوش ہوئے۔

اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کی جانب وحی بھیجی کہ فلاں تاجرکو بتادو کہ میں نے اس کے تمام گناہ معاف فرمادئے ہیں۔موسیٰ علیہ السلام اس کے پاس تشریف لائے اور فرمایا، شائدتونےکوئی نیکی کی ہے،جوتیرے اورتیرے خداکے درمیان معاملہ ہے؟....اس شخص نے اپناساراواقعہ بیان کردیا۔آپ نے اسے خوشخبری سنائی کہ اس گناہ سے بچنے کے باعث اللہ عزوجل نے تیرے تمام گناہ معاف فرمادئے ہیں۔ ۱ (ایضا)

منقول ہے کہ

بنی اسرائیل میں دوعابد تھے۔ایک دن ان دونوں کی نگاہ سوسن نامی ایک عبادت گزارلونڈی پر پڑگئی،اس کی خوبصورتی کے باعث،دونوں اس کے عشق میں مبتلاء ہوگئے۔

شروع شروع میں تو فقط درخت کے پیچھے سے چھپ چھپ کر دیکھنا ہی کافی سمجھا، لیکن جب خواہش نفسانی نے زور مارا، تو گناہ کے لئے ایک منصوبہ تیار کیا۔ اگلے دن اس تیار کردہ منصوبے کی تکمیل کے لئے لڑکی کے پاس پہنچے اور اس سے کہا، اے لڑکی! تجھے تو پتا ہی ہے کہ بنی اسرائیل کی قوم ہمارا کتنا یقین رکھتی ہے، چنانچہ اگر تو نے ہمارا مقصد پورا نہ کیا، تو ہم صبح ہونے پر لوگوں کو کہ دیں گے کہ ہم نے سوسن کو ایک آدمی کے ساتھ گناہ کرتے ہوئے پکڑا ہے، وہ آدمی تو نکل بھاگا، لیکن یہ ہاتھ آ گئی ہے۔ سوسن نے کہا، تم جو چاہے کرلو، میں تمھیں تمھارا ناپاک ارادہ ہرگز پورا نہ کرنے دوں گی۔ اس کا انکار سن کر انھوں نے حسب دھمکی اس پر جھوٹا الزام لگا کر لوگوں کے حوالے کر دیا۔

اس وقت بنی اسرائیل میں یہ طریقہ رائج تھا کہ وہ گناہ گار کو ایک چبوترے پر تین دن کھڑا رکھتے تھے، پھر آسمان سے کوئی سزا نازل ہوتی، جو اسے ہلاک کر ڈالتی تھی، چنانچہ انھوں نے سوسن کو بھی اس پر لا کھڑا کیا۔ دو دن تک کچھ ظہور پزیر نہ ہوا۔ جب تیسرا دن آیا، تو بحکم الٰہی حضرت دانیال علیہ السلام تشریف لائے اور دونوں مردوں کو سامنے لانے کا حکم فرمایا۔ پھر آپ نے دونوں سے الگ الگ دریافت کیا کہ اس نے سوسن کو کس درخت کے پیچھے برائی کرتے ہوئے دیکھا ہے؟....دونوں نے مختلف درختوں کے نام لئے۔ ان کی غلط بیانی ثابت ہوتے ہی آسمانی آگ نے انہیں جلا کر بھسم کر دیا اور سوسن کو باعزت رہا کر دیا گیا۔ (ذم الھویٰ)

مروی ہے کہ

ایک شخص کہیں سے گزر رہا تھا کہ اچانک اس کی نگاہ ایک بے حد حسین وجمیل عابدہ وزاہدہ عورت پر پڑ گئی۔ اس پر نگاہ پڑتے ہی اس کے دل میں برائی کا ارادہ پیدا ہو گیا، چنانچہ اس کے پاس گیا اور اپنے ارادے کا اظہار کر دیا۔ عورت نے کہا، خدا کا خوف کر، جو

کچھ تو نے سوچا ہے، ایسا کبھی بھی نہیں ہوسکتا۔اس کے ڈرانے دھمکانے کے باوجود مرد پر شیطان سوار رہا، حتی کہ زبردستی عورت پر قابو پالیا۔جب عورت بالکل بے بس ہوگئی، تو اس نے دائیں بائیں دیکھا، تو ایک طرف آگ کے انگارے پڑے ہوئے نظر آئے۔اس نے ان پر اپنا ہاتھ رکھ دیا، حتی کہ جل کر کوئلہ ہوگیا۔جب مرد گناہ سے فارغ ہوا، تو جلے ہوئے ہاتھ کو دیکھ کر حیرت وتعجب سے پوچھا، تو نے اپنا ہاتھ کس لئے جلا ڈالا؟....عورت نے جواب دیا، جب تو نے زبردستی مجھ پر قابو پالیا، تو میں ڈر گئی کہ لذتِ گناہ میں کہیں تیری شریک نہ ہو جاؤں اور اس کی وجہ سے مجھے بھی گناہ گار نہ ٹھہرا دیا جائے، پس اسی وجہ سے میں نے اپنا ہاتھ جلانا مناسب خیال کیا۔مرد یہ بات سن کر شرم سے پانی پانی ہوگیا اور اس نے مبتلائے ندامت ہوتے ہوئے کہا، اگر یہ بات ہے، تو اللہ عزوجل کی قسم! میں آئندہ کبھی بھی اپنے رب عزوجل کی نافرمانی نہیں کروں گا۔پھر اس نے اپنے تمام گناہوں سے توبہ کی اور اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول ہوگیا۔ (ذم الھویٰ)

منقول ہے کہ

ایک عجمی بادشاہ شکار کھیلنے کے لئے نکلا۔دوران شکار اپنے ساتھیوں سے بچھڑ کر بہت دور نکل ہوگیا۔راستے کی تلاش میں اس کا گزر ایک گاؤں پر سے ہوا، وہاں اسے ایک بہت خوبصورت عورت نظر آئی۔بادشاہ کا دل اس کی جانب مائل ہوگیا اور برائی کا ارادہ غالب آگیا۔چنانچہ اس کے قریب گیا اور اپنا تعارف کروا کر گناہ کے ارادے کا اظہار کیا۔عورت نے کہا، میں ابھی پاکی کی حالت میں نہیں ہوں، غسل کر کے آتی ہوں۔بادشاہ نے اسے جانے کی اجازت دے دی۔وہ اپنے گھر میں گئی اور فوراً ہی ایک کتاب لے کر باہر آئی اور بولی، آپ اس کا مطالعہ فرمائیں، میں ابھی آتی ہوں۔بادشاہ نے مطالعہ شروع کیا، تو اس میں زناء کی سزائیں لکھی ہوئی تھیں۔سزائیں پڑھ کر اس کے دل میں اللہ تعالیٰ کا شدید

خوف پیدا ہوااور وہ توبہ کر کے وہاں سے روانہ ہوگیا۔ جب اس عورت کا شوہر گھر آیا، تو اس نے تمام واقعہ اس کے سامنے بیان کیا۔ خاوند نے سوچا یقیناً میری زوجہ بادشاہ کو پسند آ گئی ہے، ہوسکتا ہے کچھ عرصے بعد مطالبہ کرے اور ساتھ ہی مجھے مروا بھی دے۔ اس خیال کے ساتھ ہی وہ شدید ڈر میں مبتلاء ہوگیا اور اپنی زوجہ سے الگ تھلگ رہنے لگا۔ عورت کے میکے والوں نے اسی بادشاہ سے اس کی شکایت کرتے ہوئے کہا، ہماری زمین (یعنی عورت) اس کے قبضے میں ہے، نہ تو اسے آباد کرتا ہے اور نہ ہمیں واپس لوٹاتا ہے، اس نے زمین کو بے کار کر رکھا ہے۔ بادشاہ نے اس کے شوہر کو بلوایا اور پوچھا، تو اپنی صفائی میں کیا کہنا چاہتا ہے؟... اس نے عرض کی، میں نے اس زمین میں ایک شیر کا (یعنی تیرا) میلان دیکھا ہے، اس لئے اس میں داخل ہونے سے ڈرتا ہوں۔ بادشاہ نے تمام معاملہ سمجھتے ہوئے کہا، تو اپنی زمین کو آباد کر، شیر اس میں کبھی بھی داخل نہ ہوگا۔ (ذم الھویٰ)

اخروی انعامات پر غور کو اس سلسلے میں چھٹے علاج کے طور پر پیش کیا جا سکتا ہے۔ یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ عشق مجازی کے کھیل کا عادی ہونے میں نفسانیت کا بہت بڑا دخل ہوتا ہے اور نفس کی عادت ہے کہ جب اسے کسی بڑے انعام کے حصول کا یقین ہو جائے، تو چھوٹے انعام سے دست بردار ہونے کے لئے فوراً تیار ہو جاتا ہے۔ چنانچہ ہر شکارِ مرض عشق کو چاہیئے کہ اس ''زہریلے شہد'' کی وقتی لذت کو نظر انداز کردے اور خود کو، رضائے الٰہی میں معاون اعمال کے بدلے میں ملنے والے انعامات پر غور و تفکر کرنے کا عادی بنائے۔

ان شاء اللہ تعالیٰ ان دائمی نعمتوں پر غور و تفکر کی برکت سے قلب و ذہن اعتراف کرنے پر مجبور ہو جائیں گے کہ صرف تھوڑے سے دنیاوی مزے کی خاطر اپنی محنت و وقت و صلاحیت کو ضائع کرتے رہنا، بہت بڑی نادانی اور اخروی انعامات کے حصول کے لئے ذرا

سی محنت، بہت بڑی سعادت مندی ہے۔

اور اگر اس اعتراف نے، قلب وذہن میں اپنا مسلسل ٹھکانہ بنالیا، تو پھر نشے سے جان چھڑانا اور اللہ عزوجل ورسول ﷺ کی رضا والے اعمال پر استقامت حاصل کرنا بے حد آسان محسوس ہوگا۔

اس سلسلے میں درجِ ذیل احادیث واقوال و واقعات کو سنجیدگی کے ساتھ ملاحظہ فرمایئے۔

سرکارِ دوعالم ﷺ کہتے ہیں کہ

اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے، میں نے اپنے نیک بندوں کے لئے وہ نعمتیں تیار کی ہیں، جو نہ کسی آنکھ نے دیکھیں، نہ کسی کان نے سنیں اور نہ کسی انسان کے دل پر اس کا خیال گزرا۔ (بخاری ومسلم)

سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

جب جنتی جنت میں پہنچ جائیں گے، تو ایک پکارنے والا پکارے گا تمہارے لئے یہ ہے کہ تم ہمیشہ تندرست رہوگے، کبھی بیمار نہ پڑوگے، ہمیشہ زندہ رہوگے، کبھی نہ مروگے، ہمیشہ جوان رہوگے، کبھی بوڑھے نہ ہوگے اور ہمیشہ خوش رہوگے، کبھی غمگین نہ ہوگے۔ (مسلم)

ابن سماک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

میں نے ایک دیہاتی عورت کو یہ کہتے سنا، اگر مومنوں کے دل اپنی فکر کے ساتھ، آخرت کے پوشیدہ انعامات کا مطالعہ کرلیں، تو ان پر دنیا کا عیش بدمزہ ہوجائے اور دنیا میں کسی بھی چیز سے ان کی آنکھیں ٹھنڈی نہ ہوں۔ (ذم الھویٰ)

کسی شاعر نے بصورتِ اشعار نصیحت کرتے ہوئے کہا،

تَبًّا لِطَالِبِ الدُّنْيَا لَا بَقَاءَ لَهُ
كَانَّمَا هِيَ فِيْ تَصْرِيْفِهَا حُلُمٌ

(یعنی دنیا طلب کرنے والے کے لئے بربادی ہے، ایسے شخص کے لئے کوئی بقا نہیں، گویا کہ یہ دنیا اپنے آنے جانے میں ایک خواب ہے۔)

صَفَاؤُهَا كَدُرٌ وَّ سَرَاؤُهَا ضَرَرٌ
اَمَانُهَا غَرَرٌ اَنْوَارُهَا ظُلَمٌ

(یعنی اس کی صفائی مکدر ہے، اس کی مسرت دکھ ہے، اس کی امان فریب ہے، اس کی روشنیاں اندھیرے ہیں۔)

شَبَابُهَا هَرَمٌ رَاحَاتُهَا سَقَمٌ
لَذَّاتُهَا نَدَمٌ وِجْدَانُهَا عَدَمٌ

(اس کا شباب بڑھاپا ہے، اس کی راحت بیماری ہے، اس کی لذت ندامت ہے، اس کا پانا محرومی ہے۔)

فَخَلِّ عَنْهَا وَلَا تَكُنْ لِزَهْرَتِهَا
فَاِنَّهَا نِعَمٌ فِيْ طَيِّهَا نِقَمٌ

(پس اسے چھوڑ دے اور اس کی چمک دمک پر نہ جا، کیونکہ یہ ایسی نعمتیں ہیں، کہ جن کے حاصل کرنے میں سزا ہے)

وَاعْمَلْ لِدَارِ نَعِيْمٍ لَا نَفَادَ لَهَا
وَلَا يُخَافُ بِهَا مَوْتٌ وَّلَا هَرَمٌ

(اور آخرت کے لئے کام کر، جو کبھی فنا نہ ہوگی اور وہاں موت اور بڑھاپے کا خوف مسلط نہ ہوگا)

(مکاشفۃ القلوب)

مروی ہے کہ

ایک مرتبہ حضرتِ مالک بن دینار رضی اللہ عنہ بصرہ میں کسی جگہ سے گزر رہے تھے کہ اچانک کسی امیر وکبیر شخص کی باندی پر نظر پڑ گئی، جو خدمت گاروں کے جھرمٹ میں بڑے ناز وغرور کے ساتھ جا رہی تھی۔ کچھ سوچ کر آپ اس کے قریب پہنچے اور دریافت

فرمایا، کیا تیرا مالک تجھے بیچے گا؟.... چونکہ آپ سادہ ترین لباس میں ملبوس تھے، لھذا لونڈی کو اس سوال سے بڑا تعجب ہوا اور اس نے طنزیہ لہجے میں پوچھا، اگر فروخت بھی کرے، تو کیا تجھ جیسا مفلس مجھے خرید سکتا ہے؟.... آپ نے فرمایا، تو کیا ہے، میں تجھ سے بہتر کنیز خرید سکتا ہوں۔

لونڈی نے خدام کو حکم دیا کہ اس فقیر کو ساتھ لے لو، آقا کے سامنے ذرا مزہ رہے گا۔ خدام نے آپ کو ساتھ لے لیا، چنانچہ آپ ان کے ہمراہ گھر تک پہنچ گئے۔

لونڈی نے تمام قصہ اپنے آقا کے سامنے بیان کر دیا۔ اس شخص کو بھی اس بات پر بڑا تعجب ہوا۔ اس نے حضرت مالک رضی اللہ عنہ کو سامنے لانے کو کہا۔ جب آپ تشریف لائے تو پوچھا، آپ کیا چاہتے ہیں؟.... فرمایا، اس کنیز کو خریدنا چاہتا ہوں۔ عرض کی، کیا آپ اس کی قیمت دے سکیں گے؟.... فرمایا کیوں نہیں؟.... عرض کی، اچھا کیا قیمت دے سکتے ہیں؟ فرمایا، میرے نزدیک اس کی قیمت دو کھجور کی گٹھلیوں کے علاوہ اور کچھ نہیں۔ اس نے تعجب سے پوچھا، وہ کیوں؟.... فرمایا، اس لئے کہ اس میں بے شمار عیب ہیں۔ عرض کی، وہ کون سے عیوب ہیں، ہمیں بھی بتایئے؟.... فرمایا، اگر سننا ہی چاہتا ہے، تو سن!

اگر یہ عطر نہ لگائے، تو اس کا جسم بدبو کرنے لگے، منہ نہ دھوئے، تو تعفن اٹھنے لگے، بالوں کی صفائی نہ رکھے، تو اس میں جوئیں پڑ جائیں، ذرا عمر بڑی ہو، تو بڑھاپا طاری ہو جائے اور دیکھنے کے لائق بھی نہ رہے، حیض اسے آتا ہے، پیشاب پاخانہ یہ کرتی ہے، طرح طرح کی نجاستوں سے آلودہ رہتی ہے اور رنج و غم و تکلیفوں سے اسے سابقہ پڑتا رہتا ہے، یہ تو ظاہری عیوب ہیں۔ باطنی عیوب کا حال یہ ہے کہ اس میں خودغرضی ہے، آج تمہارے لئے وفادار ہے، تو کل کسی اور کی ہو جائے گی۔ اس کی دوستی سچی نہیں، چنانچہ ناقابلِ اعتبار ہے۔ اس کے برعکس مجھے انتہائی کم قیمت میں ایسی کنیز مل رہی ہے، جو ان تمام باتوں میں

اس سے کہیں زیادہ بہتر ہے۔کافوروزعفران ومشک وجوہرنور سے اس کی تخلیق ہوئی۔کسی کھارے پانی میں اپنا تھوک ڈال دے،تووہ میٹھے پانی میں تبدیل ہوجائے۔مردے سے ہم کلام ہو،تووہ جی اٹھے۔اگر سورج کے آگے اپنی کلائی کھول دے،تواس کی روشنی ماند پڑ جائے۔زیوروپوشاک سے آراستہ ہوکر دنیا میں آجائے،تو سارا جہان معطرومزین ہو جائے۔مشک وزعفران کے باغوں اوریاقوت ومرجان کی شاخوں میں اس کی پرورش ہوئی ہے۔آبِ تسنیم اورطرح طرح کے آرام وآسائش سے اسے پالا گیا۔عہد کی پختہ اوردوستی میں یکتا ہے۔بے وفائی بالکل نہیں کرتی۔اب تم ہی بتاؤ کہ ان دونوں میں سے بہتر کون ہے؟....

اس نے عرض کی،یقیناوہ جس کا ذکر آپ نے فرمایا۔پھر بیتابانہ پوچھا،حضور! آپ کی بیان کردہ لونڈی کی قیمت کیا ہے؟....فرمایا،اس کی قیمت ہروقت،ہرشخص کے پاس ہےاوروہ یہ کہ

رات میں چندلمحوں کے لئے ہرشے سے بے نیاز ہوکراخلاصِ نیت کے ساتھ دو رکعت نماز ادا کی جائے۔جب انواع واقسام کے کھانوں کا دسترخوان چناجائے،تواس وقت رضائے حق کی خاطر کسی بھوکے کو بھی شامل کرلیاجائے۔جب ممکن ہوراستے سے گندگی اور پتھر دور کیے جائیں۔زندگی حتی الامکان فقروتنگ دستی میں گزاری جائے۔فکر دنیا سے الگ رہاجائے۔حرص سے دوراورقناعت سے قریب رہاجائے۔

پھر بطورِ نتیجہ دائمی آرام وسکون اور جنت کی اعلیٰ نعمتیں حاصل ہوں گی۔نیز اللہ عزوجل کے قربِ خاص کے حقدار ہوگے۔

آپ کی پراثر نصیحتوں نے وہاں موجودتمام افراد کے قلوب کی دنیامیں انقلاب پیدا کردیا۔اس آقا نے کنیزاورغلاموں کوآزادکر کے تمام جائیداد،ان میں تقسیم کردی اور

لباسِ فاخرہ پھینک کر فقر کا موٹا لباس پہن لیا۔ جب کنیز نے یہ دیکھا، تو اس نے بھی اپنے آقا کی پیروی کی اور موٹا لباس پہن کر اس کے پیچھے ہولی۔ آپ نے ان دونوں کے لئے دعائے خیر فرمائی۔ یہ دونوں دنیا سے بے نیاز ہوکر عبادتِ حق میں مشغول ہو گئے، حتی کہ اسی حال میں اپنے خدا سے جا ملے۔ (روض الریاحین)

مروی ہے کہ

ایک شخص شاہی محل میں صفائی پر مامور تھا۔ ایک مرتبہ دورانِ صفائی اس کی نگاہ شہزادی پر پڑ گئی۔ ایک نگاہ کے ساتھ ہی اس کا دل گھائل ہو گیا اور وہ دردِ عشق میں تڑپنے لگا، لیکن جب اس نے اپنے اور شہزادی کے مراتب میں عظیم فرق محسوس کیا، تو حصول قرب سے مایوسی کے باعث سخت بیمار پڑ گیا اور اس کی جگہ اس کی بیوی صفائی کے لئے جانے لگی۔

کچھ عرصے بعد شہزادی نے مسلسل غیر حاضری محسوس کی، تو اس کی زوجہ سے پوچھا، اب تیرا خاوند صفائی کے لئے کیوں نہیں آتا؟.... عرض کی، جی، وہ کچھ بیمار ہے۔ شہزادی نے بیماری کے بارے میں دریافت کیا، تو اس نے ٹال مٹول سے کام لیا، جس کے باعث شہزادی کو کچھ شک گزرا، چنانچہ سختی سے اس کے بارے میں پوچھا۔ عورت نے شہزادی کو کسی طور پر مانتے نہ دیکھا، تو عرض گزار ہوئی کہ جان کی امان پاؤں، تو کچھ عرض کروں؟ شہزادی نے امان دی، تو اس نے عرض کی، شہزادی صاحبہ! دراصل وہ آپ کے عشق میں گرفتار ہو گیا ہے اور چونکہ آپ کا دیدار ممکن نہیں، لھذا اسی غم میں موت کے قریب پہنچ چکا ہے۔ یہ سن کر شہزادی نے کہا، دل کا مائل ہونا کوئی اختیاری چیز نہیں، اگر مجھے دیکھنے سے اس کی جان بچ سکتی ہے، تو اس میں میرا کیا نقصان ہے؟.... لیکن مجبوری یہ ہے کہ میرا مرتبہ اس کے سامنے آنے میں بہت بڑی رکاوٹ ہے، کیونکہ باعثِ بدنامی ہے، البتہ میں ایک ترکیب بتاتی ہوں، اگر وہ عمل کرے، تو شائد مجھے دیکھ سکے اور اسکی جان بچ جائے۔ ترکیب

یہ ہے کہ وہ فقیرانہ شکل بنا کر دریا کے کنارے بیٹھ جائے اور اللہ عزوجل کا ذکر شروع کر دے، کسی کی طرف متوجہ نہ ہو، دن میں کچھ بھی نہ کھائے پیئے، تو رات میں جا کر اسے کھلا پلا دیا کرونا۔ اگر کوئی نقدی یا کھانے پینے کی چیز دے، تو بالکل اس پر توجہ نہ کرے اور اگر کوئی اٹھا کر لے جائے، تو منع بھی نہ کرے، اس طرح چند ہی روز میں اس کی شہرت ہو جائے گی، تو بادشاہ سلامت، وزراء و امراء کو اس کے پاس بھیجیں گے، پھر وہ خود بھی جائینگے اور اس کے بعد اجازت لے کر میں بھی پہنچ جاؤں گی، اس طرح وہ مجھے دیکھ بھی لے گا اور بات چیت بھی ہو جائے گی۔

عورت نے یہ ساری بات اپنے شوہر کو بتادی، وہ فوراً عمل پیرا ہونے کے لئے تیار ہو گیا اور دریا کے کنارے جا بیٹھا اور حسبِ ہدایت عمل شروع کر دیا۔ حسبِ توقع اس کی شہرت عام ہو گئی اور لوگ جوق در جوق زیارت کے لئے حاضر ہونے لگے۔

ہوتے ہوتے یہ خبر بادشاہ تک بھی پہنچ گئی۔ چنانچہ اس نے بغرضِ امتحان اپنے وزیر کو اس کے پاس بھیجا۔ وزیر نے اس کے سامنے پہنچ کر نذر پیش کی، لیکن اس نے بالکل توجہ نہ کی، نہ ہی اس کی طرف دیکھا۔ وزیر نے جا کر عرض کی، حضور! جیسا سنا تھا، اسے ویسا ہی پایا، وہ دنیا کی طرف بالکل متوجہ نہیں ہوتا، مال و دولت سے بالکل بے پرواہ ہے۔

اگلے روز بادشاہ خود اس کے پاس پہنچا اور اسے نذرانے پیش کئے، اس نے حسبِ سابق بے نیازی کا مظاہرہ کیا۔ بادشاہ بھی بہت متاثر ہو کر واپس لوٹا۔ جب بادشاہ محل میں پہنچا، تو شہزادی نے اس کے بارے میں دریافت کیا، بادشاہ نے بتایا، وہ فقیر بہت سچا اور دنیا سے بالکل بے تعلق ہے۔ شہزادی نے موقع غنیمت جانتے ہوئے عرض کی، اگر آپ اجازت مرحمت فرمائیں، تو میں بھی اس کی زیارت کرلوں؟.... بادشاہ نے کہا، ہاں ہاں، کیوں نہیں ایسے بزرگوں کی ضرور زیارت کرنی چاہیے۔ اجازت ملنے پر شہزادی نے پیغام

بھجوادیا کہ میں صبح تیرے پاس آؤں گی۔

جب اس شخص نے شہزادی کا مذکورہ پیغام سنا، تو سوچنے لگا، آج تک میں نے یہ تمام تکلفات، فقط اپنی نفسانی خواہشات کی تکمیل کے لئے اختیار کیے، پھر بھی بڑے بڑے بادشاہ و وزراء میرے قدموں میں آ گئے، اگر میں سچے دل سے اپنے رب عزوجل کا نام لیتا، تو نا معلوم مجھے کیا کیا نعمتیں حاصل ہو جاتیں؟..... یہ سوچتے ہی اس نے ندامت و شرمندگی سے زاروقطار رونا شروع کر دیا اور اپنے پچھلی نیتوں پر صدقِ دل سے توبہ کی۔ وہ اسی طرح آہ و زاری کرتا رہا، یہاں تک کہ جب رات کا آخری پہر آیا، تو اس کا ندامت کے ساتھ رونا، گڑگڑانا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقبول ہو گیا۔ رحمتِ رب العلی نے اسے مکمل طور پر اپنی آغوش میں لے لیا۔ فرش سے عرش تک تمام چیزیں اس پر منکشف کر دی گئیں اور جنت کے خوبصورت مناظر اس کی نگاہوں کے سامنے آ گئے۔

صبح حسبِ وعدہ شہزادی اس کے پاس پہنچی، تو وہ سر جھکا کر بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے شہزادی کی جانب نظر اٹھا کر بھی نہ دیکھا۔ باندیوں نے کہا، اے شخص! شہزادی تیرے سامنے بیٹھی ہے، کچھ بات کرنی ہے، تو کر لے۔ اس نے کچھ دیر خاموشی اختیار کی، پھر بولا، اب مجھے شہزادی کی کوئی پرواہ نہیں، کیونکہ اس سے کہیں زیادہ حسین و جمیل حوریں، اس وقت ہاتھ باندھے میرے سامنے کھڑی ہیں۔ (ذکرِ خیر)

مروی ہے کہ

شیخ مظہر سعدی رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ کی محبت میں ساٹھ سال گریہ وزاری فرماتے رہے۔ ایک شب آپ نے خواب میں دیکھا کہ آپ ایک نہر کے کنارے ہیں۔ نہر میں خالص مشک بہہ رہا ہے۔ کنارے پر جواہرات کے درخت ہیں، جن کی شاخیں سونے کی ہیں۔ اتنے میں چند حسین و جمیل آراستہ و پیراستہ لڑکیاں وہاں آئیں جو مل کر یہ کہہ رہی تھیں

پاک ہے وہ ذات، جس کی پاکی ہر زبان بیان کرتی ہے۔ پاک ہے وہ ذات، جس کا علم وقدرت ہر جگہ کو محیط ہے۔ پاک ہے وہ ذات، جس کا دوام ہر زمانے پر چھایا ہوا ہے۔

آپ نے ان سے دریافت کیا کہ تم کون ہو اور کس کے لئے پیدا کی گئی ہو؟.... انھوں جواباً دو شعر پڑھے، جن کا مفہوم تھا،

ہمیں ربِ محمد ﷺ نے ان لوگوں کے واسطے پیدا فرمایا، جو شب کو قیام کرتے ہیں، مناجات کرتے ہیں اور اس کی محبت میں رات گزار دیتے ہیں، جب کہ لوگ خوابِ غفلت میں پڑے رہتے ہیں۔ (روض الریاحین)

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ

ایک شب ان پر نیند کا غلبہ ہو گیا، یہاں تک کہ معمول کے اوراد و وظائف بھی چھوٹ گئے۔ خواب میں کیا دیکھتے ہیں کہ ایک پری پیکر دوشیزہ سامنے کھڑی ہے۔ ایسی حسین وجمیل صورت آپ نے عمر بھر نہ دیکھی تھی۔ اس کے بدن سے خوشبو کے آبشار پھوٹے پڑ رہے تھے۔ اس نے ایک رقعہ آگے بڑھایا اور کہا، اسے پڑھ لو۔ رقعہ میں یہ اشعار درج تھے۔

لَــذِذْتَ بِـنَـوْمَةٍ عَنْ خَيْـرِ عَيْــشٍ
بِمَعَ الْـوِلْـدَانِ فِـىْ غُــرَفِ الْجِنَـانِ

(تو لذت خواب میں مشغول ہو گیا اور جنتی بالا خانوں کے عمدہ عیش وآرام اور وہاں کے خدام سے غافل ہو گیا)

تَـعِيْــشُ مُـخَـلَّـدًا لَا مَـوْتَ فِيْهَـا
وَ تَبْـقٰـى فِـى الْـجِـنَـانِ مَعَ الْحِسَانِ

(جہاں تجھے ایسی دائمی زندگی ملے گی کہ موت کا گزر نہ ہو اور خوبرووں کے ساتھ بقائے دوام نصیب ہو)

تَیَقَّظْ مِنْ مَنَامِکَ اَنَّ خَیْرًا
مِنَ النَّوْمِ التَّهَجُّدُ بِالْقُرْاٰنِ

(اٹھ! خوابِ غفلت سے بیدار ہو، بے شک قرآن کے ساتھ تہجد پڑھنا، سونے سے بہتر ہے)

فرماتے ہیں کہ اس کے بعد میرا یہ حال ہو گیا کہ جب بھی مجھے یہ اشعار یاد آ جاتے ہیں تو آنکھوں سے نیند اڑ جاتی ہے۔ (ایضاً)

کہا جاتا ہے کہ

ایک بندۂ حق نے چالیس برس تک اللہ عزوجل کی عبادت کی۔ ایک روز عرض گزار ہوا،

اے مالک و مولا! تیرے فضل و کرم سے جنت میں مجھے جو کچھ ملنے والا ہے، اس کی کوئی جھلک مجھے بھی دکھا دے۔

اچانک کیا دیکھتا ہے کہ محراب شق ہو گئی اور اس میں سے ایک حور برآمد ہوئی۔ وہ ایسی حسین و جمیل تھی کہ اگر دنیا والے اسے دیکھ لیں، تو سب اس پر شیدا ہو جائیں۔ عابد نے پوچھا، تو کون ہے؟.... اس نے جواب دیا، مجھے اللہ تعالیٰ نے شب بھر تیرا دل بہلانے کے لئے بھیجا ہے، میں تیرے لئے ہوں، جنت میں مجھ جیسی سو مزید حوریں تجھے دی جائیں گی، ان تمام حوروں میں سے ہر ایک کی سو خادمائیں اور ہر خادمہ کی سو کنیزیں ہوں گی اور ہر کنیز کی نائب سو سو کنیزیں ہوں گی۔

عابد یہ سن کر حیرت زدہ رہ گیا۔ پھر دریافت کیا، کیا جنت میں کسی کو مجھ سے بھی زیادہ ملے گا؟.... جواب ملا، اتنا تو ہر اس عام جنتی کو ملے گا جو صبح و شام، اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الْعَظِیْمَ پڑھ لیا کرے، اونچے درجے والوں کی شان تو اس سے بہت بلند ہو گی۔ (ایضاً)

روایت کیا گیا ہے کہ

ایک مرتبہ حضرت شیخ عبدالواحد بن زید رضی اللہ عنہ سمندری سفر فرما رہے تھے، آپ کے ہمراہ فقراء کی ایک جماعت بھی تھی۔ اچانک سمندر میں طوفان برپا ہوا اور آپ کا جہاز ایک جزیرے (island) سے جالگا۔ آپ نے وہاں ایک بت پرست کو پایا۔ دریافت فرمایا، تو کس کی عبادت کرتا ہے؟... اس نے ایک بت کی طرف اشارہ کر دیا۔ پھر پوچھا، یہ بت جو خود کسی کے ہاتھ کا بنایا ہوا ہے، معبود نہیں ہوسکتا، ایسا تو ہم بھی بنا سکتے ہیں۔ اس نے پوچھا، تم کس کی عبادت کرتے ہو؟... فرمایا، ہمارا معبود وہ ہے کہ جس نے اس بت اور ساری کائنات کو تخلیق فرمایا ہے۔ جس کا عرش آسمان پر، جس کا حکم پوری کائنات میں اور جس کا اختیار زندوں اور مردوں سب پر جاری ہے۔ اس نے پوچھا، ''تمھیں یہ باتیں کیسے معلوم ہوئیں؟... فرمایا، اس بادشاہِ حقیقی نے ہم میں ایک سچا رسول بھیجا، اس نے ہمیں خدائے تعالیٰ کی طرف بلایا۔ اس نے دریافت کیا، وہ رسول کہاں ہیں؟... فرمایا، انھیں جس کام کے لئے مقرر کیا گیا تھا، جب وہ اسے پورا کر چکے، تو اللہ تعالیٰ نے انھیں واپس بلالیا۔ اس نے پھر پوچھا، آپ کے پاس ان کی کوئی نشانی ہے؟... فرمایا، بے شک ان کی نشانی، اللہ کی طرف سے عطا کردہ ایک کتاب ہے، جسے قرآن مجید کہا جاتا ہے، میں تمہیں اس کا کچھ حصہ سناتا ہوں۔ پھر اسے ایک سورۃ پڑھ کر سنائی۔ وہ سن کر اشکبار و بے قرار ہو گیا، کہنے لگا، جس ذاتِ پاک کا یہ مقدس کلام ہے، اس کی فرمانبرداری تو دل و جان سے کرنی چاہیئے۔ پھر اس نے کلمہ پڑھا اور مسلمان ہو گیا۔ آپ نے اسے کچھ سورتیں اور دین کے احکام سکھائے۔ رات جب سب سونے لگے، تو اس نے پوچھا، کیا وہ معبود سوتا بھی ہے؟... فرمایا، وہ سونے سے پاک ہے، وہ ہمہ وقت زندہ اور قائم ہے۔ اس نے کہا، جس کا آقا نہ سوتا ہو، اس کے بندوں کا سونا کیسی بے نصیبی ہے۔ لوگ یہ بات سن کر متعجب ہوئے۔

جب آپ کا قافلہ جزیرے سے روانہ ہوا، تو اس نے بھی ساتھ چلنے کی درخواست

کی ۔لوگوں نے اسے بھی ساتھ لے لیا۔ وہاں سے ''آبادان'' پہنچے، تو لوگوں نے سوچا، یہ اپنا نادار نومسلم بھائی ہے، چندہ کر کے اس کی کچھ امداد کرنی چاہیئے ۔ جب اسے پیسے دیے گئے، تو اس نے لینے سے انکار کر دیا اور بولا ''اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ، عجیب معاملہ ہے کہ تمہیں لوگوں نے مجھے راہ دکھائی اور اب خود ہی راہِ راست سے ہٹ رہے ہو، بھائیو! جب میں سنسان جزیرے پر بت پرستی میں مشغول تھا، اس وقت تو اس نے مجھے ضائع نہ فرمایا اور اب جب کہ میں اسے پہچان چکا ہوں، تو کیا وہ مجھے محفوظ نہ رکھے گا؟.... اس کے بعد تین روز گزرے تھے کہ لوگوں نے حضرت کو بتایا کہ وہ نومسلم (neophyte) جاں کنی کے عالم میں ہے، آپ فوراً اس کے پاس پہنچے اور دریافت فرمایا، کوئی خواہش ہو تو بتا دو؟.... اس نے جواب دیا، جس مالک الملک کے کرم نے آپ لوگوں کے ذریعے جزیرے میں دولتِ ایمان عطا فرمائی اسی نے میری تمام حاجتیں پوری فرما دی ہیں۔

آپ فرماتے ہیں کہ وہیں بیٹھے بیٹھے مجھ پر نیند کا غلبہ ہوا۔ خواب میں خود کو ایک سبز باغ میں پایا، جہاں ایک خوبصورت قبہ کے اندر، تخت کے اوپر، نہایت حسین وجمیل نوعمر لڑکی بیٹھی ہے اور وہ مجھ سے مخاطب ہو کر کہہ رہی ہے، خدارا! اس نومسلم کو جلد میرے پاس بھیجو، میں اس کی جدائی میں اور زیادہ صبر نہیں کر سکتی ۔ اچانک میری آنکھ کھل گئی، دیکھا تو اس کی روح پرواز کر چکی تھی ۔ غسل وکفن ودفن سے فراغت کے بعد میں سویا، تو اسی قبہ اور باغ کو دوبارہ دیکھا، اب کی بار اس لڑکی کے پہلو میں وہ نومسلم بھی بیٹھا ہوا تھا اور قرآنِ پاک کی یہ آیت تلاوت کر رہا تھا،

''وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَدْخُلُوْنَ عَلَيْهِمْ مِّنْ كُلِّ بَابٍ ۝ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ۔ یعنی اور فرشتے ان پر ہر

دروازے سے یہ کہتے آئیں گے کہ سلامتی ہو تم پر، اس صبر کی وجہ سے جو تم نے اختیار کیا۔
پس اخروی گھر کیا ہی خوب ٹھکانہ ہے۔ (رعد ۲۳،۲۴، پ ۱۳)

منقول ہے کہ

بنو امیہ کا حسین وجمیل نوجوان موسیٰ بن محمد بن سلیمان ہاشمی اپنے عیش وعشرت، تن پروری، خوش لباسی اور خوبصورت کنیزوں اور غلاموں کے جھرمٹ میں سرمستی حیات کا عادی تھا۔ انواع واقسام کے کھانوں سے اس کا دستر خوان ہمہ وقت لبریز رہتا۔ زرق برق ملبوسات میں لپٹا، مجلسِ طرب سجائے، ساری ساری رات غم وآلامِ دنیا سے بے خبر پڑا رہتا۔ ایک سال میں تین لاکھ تین ہزار دینار کی آمدنی تھی، جسے مکمل طور پر اپنی عیاشیوں میں خرچ کر دیتا۔ شارع عام پر نہایت بلند وبالا خوبصورت محل بنوا رکھا تھا۔ اپنے محل میں بیٹھا، کبھی تو وسیع گزرگاہوں کی رونقوں سے محظوظ ہوتا اور کبھی پچھلی جانب واقع شاندار باغ میں مجلسِ طرب سجاتا۔ محل میں ہاتھی دانت کا بنا ہوا ایک قبہ تھا، جس میں چاندی کی کیلیں تھیں۔ اس کے بیچ میں ایک قیمتی تخت خاص شہزادے کے بیٹھنے کے لئے بنایا گیا تھا۔ موسیٰ اس پر شان وشوکت کے ساتھ بیٹھتا، اردگرد دوست احباب کی نشستیں ہوتیں۔ پشت پر خدام وغلام باادب کھڑے ہوتے۔ قبے کے باہر گانے والوں کے بیٹھنے کی جگہ تھی، جہاں سے نغمہ وسرور کے ذریعے اس کا اور اس کے دوستوں کا دل بہلایا جاتا۔ کبھی خوبصورت گانے والیاں بھی رونقِ مجلس بڑھاتیں۔ ان میں اور مردانہ نشست گاہ میں ایک باریک پردہ حائل رہتا، جسے حسب خواہش کبھی ہٹا دیا جاتا تھا۔ پردے کو جنبش دینا اس بات کا اشارہ تھا کہ گانا شروع کیا جائے، جب گانا بند کروانا ہوتا، تو اس وقت بھی محض اشارہ کر دیتا۔ رات ڈھلے عیش وعشرت سے تھک کر کنیزوں میں سے جس کے ہمراہ چاہتا، شب باشی کرتا۔ دن کو شطرنج کی بساطیں جمتیں۔ کبھی بھولے سے بھی اس کی مجلس میں موت یا غم وآلام کا تذکرہ نہ چھڑتا۔ اسی عالمِ سر

مستی وشباب میں ستائیس سال گزر گئے۔

ایک رات اسی طرح عیش وعشرت میں محو تھا کہ یکا یک ایک دردناک چیخ کی آواز ابھری، جو گانے والوں کی آواز کے مشابہ تھی۔اس آواز کا کانوں سے ٹکرانا تھا کہ محفل پر سناٹا چھا گیا۔موسیٰ نے قبے سے سر نکالا اور آواز کا تعاقب کرنے لگا۔شراب وشباب کا یہ رسیا، اس کرب ناک آواز کی تلخی کو برداشت نہ کر سکا۔غلاموں کو حکم دیا کہ اس شخص کو تلاش کرو اور میرے پاس لاؤ۔غلام و خدام محل سے باہر نکلے ،انھیں قریبی مسجد میں ایک کمزور، لاغراور نحیف و نازار نوجوان ملا، جس کا بدن ہڈیوں کا پنجر (skeleton) بن چکا تھا۔رنگ زرد،لب خشک، بال پریشاں، دو پھٹی چادروں میں لپٹا، ربِ کائنات کے حضور مناجات کرر ہا تھا۔خادموں نے اسے ہاتھ پاؤں سے پکڑا اور موسیٰ کے سامنے حاضر کردیا۔ موسیٰ نے اس سے تکلیف کا سبب پوچھا۔نوجوان نے کہا دراصل میں قرآنِ پاک کی تلاوت کرر ہا تھا، دورانِ تلاوت ایک مقام ایسا آیا کہ اس نے مجھے بے حال کر دیا۔موسیٰ نے دریافت کیا، وہ کون سی آیات تھیں، میں بھی تو سنوں۔نوجوان نے تعوذ وتسمیہ کے بعد یہ آیات تلاوت کیں،

اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِیْ نَعِیْمٍ ۝ عَلَی الْاَرَآئِکِ یَنْظُرُوْنَ ۝ تَعْرِفُ فِیْ وُجُوْهِهِمْ نَضْرَةَ النَّعِیْمِ ۝ یُسْقَوْنَ مِنْ رَّحِیْقٍ مَّخْتُوْمٍ ۝ خِتٰمُهٗ مِسْکٌ وَّ فِیْ ذٰلِکَ فَلْیَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُوْنَ ۝ وَمِزَاجُهٗ مِنْ تَسْنِیْمٍ ۝ عَیْنًا یَّشْرَبُ بِهَا الْمُقَرَّبُوْنَ ۔بے شک نیکوکار یقیناً نعمتوں میں ہیں۔تختوں پر براجمان ملاحظہ کر رہے

ہیں۔تم ان کے چہروں میں نعمت کی رونق پہچان سکتے ہو۔انہیں صاف ستھری مہر لگی شراب پلائی جائے گی۔اس کی مہر مشک کی ہے۔اورحرص کرنے والوں کواسی کی حرص کرنی چاہیئے۔ اوراس میں تسنیم کی ملاوٹ کی گئی ہے۔تسنیم وہ چشمہ ہے،جس سے مقربین پیتے ہیں۔

تلاوت کے بعدنوجوان نے بلاخوف کہا،

اے فریب خوردہ! بھلاوہ نعمتیں کہاں اور تیری یہ مجلس کہاں؟....جنتی تخت کچھ اور ہی ہوگا۔اس پر نرم و نازک بستر ہوں گے،جن کے استر،استبرق کے ہوں گے۔سبز قالینوں اور بستروں پر ٹیک لگائے لوگ آرام کرتے ہوں گے۔وہاں دو نہریں ساتھ ساتھ بہتی ہیں۔وہاں ہر پھل کی دو قسمیں ہیں۔وہاں کے میوے کبھی ختم نہ ہوں گے اور نہ ان سے جنتیوں کو کوئی روکنے والا ہوگا۔اہلِ جنت،جنت کے پسندیدہ عیش میں ہمیشہ رہیں گے۔ وہاں انھیں کوئی ناگوار بات سنائی نہ دے گی۔وہاں اونچے اونچے تختوں کے اردگرد چمک دار آب خورے قطار سے رکھے ہوں گے۔یہ تمام نعمتیں اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار بندوں کے لئے ہوں گی۔اور کافروں کے لئے کیا ہوگا؟....ان کے لئے آگ ہی آگ ہوگی۔آگ بھی ایسی کہ کبھی سرد نہ ہونے والی۔کافر اس میں ہمیشہ رہیں گے،ان کا عذاب کبھی موقوف نہ ہوگا۔وہ اس میں اوندھے منہ پڑے ہوں گے اور جب انھیں سر کے بل گھسیٹا جائے گا،تو کہا جائے گا،لو یہ عذاب چکھو۔

ان پر اثر کلمات کے باعث موسیٰ کے دل کی دنیا زیروزبر ہوگئی۔بے اختیار تخت سے اترا اور اس نوجوان سے لپٹ کر رو پڑا۔پھر تمام خدام و غلام و کنیزوں کو رخصت کر کے نوجوان کو ساتھ لئے گھر کے اندرونی حصے میں چلا گیا اور ایک بورے پر بیٹھ کر اپنی جوانی کے ضائع ہونے پر خود کو ملامت کرنے لگا۔نوجوان اسے دلاسا دیتا اور اللہ تعالیٰ کی ستاری و غفاری یاد دلاتا رہا۔اسی عالم میں پوری رات گزر گئی۔جب صبح ہوئی،تو موسیٰ نے سچی توبہ کی،

تازہ غسل کیا اور نوجوان کے ساتھ مسجد میں داخل ہوا۔ عبادتِ الٰہیہ کو اپنا مقصد بنالیا۔ تمام مال و دولت، سونا چاندی، کپڑے وغیرہ صدقہ کر دیے۔ غلاموں کو فروخت و آزاد کر دیا۔ لوگوں کے حقوق شمار کر کے ادا کر ڈالے۔ موٹا لباس زیبِ تن کر لیا، شب بیداری کو شعار بنایا، دن کو روزہ رکھتا اور رات بھر جاگ کر اللہ تعالیٰ کے حضور روتا، گڑگڑاتا۔ مجاہدہ و ریاضت میں اس قدر مشغول ہوا کہ دیکھنے والوں کو اس پر رحم آنے لگا۔ بڑے بڑے نیک و پرہیزگار لوگ اس کی زیارت کو آتے اور اتنی سخت مشقت سے اسے روکتے۔ جب وہ نصیحتیں سنتا، تو اپنے گزرے غفلت کے ایام یاد کر کے خوب روتا۔ بالآخر وہ دن بھی آیا کہ ننگے پیر، ایک معمولی سا لباس پہنے، حجِ بیت اللہ کے ارادے سے نکلا۔ اس پاک سرزمین پر پہنچا، تو دل کی کیفیت میں مزید انقلاب پیدا ہو گیا۔ اکثر حجرِ اسود کے پاس یہ مناجات کرتا ہوا نظر آتا،

اے مالکِ بے نیاز! سینکڑوں خلوتیں غفلت میں گزر گئیں اور عمر کے کتنے ہی سال گناہوں میں ضائع ہو گئے، نیکیاں تو جاتی رہیں، بس حسرت و ندامت پاس رہ گئی۔ جس روز تیری بارگاہ میں حاضری ہو گی، تو کیا منہ دکھاؤں گا؟.... اے میرے ربِ کریم! اب میں تیرے سوا کس کے سامنے اپنا دکھ بیان کروں؟.... کس سے التجاء کروں؟.... کس کی جانب جاؤں؟.... کس پر اعتماد کروں؟.... اے مالک و مولیٰ! میں اس لائق تو نہیں کہ تجھ سے جنت کا سوال کروں، میں تو تیری شانِ کریمی سے محض اتنے کرم کا متمنی ہوں کہ تو میری مغفرت فرما دے۔

پھر حج کے بعد اس نے وہیں اقامت اختیار کر لی اور اسی طرح مشغولِ عبادت رہتے ہوئے، دارِ فانی سے کوچ کر گیا۔ (ایضاً)

مروی ہے کہ

کسی نیک شخص کے پڑوس میں، ایک ضعیفہ خاتون رہائش پزیر تھی، جو اپنی طویل

عمر کے باوجود مجاہدہ و ریاضت میں بے حد کوشش کرتی تھی۔ ایک دن اس شخص کو بڑھیا کی حالت پر ترس آیا، چنانچہ وہ اس کی خدمت میں حاضر ہوا اور مشورہ دیا کہ آپ کو اتنی زیادہ محنت و مشقت نہیں کرنی چاہیئے، کچھ اپنے جسم و اعضاء کو بھی آرام دیجئے۔ ضعیفہ خاتون نے جواب دیا، اگر میں اپنی جان کو آرام دینے لگوں، تو اپنے مالکِ حقیقی کے دروازے سے علیحدہ اور دور ہو جاؤں گی اور جو دنیوی مشاغل کے باعث اس سے دور ہوا، یقیناً اس نے خود کو عظیم آزمائش میں مبتلاء کر دیا۔ اگر میں شدید محنت کے ساتھ عمل کرتی بھی ہوں، تو میرے ان اعمال کی حیثیت ہی کیا ہے؟.... اور اگر میں کوتاہی کروں، تو باقی کیا بچے گا؟....

جو پیچھے رہ جاتے ہیں، ان کے لئے حسرت و غم ہے اور محبوب سے دور رہنے والوں کے لئے فراق ہے۔

پیچھے رہ جانے والوں کی حسرت یہ کہ جب محشر میں قبروں سے مردے اٹھیں گے اور صالحین نور کے براق پر سوار جنت کو جائیں گے، نیز انھیں مقربین کے درجے ملیں گے، حور و غلمان ہاتھ باندھے خدمت کے لئے کھڑے ہوں گے، تو پیچھے والے کفِ افسوس ملتے رہ جائیں گے، اس وقت حسرت و غم سے ان کے قلوب پارہ پارہ ہو کر بہہ جائیں گے۔

اور فراق یہ کہ لوگ میدانِ قیامت میں الگ الگ ٹولیوں میں تقسیم کئے جائیں گے۔ ربِ ذوالجلال سب کو یکجا فرمائے گا، ایک اعلان کرنے والا اعلان کرے گا،

وَامْتَازُوا الْيَوْمَ اَيُّهَا الْمُجْرِمُوْنَ۔ اے مجرمو! آج علیحدہ ہو جاؤ۔

اس دن شوہر اپنی بیوی سے، بیٹا ماں باپ سے اور دوست دوست سے الگ ہو جائے گا۔ کوئی کسی کے کام نہ آئے گا نفسی نفسی کا عالم ہوگا۔ کسی کو عزت و تکریم کے ساتھ جنت بریں میں لے جائیں گے اور کسی کو زنجیر و سلاسل میں جکڑ کر داخلِ جہنم کریں گے۔ جدا جدا راستے اور الگ الگ منزلیں ہوں گی۔ آنکھوں سے اشکوں کی نہریں جاری ہوں گی اور جدائی اور

فراق کے عالم میں ایک دوسرے کو انتہائی حسرت سے دیکھتے ہوں گے۔

اللہ کریم، اپنے کرم کے صدقے عذاب اور عذاب تک پہنچانے والے اعمال سے بچائے۔ آمین (ایضاً)

عذاباتِ الٰہی کے صحیح خوف کو ساتویں علاج کے طور پر پیش کیا جاسکتا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے نفس کو بچوں کی سی فطرت عطا فرمائی ہے، چنانچہ جس طرح اپنی بات منوانے کے لئے بچے کو کبھی انعام کے لالچ اور کبھی ڈانٹ ڈپٹ اور ڈرانے دھمکانے سے کام لے کر کامیابی حاصل کی جاتی ہے، بالکل اسی طرح نفس کو کسی کام پر لگانے یا کسی کام سے روکنے کے لئے، انھیں دونوں طریقوں پر عمل پیرا ہونا ضروری ہے۔ اس میٹھے زہر کی لذت سے مکمل طور پر ناآشنا ہونے کے لئے جہاں اخروی انعامات پر غور وتفکر کی سعادت حاصل کرنی ضروری ہے، وہیں ''اس نشے کے عادی حضرات کے لئے'' عذاباتِ الٰہیہ کو ہمہ وقت ذہن نشین رکھنے کے شرف کا حصول بھی واجب ولازم ہے۔ ہم اس سلسلے کے لئے چند احادیثِ مبارکہ، کچھ اقوالِ بزرگانِ دین اور نافرمانوں کو حاصل ہونے والے عذابات پر مشتمل بعض واقعات پیش کرتے ہیں، انہیں بغور ملاحظہ فرمایئے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے،

بے شک نیکی کے سبب دل میں نور، چہرے پر رونق اور عمل میں قوت پیدا ہوتی ہے اور گناہ سے دل میں سیاہی، عمل میں سستی اور چہرے پر بدنمائی پیدا ہوتی ہے۔ (ذم الھویٰ)

حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

''اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو جو کچھ فرمایا تھا، اس میں یہ بھی تھا کہ جب میری فرمانبرداری کی جاتی ہے، تو میں اس سے راضی ہوتا ہوں اور جب راضی ہوتا ہوں، تو برکت دیتا ہوں اور میری برکت کی کوئی انتہا نہیں ہوتی۔ اور جب میری نافرمانی کی جاتی ہے، تو

میں ناراض ہوتا ہوں اور جب ناراض ہوتا ہوں، تو لعنت کرتا ہوں (یعنی اپنی رحمت سے دور کر دیتا ہوں) اور میری یہ لعنت سات پشتوں تک جاتی ہے۔ (ذم الھویٰ)

حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

جب کوئی شخص اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتا ہے، تو اللہ تعالیٰ اسے ذلیل کر دیتا ہے۔
(ذم الھویٰ)

حضرت سلیمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

انسان چھپ کر گناہ کرتا ہے، لیکن دن کے وقت اس کی ذلت اس کے منہ پر چھائی ہوتی ہے (جسے اہلِ بصیرت بخوبی محسوس کر لیتے ہیں)۔ (ذم الھویٰ)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

جب انسان چار چیزوں کی زیادتی کرتا ہے، تو وہ اسے غارت کر کے (بسا اوقات) مخبوط الحواس بنا دیتی ہیں۔ جماع کی کثرت، شکار، جوا اور گناہ۔ (تنبیہ المغترین)

حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

آدمی اس وقت تک نہیں مرتا، جب تک وہ اعمال لکھنے والے فرشتوں کو نہ دیکھ لے۔ اب اگر ان کے ساتھ اچھی رفاقت کی گئی ہو (یعنی مرنے والے نے نیک اعمال میں وقت گزارا ہے) تو وہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ تجھ جیسے ساتھی کو جزائے خیر عطا فرمائے، تو ہمارا بڑا اچھا دوست تھا، تو ہمیں بہت مرتبہ نیکیوں کی مجالس میں لے گیا تھا اور تیری بے ریا طاعت میں ہم نے بہت مرتبہ عمدہ خوشبوئیں سونگھی ہیں۔

اور اگر برائی کے ساتھ رفاقت کی گئی ہے (یعنی گناہوں میں وقت ضائع کیا ہے) تو وہ کہتے ہیں کہ خدا تجھے جزائے خیر نہ دے، تو ہمارا برا ساتھی تھا، تو نے بہت مرتبہ ہمیں گناہوں کے مقامات میں موجود رکھا اور تیری خطاؤں کے باعث ہم نے کئی مرتبہ تجھ سے بدبو کی

تکلیف اٹھائی ہے۔ (تنبیہ المغترین)

ابن ابی الدنیا رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ

جب ابو جعفر نے کوفہ کی خندق کھودی اور لوگوں نے اپنے مردوں کو منتقل کرنا شروع کیا، تو ایک نوجوان کی قبر میں یہ حالت تھی کہ وہ اپنے ہاتھ خود چبا رہا تھا۔ (شرح الصدور)

عبدالمومن بن عبداللہ رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ

ایک کفن چور نے توبہ کی، تو اس سے دریافت کیا گیا کہ تو نے اپنے اس زمانے میں جو عجیب تر چیز دیکھی ہو، وہ بیان کر۔ وہ کہنے لگا، میں نے ایک شخص کی قبر کھودی، تو اس کے تمام بدن میں کیلیں لگی ہوئی تھیں اور ایک بڑی کیل سر میں پیوست تھی اور دوسری دونوں ٹانگوں میں۔

ایک، دوسرے کفن چور سے یہی سوال کیا گیا تو وہ کہنے لگا کہ میں نے ایک کھوپڑی دیکھی، جس میں سیسہ پگھلا کر بھرا گیا تھا۔ (ایضا)

حضرت عبداللہ بن مدینی رضی اللہ عنہ اپنے ایک دوست سے روایت فرماتے ہیں کہ

میں ایک مرتبہ اپنے ایک دوست کے ہمراہ اپنی زمین کی طرف جا رہا تھا کہ راستے میں ایک قبرستان کے پاس مغرب کا وقت ہو گیا۔ ہم نے وہیں مغرب کی نماز ادا کی۔ تھوڑی ہی دیر بعد ایک قبر سے رونے کی آواز آئی، میں اس کے پاس گیا، کان لگا کر سنا، تو کوئی کہہ رہا تھا، ہائے میں نماز پڑھتا تھا، ہائے میں روزے رکھتا تھا۔ میں نے اپنے ساتھی کو قریب کیا، تو اس نے بھی وہ آواز سنی۔ پھر میں اپنی زمین پر واپس آ گیا۔ دوسرے روز میں نے پھر اسی جگہ پر جا کر نماز پڑھی۔ وقتِ مخصوص پر پھر وہی آواز آئی، اب کی مرتبہ جب میں گھر لوٹا، تو دو مہینے تک بیمار رہا۔ (ایضا)

مروی ہے کہ

ایک شخص نے بغداد کے لوہاری بازار میں چھوٹی چھوٹی کیلیں فروخت کیں۔ خریدار لوہار نے ان کو پگھلانے کی بے حد کوشش کی، لیکن ناکام رہا۔ بالآخر اس نے بیچنے والے کو تلاش کیا اور اس سے پوچھا کہ تو یہ کیلیں کہاں سے لایا تھا؟.... پہلے تو اس نے ٹال مٹول سے کام لیا، لیکن اصرار کیا گیا، تو بتایا کہ میں قبرستان کے پاس سے گزر رہا تھا کہ ایک کھلی ہوئی قبر دیکھی۔ اندر جھانکا، تو اس میں ایک مردے کی ہڈیوں میں یہ کیلیں پیوست تھیں، میں نے نکالنے کی کوشش کی، لیکن آرام سے نہ نکلیں، بالآخر ایک پتھر سے ہڈیوں کو توڑا اور یہ کیلیں حاصل کر لیں۔ (ایضا)

عبدالکافی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

میں ایک جنازے میں شریک تھا۔ اس مجمع میں ایک کالے رنگ کا پراسرار سا آدمی بھی شریک تھا۔ لیکن نمازِ جنازہ ادا کی گئی، تو اس نے شمولیت اختیار نہ کی۔ جب مردے کو قبر میں اتارا جانے لگا، تو وہ شخص میری جانب متوجہ ہو کر بولا، میں اس کا عمل ہوں۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے قبر میں داخل ہو گیا۔ (ایضا)

حضرت ابواسحاق ابراہیم رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ

ہمارے علاقے میں ایک نابینا شخص بھیک مانگا کرتا تھا۔ کہا جاتا تھا کہ وہ پہلے کفن چرایا کرتا تھا۔ وہ لوگوں سے بھیک مانگتے وقت کہتا تھا، جو مجھے کچھ دے گا، میں اسے ایک عجیب بات سناؤں گا اور جو زائد دے گا، اسے ایک عجیب چیز دکھاؤں گا۔

ایک مرتبہ کسی نے اسے کچھ زائد دیا اور عجیب و غریب چیز دکھانے کو کہا۔ اتفاقاً میں بھی وہیں موجود تھا۔ اس شخص کے کہنے پر اس نے اپنی آنکھوں کے سامنے سے کپڑا ہٹا دیا۔ میں نے دیکھا کہ دونوں آنکھیں گدی تک دھنسی ہوئی تھیں اور اس کے منہ سے گدی

کے پیچھے کا منظر نظر آ رہا تھا۔

پھر اس نے بتایا کہ میں اپنے شہر کا کفن چور تھا، لوگ مجھ سے ڈرا کرتے تھے۔ میں کفن چوری کے معاملے میں کسی کی پرواہ نہ کیا کرتا تھا۔ ایک مرتبہ قاضی شہر بیمار ہو گیا اور اس کے بچنے کی کوئی امید نہ رہی، تو اس نے سو دینار میرے پاس بھیجے اور کہلوایا کہ ان سو دیناروں کے بدلے میں، میں اپنے راز کی پردہ داری تجھ سے خریدنا چاہتا ہوں (یعنی چاہتا ہوں کہ تو میرا کفن نہ چرائے)۔ میں نے دینار لے لئے۔ کچھ عرصے بعد وہ بالکل تندرست ہو گیا، لیکن کچھ عرصے بعد پھر بیمار پڑا اور اب کی بار اس کا مرض جان لیوا ثابت ہوا۔

اس کی وفات کے بعد میں نے سوچا کہ اس نے جو پیسے دئے تھے، وہ تو پہلے والے مرض کے تھے، چنانچہ اس کا کفن بھی چرانا چاہیئے۔ جب میں نے اس ارادے سے قبر کھودی، تو قبر میں عذاب کے آثار تھے، قاضی کے بال بکھرے ہوئے تھے اور آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں۔ اچانک میں نے اپنے گھٹنوں میں سخت درد محسوس کیا اور کسی نے میری آنکھوں میں انگلیاں ڈال کر مجھے اندھا کر دیا اور کہا، اے اللہ عزوجل کے دشمن! تو اللہ کے بھیدوں پر مطلع ہوتا ہے؟..... (ایضا)

یزید بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

ایک شخص ایک قبر کے پاس پہنچا، تو اس نے قبر سے آہ، آہ کی آوازیں سنیں، جب کان لگا کر سنا، تو آواز آ رہی تھی کہ تجھے تیرے عمل نے رسوا کر دیا۔ (ایضا)

ماقبل میں صرف وہ عذاباتِ قبر ذکر کئے گئے ہیں، جنہیں لوگوں کی عبرت و نصیحت کے لئے منکشف (disclosed) کر دیا گیا۔ ایک ذی شعور و سمجھدار انسان کے لئے اتنا ہی کافی ہے، جب کہ انجام پر نگاہ رکھنے کی صلاحیت سے محروم شخص کے لئے قرآن و حدیث کا بیان بھی ناکافی ہے۔ اب یہ فیصلہ کرنا ہمارا کام ہے کہ ہم خود کو کس گروہ میں شامل

کرواناپسند کرتے ہیں۔

خواہشاتِ نفسانی کی مخالفت کو آٹھویں علاج کے طور پر پیش کرنا انتہائی موزوں ومناسب معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ نفس کی خاطر کئے گئے عشق ومحبت سمیت ہر قسم کے گناہ سے محفوظ رہنے کے لئے حرام وناجائز خواہشات کی مخالفت کی عادت اختیار کرنا بے حد ضروری ہے۔ نفس کی مخالفت کے بغیر اخروی کامیابی کا حصول تقریباً ناممکنات میں سے ہے۔ ہاں یہ حقیقت ہے کہ نفس پر غلبے کا حصول اور پھر اس پر مستقل استقامت، مشکل ترین کاموں میں سے ایک ہے، لیکن اگر پرخلوص کوشش کا آغاز کیا جائے، تو اللہ عزوجل کی جانب سے غیبی امداد ضرور حاصل ہوتی ہے اور پھر کچھ عرصہ محنتِ مسلسل کے بعد سابقہ غیر قابو نفس، ہر معاملے میں اطاعت گزار ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے،

وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ط وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ ۔ اور وہ جنہوں نے ہماری راہ میں کوشش کی، تو ضرور ضرور ہم انہیں اپنے راستوں کی جانب رہنمائی فرمائیں گے اور بے شک اللہ کی رحمت نیکوں کے ساتھ ہے۔ (عنکبوت ٦٩۔ پ ٢١)

نفسانی خواہشات کی مخالفت کا ذہن بنانے کے لئے ''اتباعِ نفس'' کی مذمت اور ''مخالفتِ نفس'' کی فضیلت پر غور وتفکر بہت ضروری ہے۔ ذیل میں اولاً ''اتباعِ نفس'' کی مذمت اور ثانیاً ''مخالفتِ نفس'' کی فضیلت پر چند کلمات ملاحظہ فرمائیں، ساتھ ساتھ اپنے باطن میں ان امور کے سلسلے میں پیدا ہونے والی ہمت کا مشاہدہ (observation) بھی بے حد ضروری ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا،

وَاتَّبَعَ هَوٰاهُ فَمَثَلُهُ كَمَثَلِ الْكَلْبِ ۔اور اپنی خواہش کی پیروی کی،تو اس کا حال کتے کی مثل ہے۔ (اعراف ۱۷۶۔پ ۹)

ایک اور مقام پر ارشاد ہوا،

وَلا تَتَّبِعِ الْهَوٰى فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۔اور خواہش کے پیچھے نہ جا، ورنہ تجھے اللہ کی راستے سے بھٹکا دے گی۔ (ص ۲۶۔پ ۲۳)

ایک جگہ ارشاد فرمایا،

اَفَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهُ هَوٰاهُ ۔کیا آپ نے اس کو ملاحظہ نہ فرمایا، جس نے اپنی خواہش کو اپنا خدا بنالیا۔ (الجاثیہ ۲۳۔پ ۲۵)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا، تین چیزیں ہلاک کر دینے والی ہیں۔

﴿1﴾ پیروی کیا جانے والا بخل۔

﴿2﴾ پوری کی جانے والی خواہش۔

﴿3﴾ آدمی کا اپنے آپ کو پسند کرنا (یعنی عجب وخود پسندی)۔

(مجمع الزوائد للھیثمی)

امامِ شافعی رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا،

اِذَا جَالَ اَمْرُكَ فِيْ مَعْنَيَيْنِ

وَلَمْ تَدْرِ حَيْثُ الْخَطَاءِ وَالصَّوَابِ

(جب تیرا معاملہ دو مقاصد میں پھر رہا ہو اور تو نہ جانتا ہو کہ غلط کون سا ہے اور درست کونسا؟)

فَخَالِفْ هَوَاكَ فَاِنَّ الْهَوٰى

يَقُوْدُ النُّفُوْسَ اِلٰى مَا يُعَاب

"(تو خواہش کی مخالفت کر، کیونکہ خواہش انسان کو معیوب باتوں کی طرف لے جاتی ہے۔) (مکاشفۃ القلوب)

ایک شاعر کہتا ہے،

اِنَارَۃُ الْعَقْلِ مَکْسُوْفٌ بِطَوْعِ هَوٰی

وَعَقْلُ عَاصِی الْهَوٰی یَزْدَادُ تَنْوِیْرًا

(اتباعِ عقل کے باعث ہی عقل کی روشنی بجھی ہوئی ہے اور خواہش کی مخالفت کرنے والے کی عقل کی روشنی بڑھ جاتی ہے۔) (ایضاً)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے،

لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی یَکُوْنَ هَوَاهُ تَبْعًا لِّمَا جِئْتُ بِهٖ ۔یعنی تم میں سے کوئی اس وقت تک (کامل) مومن نہیں ہو سکتا، جب تک اپنی خواہشات کو میرے لائے ہوئے احکام کے تابع نہ کر دے۔ (مشکوٰۃ)

یقیناً رسول کریم ﷺ کی لائی ہوئی تعلیمات پر عمل کی سعادت، مخالفتِ نفس کے بغیر ممکن نہیں، چنانچہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ جو نفس کی مخالفت کرے گا، تو اللہ تعالیٰ اس کے ایمان کو کامل فرما دے گا۔

خلیل بن خدویہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

ایک مرتبہ حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ ایک عابد کے پاس سے گزرے، جو ہوا میں عبادتِ الٰہی میں مشغول تھا، آپ نے پوچھا، تجھے اللہ عزوجل کی بارگاہ سے یہ مقام و مرتبہ کس طرح حاصل ہوا؟....عرض کی، بظاہر اس معمولی سے کام کی وجہ سے کہ میں نے خود کو دنیا سے الگ کر لیا، بے کار و فضول گفتگو سے پرہیز کیا، جس کا مجھے حکم دیا گیا، اس میں خوب غور و تفکر کے ساتھ پیروی اختیار کی اور جس سے منع کیا گیا، بعد فکر اس سے رک گیا۔لھذا اب یہ

حالت ہے کہ جب میں اس سے التجاء کرتا ہوں، وہ عطاء فرماتا ہے، جب دعا کرتا ہوں، قبول کرتا ہے اور جب اس کے متعلق قسم کھاتا ہوں، تو میری قسم کو پورا کر دیتا ہے۔ میں نے اپنے رب عزوجل سے یہ سوال کیا تھا کہ وہ مجھے ہوا میں ٹھہر کر توفیق عبادت عطا کرے، چنانچہ اس نے مجھے یہ بھی عطا فرما دیا۔ (ذم الھویٰ)

حضرت سلیمان بن داؤد رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا،

جو شخص اپنی خواہشات پر قابو پالیتا ہے، وہ اس شخص سے زیادہ طاقت ور ہے، جو کسی شہر کو اکیلے فتح کرے۔ (احیاء العلوم)

حضرت حذیفہ بن قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں،

میں ایک کشتی میں سفر کر رہا تھا کہ اچانک وہ ٹوٹ گئی۔ میں اور ایک عورت، ایک تختے پر باقی رہ گئے۔ ہم نے سات دن اسی حالت میں گزارے۔ پھر عورت نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیاس کی شکایت کی۔ میں نے دیکھا کہ آسمان سے ایک زنجیر اتاری گئی، جس کے ساتھ پانی کا ایک پیالہ لٹکا ہوا تھا۔ عورت نے اس سے پانی پی لیا۔ میں نے اس زنجیر کو دیکھنے کے لئے اوپر سر اٹھایا، تو ایک آدمی کو ہوا میں چوکڑی مارے بیٹھے دیکھا۔ میں نے پوچھا، تم کون ہو؟.... کہا، انسان ہوں۔ میں نے پوچھا تم اس درجے پر کیسے پہنچے؟.... کہا، میں نے اپنی مرضی کو اللہ کی مرضی کے تابع کر دیا، پس اس نے مجھے یہ مرتبہ عطا فرما دیا، جو تم ملاحظہ کر رہے ہو۔ (ذم الھویٰ)

حضرت ابو علی دقاق رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے،

جس شخص نے جوانی میں اپنی خواہشات پر قابو پالیا، اللہ تعالیٰ اس کو بڑھاپے میں فرشتہ صفت بنا دے گا۔ (ذم الھویٰ)

علی بن سعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں،

میں نے خواب میں ایک عورت دیکھی، جو دنیا کی عورتوں کی مثل نہیں تھی۔ میں نے اس سے پوچھا، تو کون ہے؟.... کہا، حور ہوں۔ میں نے کہا، مجھ سے شادی کروگی؟..... کہا، میرے آقا (یعنی اللہ تعالیٰ) کو میرے ساتھ نکاح کا پیغام دو۔ میں نے پوچھا، تیرا مہر کیا ہے؟ کہا، اپنے نفس کو اس کی پسندیدہ چیزوں سے باز رکھنا۔ (ذم الھویٰ)

مقصدِ زندگی پر مسلسل نظر بھی اس مرض کا بہترین علاج ہے۔ چنانچہ مکمل طور پر نجات کے لئے اپنے مقصدِ حیات کا جاننا اور پھر اس کی تکمیل کے لئے بھرپور عملی کوشش اختیار کرنا بھی بہت ضروری ہے۔ کیونکہ جس طرح مزدور کو کام پورا کرنے کے بعد ہی مزدوری ملتی ہے، جبکہ بغیر کام کئے اس کا مطالبہ بے وقوفی میں شمار ہوگا اور کام کروانے والا بھی یقیناً اظہارِ ناراضگی کرے گا۔ بالکل اسی طرح اللہ تعالیٰ نے ہمیں جس مقصد کے لئے زندگی عطا فرمائی، اس کی تکمیل کے بدلے بطورِ اجرت، جنت اور عدمِ تکمیل کی صورت میں اس نعمت سے محرومی اور مالکِ کائنات کی ناراضگی قبول کرنی پڑے گی۔

اب یہ بات تو ہر ان پڑھ و جاہل شخص بھی تسلیم کرے گا کہ اللہ عزوجل نے مرد کو جنس مخالف کو خلافِ شرع دیکھنے، ان کا پیچھا کرنے، ان پر الٹی سیدھی آوازیں کسنے، انھیں محبت بھرے خطوط لکھنے، ذہن میں ان کا تصور لا کر لذت حاصل کرنے اور ان کے باعث بے شمار دیگر گناہوں میں مبتلاء ہونے کے لئے تو پیدا نہیں فرمایا...اور...نہ ہی عورتوں کو اس لئے کہ اجنبی لڑکوں کو جان بوجھ کر اپنے پیچھے لگایا جائے، ان سے تحفے وصول کئے جائیں، ان کے ساتھ اسکوٹر پر بالکل چپک کر بیٹھا جائے، ان کے ہاتھوں میں ہاتھ ڈال کر پکنک پوائنٹس پر گھوما جائے اور پھر نفسانی خواہشات سے مغلوب ہو کر اپنے دامن کو ''زناء یا گھر سے راہِ فرار'' اختیار کر کے داغ بدنامی سے آلودہ کیا جائے۔

وجہ واضح ہے کہ اللہ عزوجل ایسے بے کار و گندے کاموں کے لئے تخلیقِ مخلوق سے

بالکل بے نیاز و پاک وصاف ہے۔نتیجہ یہ نکلا کہ اس بات میں کوئی شک نہیں ہوسکتا کہ اس نے ہمیں کسی بہت ہی پاکیزہ مقصد کے لئے پیدا فرمایا ہے۔اب یقیناً سوال پیدا ہوتا ہے کہ آخر وہ کون سا مقصد ہے کہ جس کی تکمیل کے لئے اللہ کریم نے ہمیں زندگی جیسی اعلیٰ نعمت عطا فرمائی ؟....لاریب اس کے جواب کے لئے قرآنِ پاک سے رجوع کرنا بے حد مفید رہے گا، چنانچہ اللہ تعالیٰ ''سورۂ ملک'' میں اس کا جواب، ان الفاظ میں ارشاد فرماتا ہے،

اَلَّذِی خَلَقَ الْمَوْتَ وَ الْحَیٰوۃَ لِیَبْلُوَکُمْ اَیُّکُمْ اَحْسَنُ عَمَلاً ط۔ وہ جس نے موت اور زندگی کو پیدا کی تا کہ تمہاری امتحان لے کہ ہوتم میں سے کون عمل کے اعتبار سے اچھا ہے۔ (الملک ا۔پ ۲۹)

اس آیتِ کریمہ سے بالکل واضح طور پر معلوم ہو گیا کہ ہمیں مذکورہ نامناسب و غیر اخلاقی کاموں کے لئے نہیں، بلکہ نیک اعمال کی ادائیگی کے لئے زندگی عطا کی گئی ہے۔ پس اب اگر ہم اللہ عزوجل کو راضی کرنا اور اخروی انعامات کا مستحق بننا چاہتے ہیں، تو ہمیں ان بیکار کاموں سے خود کو بچا کر نیک اعمال کی ادائیگی کا عادی بننا پڑے گا، بصورتِ دیگر ہوسکتا ہے کہ نہ چاہتے ہوئے بھی، انعامات سے محرومی اور عذابات میں گرفتاری کا تحفہ قبول کرنا پڑے۔

موت کی یاد اور تلاوتِ قرآن کی کثرت بھی اس گناہ کا بہترین علاج ہے۔کیونکہ جیسا کہ پہلے گزر چکا کہ اس سلسلے میں نفس وشیطان بڑا اہم کردار ادا کرتے ہیں، ان دونوں کی گمراہ کن دعوت قبول کرنے کی وجہ سے انسان غفلت کا شکار ہو جاتا ہے، پھر یہی غفلت اسے گناہوں میں مبتلاء کروا دیتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں کا عادی ہو جانا، دل کی سیاہی کا سبب بنتا ہے، اور پھر دل کی یہ سیاہی قبولِ حق ونصیحت کی راہ میں بہت بڑی

رکاوٹ بن جاتی ہے، اور جب انسان خطاؤں کا عادی ہو جائے اور نصیحت قبول کرنا بھی بوجھ محسوس ہونے لگے، تو پھر آخرت کی تباہی و بربادی بظاہر یقینی نظر آتی ہے۔ لھذا اس چکر سے نجات و محفوظ رہنے کے لئے غفلت اور دل کی سیاہی کو دور کرنا بہت ضروری ہے۔ اور ان دونوں سے نجات کے لئے موت کی یاد اور قرآنِ کریم کی تلاوت بہترین اعمال ہیں۔

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا، یہ دل بھی لوہے کی طرح زنگ آلود (rusty) ہو جاتے ہیں۔ عرض کی گئی، یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم)! ان کو صاف کرنے کا طریقہ کیا ہے؟.... فرمایا، قرآنِ پاک کی تلاوت۔ (کنز العمال للمتقی الھندی)

حضرت ابراہیم خواص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، دل کی دوا پانچ چیزوں میں ہے۔

(1) قرآنِ عظیم کو فکر کے ساتھ پڑھنا۔

(2) پیٹ کو (حرام ومشتبہ چیزوں اور زیادہ کھانے سے) خالی رکھنا۔

(3) رات کو تہجد پڑھنا۔

(4) سحری کے وقت اللہ تعالیٰ کے سامنے عاجزی وانکساری سے گڑ گڑانا۔

(5) نیک لوگوں کی صحبت میں بیٹھنا۔ (ذم الھوی)

الفضیل بن موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ

فضیل بن عیاض توبہ سے قبل ڈاکو تھے۔ ان کی توبہ کا ایک سبب یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ ان کو ایک لڑکی سے عشق ہو گیا تھا۔ ایک مرتبہ جب اندر جانے کے لئے اس کے گھر کی دیوار پر چڑھ رہے تھے، تو کانوں میں قرآنِ مجید کی تلاوت کی آواز آئی، پڑھنے والا یہ آیت پڑھ رہا تھا، اَلَمْ یَاْنِ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ۔

کیا ایمان والوں کے لئے ابھی تک وہ وقت نہیں آیا کہ ان کے دل، اللہ کی یاد کے لئے جھک جائیں۔

آیت کے مضمون نے دل پر گہرا اثر کیا اور بے اختیار زبان سے نکلا، اے میرے رب! یقیناً وہ وقت آ گیا ہے۔ پھر فوراً دیوار سے نیچے اتر آئے، خالص توبہ کی اور تا دمِ مرگ مکہ میں رہائش پزیر رہے۔ (رسالۂ قشیریہ)

مذکورہ قول رسول ﷺ، اقوال بزرگان دین اور پر اثر واقعہ سے معلوم ہوا کہ دل کا علاج قرآنِ پاک کی تلاوت میں پوشیدہ ہے۔ لیکن عربی سے ناواقف شخص کو اس کا مکمل فائدہ اسی صورت میں حاصل ہوگا کہ جب قرآن عظیم کو "ترجمہ و تفسیر" کے ساتھ پڑھا جائے۔ بہتر صورت یہ ہے کہ روزانہ جتنا آسانی کے ساتھ پڑھ سکیں، منتخب کر کے، اولاً تلاوت کیجئے اور پھر ترجمہ و تفسیر پڑھئے ان شاء اللہ عزوجل کچھ ہی دنوں میں واضح فرق خود محسوس فرمائیں گے، لیکن ضروری ہے کہ درمیان میں ناغہ بالکل نہ ہو۔

موت کی یاد کے سلسلے میں اسلامی تعلیمات کا مطالعہ کیا جائے، تو درج ذیل آیات واحادیث رہنمائی کرتی نظر آتی ہیں۔

اللہ عزوجل کا فرمان ہے،

كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ۔ ہر جان نے موت کا ذائقہ چکھنے والی ہے۔

حضرت عطاء خراسانی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ ﷺ ایک ایسی مجلس کے پاس سے گزرے کہ جس میں خوب ہنسی مذاق ہو رہا تھا۔ (اس غفلت کو ملاحظہ فرما کر) آپ نے ارشاد فرمایا، اپنی مجلس میں لذتوں کو توڑنے والی

چیز کی ملاوٹ بھی کرلیا کرو۔عرض کی گئی، یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم)!لذتوں کوختم کردینے والی شے کیا ہے؟....فرمایا،موت کی یاد۔ (شرح الصدور)

حضرت زید سلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ ﷺ جب اپنے اصحاب میں غفلت(negligence)محسوس کرتے،تو بلند آواز سے پکار کر فرماتے ،اے لوگو!تمھارے پاس موت آ گئی،نیک بختی کا پیغام بن کر یا بدبختی کا۔ (شعب الایمان)

ان احادیث سے بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ موت کی یاد غفلت کو دور کرنے کا ایک عظیم سبب ہے۔ہمارے اسلافِ کرام کس طرح ہمہ وقت موت کی یاد میں مشغول رہا کرتے تھے،اس کی تھوڑی سی جھلک حصولِ عبرت کے لئے درجِ ذیل واقعات میں ملاحظہ فرمایئے۔

مروی ہے کہ

کسی نے ایک بزرگ کو قبرستان سے آتے دیکھا،پوچھا،کہاں سے تشریف لا رہے ہیں؟....فرمایا،اس مقام پر ایک قافلہ خیمہ زن ہے،اسی کے پاس سے آ رہا ہوں۔ عرض کی گئی،کیا اہلِ قافلہ سے کچھ گفتگو بھی ہوئی؟....فرمایا،ہاں،میں نے ان لوگوں سے پوچھا تھا کہ یہاں سے کب روانہ ہوگے؟....توانھوں نے جواب دیا،جب تم لوگ بھی شاملِ قافلہ ہوجاؤ گے۔ (روض الریاحین)

حضرت ابراہیم بن یزید عبدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

میرے پاس حضرت ریاح قیسی رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور فرمایا،ہمارے ساتھ آخرت والوں کے پاس چلو،تاکہ ہم ان کے پاس جاکر ایک وعدہ کریں۔میں ان کے ساتھ چل پڑا،حتی کہ ہم قبرستان پہنچ گئے۔آپ وہاں ایک قبر کے پاس بیٹھ گئے ،پھر

فرمایا، اے ابواسحٰق! تمھارا کیا خیال ہے، اگر ان مردوں میں سے کوئی تمنا کرے، تو کیا تمنا کرے گا؟.... میں نے کہا، واللہ! وہ تمنا کرے گا کہ اسے دنیا میں واپس بھیج دیا جائے، تاکہ وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی باتیں سنے اور اپنی اصلاح کا سامان کرے۔ یہ سن کر فرمایا، ہم ابھی اس دنیا میں موجود ہیں (لھذا اپنی اصلاح کرنا ممکن ہے) پھر آپ اٹھ کھڑے ہوئے اور عبادت وریاضت میں خوب مشقت برداشت کی اور کچھ عرصے بعد فوت ہوگئے۔

(ذم الھویٰ لابن جوزی)

منقول ہے کہ

ایک روز حضرت یزید رقاشی رضی اللہ عنہ، حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لائے۔ آپ نے ان سے فرمایا، اے یزید! مجھے کچھ نصیحت کیجئے۔ انھوں نے کہا، اے امیر المومنین! آپ پہلے خلیفہ نہیں، جو مریں گے۔ (یعنی آپ سے پہلے والے بھی دنیا سے رخصت ہوگئے اور ان کی موت باعث عبرت ہے) یہ سن کر آپ رونے لگے، پھر فرمایا، کچھ اور ارشاد فرمائیے۔ انھوں نے کہا، آپ کے تمام آباؤ اجداد مر چکے ہیں، آپ اور آدم علیہ السلام کے درمیان جتنے باپ ہیں، ان میں سے اس وقت کوئی بھی زندہ نہیں۔ (اور یہ اس بات کی دلیل ہے کہ آپ بھی ضرور مریں گے) یہ سن کر آپ مزید روئے، پھر فرمایا، کچھ اور نصیحت کیجئے۔ اس پر انھوں نے کہا، جنت اور دوزخ کے درمیان اور کوئی مرتبہ نہیں، لھذا آپ جنت میں جائیں گے یا جہنم میں۔ یہ سن کر آپ بے ہوش ہوکر گر پڑے۔

(تنبیہ المغترین)

اپنے اسلاف کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے ہر مسلمان کو عموماً اور اس ''میٹھے زہر'' کے بڑے بڑے گھونٹ بھرنے والے'' خواتین وحضرات کو خصوصاً، اپنی موت کو ہمہ وقت یاد رکھنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

اپنی موت کو یاد رکھنے کے کئی طریقے اختیار کیے جاسکتے ہیں۔ مثلاً

(i) اطراف میں اٹھنے والے جنازوں کو دیکھ کر۔

(ii) اخبار میں ایکسیڈنٹ وغیرہ کے ذریعے ہلاک ہونے والوں کی خبریں پڑھ کر۔

(iii) کبھی موقع ملے اور نفس میں ہمت پائیں، تو اسپتال کے مردہ خانے میں جا کر لاشوں کو دیکھنے کے ذریعے۔

(iv) کبھی قبرستان میں اکیلے جا کر قبروں میں موجود لوگوں کی بے بسی کو یاد کرکے۔

(v) اور کبھی تصور ہی تصور میں خود کو مردہ حالت میں دیکھیں، کبھی تختہ غسل پر، کبھی سفید کفن میں لپٹے ہوئے، کبھی مردوں کی چارپائی پر، کبھی لوگوں کو خود پر نماز پڑھتے ہوئے، کبھی اپنے گھر والوں اور دیگر رشتہ داروں کو اپنی لاش پر زاروقطار روتا دیکھ کر۔ غرض یہ کہ موت کے بعد کے مناظر کو بار بار نگاہوں کے سامنے لائیں، ان شاء اللہ تعالیٰ کچھ ہی عرصے میں اللہ عزوجل کی رحمت مکمل طور پر اپنی آغوش (embrace) میں لے لے گی۔

عشق حقیقی کے حصول کی مخلصانہ کوششیں بھی ایک مؤثر علاج کے طور پر پیش کی جاسکتی ہیں۔

پیچھے بیان کردہ تفصیل سے بخوبی معلوم ہو گیا کہ عشق مجازی میں مبتلاء ہونے والوں کے حصے میں عموماً، دنیا و آخرت کے خسارے کے علاوہ اور کچھ نہیں۔ لھذا ایسے خواتین وحضرات اگر عشق ومحبت کے بغیر رہنا اپنے لئے ناممکن تصور کرتے ہوں، تو انھیں چاہیئے کہ ''عشق مجازی'' سے جان چھڑا کر ''عشق حقیقی'' کے حصول کے لئے محنت کریں۔ ایسے حضرات کے لئے غور طلب بات ہے کہ جب ''مخلوق'' سے دل لگانے میں اتنی لذت ہے، تو ''خالق'' کی جانب مائل ہونے میں کس قدر مزہ پوشیدہ ہوگا؟.... یہی وجہ ہے کہ جب

کوئی شخص ایک مرتبہ ''عشقِ حقیقی'' کی چاشنی سے آشنا ہو جائے، تو پھر اسے ''عشقِ مجازی'' کے پھیکے پن میں بالکل مزہ نہیں آتا۔

اور جب اس نعمت کے حصول کے نتیجے میں، اللہ تعالیٰ کی جانب سے اس پر بے شمار انعامات کی بارش شروع ہو جاتی ہے، تو پھر اسے، فقط وقتی مزے کی خاطر اس مصنوعی محبت میں گرفتار خواتین و حضرات کی نادانی میں کسی قسم کا شک باقی نہیں رہتا۔ امید ہے کہ درجِ ذیل اقوال و واقعات کو خوب سنجیدگی سے پڑھ کر آپ بھی راقم الحروف سے سو فیصد اتفاق فرمائیں گے۔

حضرت احمد بن ابی الحواری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

محمود نے حضرت ابوسلیمان دارانی رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ اللہ عزوجل کا مقرب بننے کے لئے کس عمل کو بڑا ذریعہ قرار دیا جا سکتا ہے؟.... آپ سوال سن کر رو پڑے اور فرمایا، مجھ جیسے سے ایک بہت عظیم سوال کیا جا رہا ہے۔ پھر فرمایا، سب سے زیادہ پسندیدہ عمل، جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہوتا ہے، یہ ہے کہ اللہ عزوجل تیرے دل کی طرف متوجہ ہو، تو تیری یہ حالت ہو کہ تو دنیا اور آخرت میں صرف اسی کا طلبگار ہو۔
(ذم الھویٰ لابن جوزی)

منقول ہے کہ

حضرت ذوالنون مصری رضی اللہ عنہ ایک بار ملکِ شام تشریف لے گئے۔ وہاں آپ کا گزر ایک نہایت سرسبز و شاداب سیبوں کے باغ پر ہوا۔ اس میں ایک نوجوان مشغولِ نماز نظر آیا۔ آپ کو اس سے ہم کلامی کا اشتیاق ہوا، چنانچہ جب اس نے سلام پھیرا، تو آپ نے اس کو سلام کیا اور بات کرنا چاہی۔ اس نے زبان سے کوئی جواب نہ دیا، بلکہ زمین پر یہ شعر لکھ دیا،

مُـنِـعَ الـلِّسَـانُ مِـنَ الـكَلَامِ لِاَنَّــهٗ

كَهفُ الْبَلَاءِ وَجَـالِـبُ الْـآفَـاتِ

فَـاِذَا نَـطَـقْـتَ فَـكُنْ لِرَبِّکَ ذَاكِرًا

لَا تَـنْسَـهٗ وَ احْـمَـدْهُ فِی الْحَالَاتِ

(یعنی زبان کلام سے روک دی گئی ہے، اس لئے کہ وہ طرح طرح کی بلاؤں کا غار اور آفتیں لانے والی ہے۔ اس لئے جب کلام کرنا چاہو، تو اللہ ہی کا ذکر کرو، اسے کسی وقت فراموش نہ کرو اور ہر حال میں اس کی حمد کرتے رہو)

نوجوان کی اس تحریر کا آپ کے قلب پر گہرا اثر پڑا اور آپ پر گریہ طاری ہو گیا، جب کچھ افاقہ ہوا۔ تو آپ نے بھی انگلی سے زمین پر یہ اشعار لکھے،

وَمَـا مِـنْ كَـاتِـبٍ اِلَّا سَيَبْلٰـى

وَ يُبْقِـى الـدَّهْـرُ مَـا كَتَبَتْ يَدَاهٗ

فَلَا تَـكْتُـبْ بِـكَفِّکَ غَيْـرَ شَـيْءٍ

يَسُــرُّکَ فِـى الْـقِيٰـمَةِ اَنْ تَـرَاهٗ

(یعنی ہر لکھنے والا عنقریب بوسیدہ ہو جائے گا اور جو کچھ اس نے اپنے ہاتھ سے لکھا، زمانہ اسے باقی رکھے گا اس لئے اپنے ہاتھ سے لکھو، تو ایسی بات لکھو، جسے دیکھ کر تمہیں قیامت میں خوشی میسر ہو۔)

آپ فرماتے ہیں کہ میرا لکھا ہوا شعر پڑھ کر اس نوجوان نے ایک چیخ ماری اور پھر اس کا دم نکل گیا۔ میں نے سوچا اس کی تجہیز و تکفین کا انتظام کر دوں، مگر غیب سے ایک آواز آئی،

ذوالنون! اسے رہنے دو، رب کائنات نے اس سے وعدہ کیا ہے کہ اس کی تجہیز و تکفین فرشتے کریں گے۔

فرماتے ہیں کہ یہ سن کر میں باغ کے ایک کونے میں مصروف عبادت ہو گیا اور

چند رکعتیں پڑھنے کے بعد اس طرف نظر کی تو وہاں اس نوجوان کا نام ونشان بھی نہ تھا۔
(روض الریاحین)

مروی ہے کہ

حضرت عطاء رضی اللہ عنہ کا ایک بازار سے گزر ہوا، وہاں ایک پاگل کنیز کی بولی لگ رہی تھی، لیکن کوئی اسے خریدنے کے لئے تیار نہ ہوتا تھا۔ آپ نے اسے پاگل گمان کرتے ہوئے بھی سات دینار میں خرید لیا اور اپنے ساتھ گھر لے آئے۔ رات ہوئی تو دیکھا کہ اس نے چپکے سے اٹھ کر وضو کیا اور نماز شروع کر دی۔ نماز میں اس کے انہماک اور تضرع کی یہ کیفیت تھی کہ آنکھوں سے آنسوؤں کی برسات ہو رہی تھی اور سانس پھول رہا تھا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ سے ان الفاظ میں ہم کلام ہوئی، اے میرے پروردگار! اس محبت کی قسم جو تو مجھ سے فرماتا ہے، مجھ پر رحم فرما۔

آپ نے یہ الفاظ سنے، تو اس کے جنون کا سبب سمجھ میں آ گیا۔ آپ نے قریب آ کر فرمایا، تجھے اللہ عزوجل سے اس طرح دعا کرنی چاہیئے کہ اے میرے پروردگار! اس محبت کی قسم جو میں تجھ سے کرتی ہوں، تو مجھ پر رحم فرما۔ اس نے کہا، میں نے بالکل درست کہا ہے، اس ذاتِ حق کی قسم! اگر وہ مجھ سے پیار نہ فرماتا، تو آپ کو میٹھی نیند سلا کر مجھے عبادت کے لئے نہ اٹھاتا۔ یہ کہہ کر وہ بے ہوش ہو کر گر پڑی، جب افاقہ ہوا، تو چند اشعار پڑھے۔ پھر بلند آواز سے پکارا، یا ارحم الراحمین! اب تک تیرا اور میرا راز پوشیدہ تھا، مگر اب یہ راز لوگوں پر ظاہر ہو چکا ہے، اس لئے بس اب تو مجھے اپنے پاس بلا لے۔ آپ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد وہ زمین پر گر گئی، میں نے قریب جا کر دیکھا، تو اس کا انتقال ہو چکا تھا۔
(روض الریاحین)

مروی ہے کہ

ایک مرتبہ حضرت ذوالنون مصری رضی اللہ عنہ کوہِ لبنان کے ایک چھوٹے سے غار میں تشریف لائے۔ وہاں آپ نے ایک بہت عمر رسیدہ بزرگ کو دیکھا۔ لاغر جسم گرد وغبار سے اٹا ہوا تھا۔ اسی حالت میں نماز کی ادائیگی میں مشغول تھے۔ انھوں نے سلام پھیرا، تو آپ نے سلام پیش کیا، انھوں نے جواب دے کر فوراً پھر نیت باندھ لی اور مسلسل عصر تک مصروف نماز رہے۔ اس کے بعد ایک چٹان کا سہارا لے کر تسبیح پڑھنے لگے۔ جب کافی دیر گزر گئی اور توجہ نہ فرمائی، تو آپ نے خود ہی آگے بڑھ کر عرض کی، حضور! میرے حق میں دعائے خیر فرمائیے۔ فرمایا، اللہ، تجھے اپنے قرب سے مانوس فرمائے۔ عرض کی کچھ اور فرمایا، بیٹے! اللہ تعالیٰ جس کو اپنے قرب کی الفت سے نوازتا ہے، اسے چار نعمتیں دیتا ہے۔ عزت بغیر نسب کے۔ علم، بغیر طلب کے۔ غنا، بغیر مال کے۔ انس بغیر جماعت کے۔

اتنا فرمانے کے بعد ایک زوردار نعرہ لگایا اور بے ہوش ہو گئے۔ تین روز تک اسی حالت میں گزار دیے۔ جب تین دن بعد ہوش آیا، تو اٹھ کر وضو فرمایا اور پوچھا، میں نے کتنی نمازیں نہیں پڑھیں؟... آپ نے عرض کی، تین روز کی۔ یہ سنتے ہی فوراً کھڑے ہوئے اور تمام نمازیں پوری کیں۔ پھر رخصت ہونے لگے، تو آپ نے روتے ہوئے ان کا دامن تھام لیا اور عرض کی، حضرت! میں تین دن تک صرف اس لئے حاضرِ خدمت رہا ہوں کہ کچھ اور نصیحت فرمائیں گے۔ فرمایا، اپنے پروردگار سے محبت کر اور اس کی محبت کے بدلے کسی معاوضے کا خیال تک نہ لا، کیونکہ جو اس کے سچے عاشق ہیں، وہی ساری مخلوق کے تاجدار، زاہدوں کے سردار، رب کا انتخاب، خدا کے دوست، اللہ کے ولی اور اس کے حقیقی بندے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ اس وقت انھوں نے پھر ایک چیخ بلند کی، میں نے قریب جا کر دیکھا، تو جسم بے جان ہو چکا تھا۔ (ایضاً)

روایت ہے کہ

شیخ محمد حسین بغدادی رضی اللہ عنہ حج کے لئے تشریف لے گئے۔ بازارِ مکہ میں ملاحظہ فرمایا کہ ایک بوڑھا، ایک باندی فروخت کرتے ہوئے پکار رہا تھا، میں کے اس عیبوں سے بری ہوں، کوئی بیس دینار سے زیادہ دے، تو لے سکتا ہے۔ آپ اس بوڑھے کے پاس پہنچے اور دریافت فرمایا کہ اس میں کیا عیب ہیں؟.... اس نے عرض کی، یہ پاگل ہے، ہر وقت اداس رہتی ہے، رات بھر بیدار، دن بھر بھوکی پیاسی رہتی ہے اور تنہائی پسند ہے۔ یہ سن کر آپ نے اس لونڈی کو خرید لیا۔ قیام گاہ پر پہنچ کر وہ کچھ دیر سر جھکائے بیٹھی رہی، پھر دریافت کیا، آقا! اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے، آپ کہاں کے باشندے ہیں؟.... آپ نے فرمایا، عراق کا۔ عرض کی، عراق میں کس شہر کے، کوفہ یا بصرہ؟.... فرمایا، نہ کوفہ، نہ بصرہ۔ عرض کی پھر تو آپ مدینۃ السلام بغداد کے باشندے ہیں۔ فرمایا، ہاں، تو نے سچ کہا۔ عرض کی، بہت خوب، وہ تو عابدوں اور زاہدوں کا شہر ہے۔ آپ اس کی اس بات پر متعجب ہوئے اور فرمایا، اچھا یہ بتاؤ، تم بغداد کے بزرگوں میں سے کس کس کو جانتی ہو؟.... عرض کی، حضرت مالک بن دینار، حضرت بشر حافی، حضرت صالح مزنی، حضرت ابو حاتم سجستانی، حضرت معروف کرخی، حضرت محمد بن حسین بغدادی، رابعہ عدویہ، شعوانہ، میمونہ رضی اللہ عنہم میں ان سب کو جانتی ہوں۔ آپ نے پوچھا، تو انھیں کس طرح جانتی ہے؟.... عرض کی، بھلا میں انھیں کیوں نہ پہچانوں گی، یہ لوگ تو دلوں کے معالج اور محبانِ حق کے رہنما ہیں۔

آپ نے فرمایا، کیا تو جانتی ہے کہ میں ہی محمد بن حسین بغدادی ہوں۔ عرض کی، اے ابوعبداللہ! میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی تھی کہ آپ سے میری ملاقات کروا دے۔ بتایئے آپ کی وہ دل سوز آواز کیا ہوئی جس سے اہلِ ارادت کے دل میں زندگی پیدا ہوتی تھی اور سننے والوں کی آنکھیں اشک بار ہو جاتی تھیں؟.... فرمایا، میری وہ آواز اپنے حال پر ہے۔ عرض کی، آپ کو ربِ ذوالجلال کی قسم! مجھے کلام اللہ کی کچھ آیتیں سنایئے۔ آپ فرماتے

ہیں کہ میں نے تلاوت سے پہلے بسم اللہ شریف پڑھی، جسے سنتے ہی وہ بے ہوش ہوگئی۔ میں نے اس کے منہ پر پانی کے چھینٹے مارے، تو ہوش آیا۔ عرض کی، یہ تو اس کا نام ہے، اس وقت میرا کیا حال ہوگا کہ جب میں اس کی معرفت حاصل کروں گی اور جنت میں اس کا دیدار نصیب ہوگا؟....اے ابوعبداللہ! اللہ آپ پر رحم فرمائے، پڑھیے۔ فرماتے ہیں کہ میں نے تلاوت شروع کی اور یہ آیت پڑھی،

اَمْ حَسِبَ الَّذِیْنَ اجْتَرَحُوا السَّیِّاٰتِ اَنْ نَّجْعَلَهُمْ كَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَوَآءً مَّحْیَاهُمْ وَ مَمَاتُهُمْ سَآءَ مَا یَحْكُمُوْنَ ۔ جنہوں نے برائیوں کا ارتکاب، کیا یہ گمان کرتے ہیں کہ ہم انہیں ان جیسا کر دیں گے، جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے، ان کی زندگی اور موت برابر ہو جائے، کیا ہی برا فیصلہ کرتے ہیں۔

عرض کی، اے ابوعبداللہ! ہم نے نہ کسی بت کی پرستش کی اور نہ ہی کسی دوسرے کو بطورِ معبود قبول کیا۔ مزید پڑھیے، اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے۔ آپ نے مزید پڑھا،

اِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِیْنَ نَارًا لا اَحَاطَ بِهِمْ سُرَادِقُهَا ط وَاِنْ یَّسْتَغِیْثُوْا یُغَاثُوْا بِمَآءٍ كَالْمُهْلِ یَشْوِی الْوُجُوْهَ بِئْسَ الشَّرَابُ وَسَآءَتْ مُرْتَفَقًا ۔ اور بے شک ہم نے ظالموں کے لیے آگ تیار کی ہوئی ہے۔ اس کی دیواریں انہیں گھیر لیں گی۔ اور اگر وہ پانی کے لئے فریاد کریں، تو ان کی فریادرسی، اس پانی سے ہوگی، جو کھولتے ہوئی دھات کی طرح ہے۔ وہ پانی ان کے منہ بھون دے گا۔ کیا ہی برا مشروب ہے اور دوزخ ٹھہرنے کی کیا ہی بری جگہ ہے۔

عرض کی، اے ابوعبداللہ! آپ نے خود کو مایوسی کا پابند کر لیا ہے، امید وبیم کے درمیان رہیئے، اور کچھ پڑھیے۔ فرماتے ہیں، میں نے پڑھا،

وُجُوهٌ يَّوْمَئِذٍ عَلَيْهَا مُّسْفِرَةٌ ☆ ضَاحِكَةٌ مُّسْتَبْشِرَةٌ وَوُجُوهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاظِرَةٌ ۔ یعنی اس دن کچھ چہرے روشن ہونگے۔ ہنستے (اور) خوشیاں مناتے ہوئے اور کچھ بگڑے ہوئے ہوں گے۔

عرض کی، جس روز وہ اپنے دوستوں کے لئے ظاہر ہوگا، مجھے اس سے ملنے کا کس قدر شوق ہوگا؟.... کچھ اور پڑھیے۔ فرمایا، پھر میں نے پڑھا،

يَطُوفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُونَ 0 بِأَكْوَابٍ وَّ أَبَارِيقَ ۙ وَكَأْسٍ مِّنْ مَّعِينٍ 0 لَا يُصَدَّعُونَ عَنْهَا وَلَا يُنْزِفُونَ 0 وَفَاكِهَةٍ مِّمَّا يَتَخَيَّرُونَ 0 وَلَحْمِ طَيْرٍ مِّمَّا يَشْتَهُونَ 0 وَحُورٌ عِينٌ 0 كَأَمْثَالِ اللُّؤْلُؤِ الْمَكْنُونِ 0 جَزَآءً ۢ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۔ ان کے پاس ہمیشہ باقی رہنے والے لڑکے، کوزے، آفتابے، جام اور آنکھوں کے سامنے بہتی ایسی شراب لے کر بار بار حاضر ہوں گے کہ جس سے نہ انہیں درد سر ہوگا اور نہ وہ ہوش سے بیگانہ ہوں گے۔ اور پسندیدہ میوے اور خواہش کے مطابق پرندوں کا گوشت اور بڑی آنکھ والی حوریں، جیسے چھپائے ہوئے موتی۔ وہ جو کچھ کرتے رہے تھے، یہ اس کا بدلہ ہے۔

اس نے عرض کی، اے ابوعبداللہ! میرا خیال ہے کہ آپ نے حور کو پیغام تو دیا ہے

مگر کیا مہر کے لئے کچھ خرچ بھی کیا ہے؟....فرمایا، میں تو مفلس ہوں، تو بتا کہ کیا کروں؟.... عرض کی، نمازوں کے ساتھ شب بیداری کیجئے، ہمیشہ روزہ اور فقراء و مساکین سے محبت رکھئے۔ اتنا کہہ کر بے ہوش ہوگئی۔ آپ نے چہرے پر پانی کے چھینٹے مارے۔ ہوش میں آئی، تو مناجات کرنے لگی، پھر اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کی اور اس کے بعد التجاء کرتے کرتے خاموش ہوکر زمین پر گر پڑی۔ آپ نے دیکھا، تو مر چکی تھی۔ آپ کو اس کے مرنے کا بہت صدمہ ہوا۔ نڈھال حالت میں کفن وغیرہ خریدنے بازار گئے، واپس آئے، تو اسے ایک کفن میں ملبوس، خوشبو سے آراستہ پایا، اس کے علاوہ اس پر دو جنتی لباس پڑے تھے اور کفن پر دو نورانی سطریں لکھی تھیں

لا اله الا الله محمد رسول الله

اَلاَ اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللّٰہِ لاَ خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلاَ ھُمْ یَحْزَنُوْنَ

آپ اس کے کفن دفن سے فارغ ہوکر اداس وغمگین اپنے حجرے میں تشریف لائے اور دو رکعت نماز پڑھ کر سو گئے۔ خواب میں اسی باندی کو دیکھا کہ جنت میں لعل وجواہر کا تاج پہنے، بہشتی لباس زیب تن کئے، پاؤں میں سرخ یاقوت کی جوتیاں ڈالے، آفتاب و ماہتاب سے زیادہ روشن وتابندہ رخسار کے ساتھ ٹہل رہی ہے۔ آپ نے دریافت فرمایا، تجھے یہ عظیم مقام کیسے ملا؟....جواب دیا، فقراء و مساکین کی محبت، استغفار کی کثرت اور مسلمانوں کے راستے سے تکلیف دہ چیزوں کے دور کرنے سے۔ (ایضاً)

یونہی ماقبل بیان کے مطابق انبیاء علیہم السلام کی محبت اور دینی دوستوں سے اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر دوستی رکھنا بھی دراصل اللہ عزوجل ہی سے محبت رکھنا ہے۔ لھذا عشق مجازی میں مبتلاء حضرات کو چاہیئے کہ دینی دوستوں کے علاوہ انبیاء واولیاء کرام سے عشق و

محبت کے تعلق کو مضبوط سے مضبوط تر کریں، خصوصاً سب سے آخری نبی ﷺ سے تعلق کی مضبوطی انتہائی ضروری ہے۔ کیونکہ آپ کا فرمان ہے کہ

تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا، جب تک کہ میں اسے اس کے والد، اسکی اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ پیارا نہ ہو جاؤں۔ (بخاری و مسلم)

اس کا ایک علاج یہ بھی ہے کہ جنس مخالف کی جسمانی و اخلاقی گندگی

کو بار بار ذہن میں لایا جائے۔

اسی لئے کہا جاتا ہے کہ اگر کسی کی محبت دل سے دور نہ ہو رہی ہو اور اس کے باعث گناہوں میں مبتلاء ہونے کا صحیح اندیشہ ہو، تو ایسے اعمال کا اختیار کرنا واجب وضروری ہے کہ جن کی وجہ سے امن نصیب ہونے کا تھوڑا بہت بھی یقین ہو۔ ان ہی اعمال میں سے ایک عمل یہ بھی ہے کہ ایسی شخصیت کی ذات میں موجود گندگیوں پر غور و تفکر شروع کر دے، اگر یہ غور کرنے والا خود ''گندی فطرت (bad nature)'' کا مالک نہ ہوا، تو ایک، دو مرتبہ کے تصور کے ساتھ ہی دل میں بیزاریت و کراہیت کے آثار نمایاں ہونا شروع ہو جائیں گے۔ اس سلسلے میں اکابرین کی تعلیم ملاحظہ کیجئے۔

علامہ ابن جوزی فرمایا کرتے تھے کہ

اگر انسان، بدن کی ان گندگیوں اور برائیوں کو ذہن میں لے کر آئے کہ جنھیں لباس نے چھپا رکھا ہے، تو اس کا عشق ٹھنڈا ہو جائے۔ (ذم الھویٰ)

اور حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ

جب تم میں سے کسی کو کوئی عورت اچھی لگے، تو تم اس کی آلائشوں اور گندگیوں پر غور کرو۔ (ذم الھویٰ)

پچھلے صفحات میں اخروی انعامات پر غور کے تحت، حضرت مالک بن دینار رضی اللہ عنہ والے واقعے کو ایک مرتبہ دوبارہ پڑھ کر دیکھئے، جس میں آپ نے امیر شخص کو توبہ کرواتے ہوئے اس طریقے کو بھی استعمال کیا تھا، چنانچہ آپ نے باندی کے عیوب بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا تھا کہ

اگر یہ عطر نہ لگائے، تو اس کا جسم بدبو کرنے لگے۔ منہ نہ دھوئے، تو اس سے تعفن اٹھنے لگے۔ بالوں کی صفائی نہ رکھے، تو ان میں جوئیں پڑ جائیں۔ ذرا عمر بڑی ہو، تو اس پر بڑھاپا طاری ہو جائے اور دیکھنے کے لائق بھی نہ رہے۔ حیض اسے آتا ہے۔ پیشاب پاخانہ یہ کرتی ہے۔ طرح طرح کی نجاستوں سے آلودہ رہتی ہے اور رنج وغم و تکلیفوں سے اسے سابقہ پڑتا رہتا ہے۔

اسی طرح منقول ہے کہ

ایک عقلمند شخص کا انتقال ہونے لگا، تو اپنے بیٹے کو بلوایا اور الوداعی نصیحت کرتے ہوئے کہا،

بیٹے! اگر کبھی تیرا شراب پینے کو دل کرے، تو پہلے شراب خانے جا کر کسی شرابی کو دیکھ لینا، اگر جوا کھیلنے کو دل چاہے، تو پہلے کسی ہارے ہوئے جواری کا مشاہدہ کر لینا اور اگر کبھی زنا کو دل کرے، تو بالکل صبح کے وقت طوائف خانے جانا۔

اس کے انتقال کے کچھ عرصے بعد لڑکے کے دل میں شراب پینے کا خیال پیدا ہوا، باپ کی نصیحت کے مطابق وہ نوجوان ایک شرابی کے پاس پہنچا، جو نشے میں دھت ایک نالی میں گرا ہوا تھا، اس کی یہ عبرت ناک حالت دیکھ کر اس کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ اگر میں نے شراب پی، تو یقیناً میرا حشر بھی یہی ہوگا۔ اس خیال کے ساتھ ہی اس نے شراب پینے کا ارادہ ترک کر دیا۔

پھر ایک مرتبہ شیطان نے اسے جوئے کی ترغیب دلائی، یہ حسبِ وصیت پہلے ایک ہارے ہوئے جواری (gambler) کے پاس پہنچا۔ دیکھا کہ وہ ہار جانے کے باعث شدید قسم کے رنج وغم میں گرفتار تھا اور اس کی حالت نہایت قابلِ رحم ہو رہی تھی، اس کی یہ حالت دیکھ کر اسے بھی اپنے بارے میں یہی خوف پیدا ہوا اور یوں جوئے سے بھی باز آ گیا۔

پھر کچھ عرصے بعد نفس نے زناء کی خواہش کا اظہار کیا، اس مرتبہ بھی یہ حسبِ نصیحت صبح کے وقت طوائف خانے پہنچا، دروازہ بجایا، کچھ دیر بعد ایک طوائف باہر آئی، نیند سے بیدار ہونے کی وجہ سے اس کی آنکھوں میں گندگی بھری ہوئی تھی، بال بکھرے ہوئے تھے، بغیر سرخی پاؤڈر کے چہرہ بالکل بے رونق نظر آ رہا تھا اور اس پر مردنی سی چھائی ہوئی تھی، تروتازگی نام کو نہ تھی، منہ سے بدبو کے بھبکے اڑ رہے تھے، لباس میلا کچیلا پہن رکھا تھا، جس سے پسینے کی بو بھی محسوس ہو رہی تھی، گویا کہ شام کو ملمع کاری کر کے ''شکار'' کو اپنی جانب راغب کرنے والی ''حور پری'' اسوقت غلاظت کا ڈھیر نظر آ رہی تھی۔ طوائف کا یہ بھیانک حلیہ دیکھ کر اس نوجوان کے دل میں زناء سے کراہیت پیدا ہوگئی اور اس نے اپنے ارادے سے ہمیشہ کے لئے توبہ کر لی۔ (افادۃ من المشائخ)

پس اسی طرح ہر ''اصلاح ونجات کے خواہش مند عاشق'' کو چاہیئے کہ اپنے محبوب کے عیوب کی فکر میں لگ جائے۔ نیز بہت بوڑھی عورتوں کو غور سے دیکھے کہ ایک وقت تھا کہ یہ بھی جوان تھیں، ان کا چہرہ بھی خوشنما ہوگا، لیکن بڑھاپے کے باعث وہ ساری رونق ختم ہوگئی اور اب صورتِ حال یہ ہے کہ کوئی ان کی طرف دیکھتا بھی نہیں، اگر عمر طویل ہوئی تو یہی معاملہ ایک دن اس کے محبوب کے ساتھ بھی ہوگا۔ جب یہ ایک ایسی حقیقت ہے کہ جس کا انکار ممکن ہی نہیں، تو پھر چند روزہ مزوں کے لئے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ

کوناراض کرنا، حماقت نہیں تو اور کیا ہے؟......

کام کے انجام پر نظر کے سلسلے میں اپنی فکر کو طویل کرنا بھی ایک بہترین علاج ہے۔ کیونکہ جب انسان، نفس کی ہر خواہش کو پورا کرتا چلا جاتا ہے، تو اس کی سوچ کا دائرہ بے حد محدود ہو جاتا ہے، کیونکہ ایسی صورتِ حال میں نفس اسے خواہش کی تکمیل کے نتیجے میں حاصل ہونے والے نقصانات پر غور و تفکر کی مہلت ہی نہیں دیتا، بلکہ ہر بری چیز کو ایسے اچھے رنگ میں پیش کرتا ہے کہ اس کا اطاعت کا عادی یہ انسان، اس کے حکم کی بجا آوری میں دیر یا اس کی مخالفت کرنا بہت دشوار محسوس کرتا ہے، یہی وجہ ہے کہ "مرض عشق" میں گرفتار افراد کو اس میں موجود عیوب نظر ہی نہیں آتے۔ نفس انھیں، صرف اور صرف ان کی مرضی کے مطابق نتیجہ نکلنے کے سہانے خواب ہی دکھاتا رہتا ہے۔ نتیجتاً کوتاہی نظر کی بناء پر یہ حضرات اکثر اوقات بعد میں شدید پچھتاتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ لھذا ہر عاشق کو چاہیئے کہ کبھی درج ذیل باتوں پر بھی خوب اچھی طرح ٹھنڈے دل سے غور کرنے کی سعادت حاصل کر کے اپنے اندر نفس کی چالوں کو سمجھنے کا شعور بیدار کرے۔

✿ اللہ تعالیٰ نے نفس کی فطرت بالکل ایک بچے کی فطرت کی مثل تخلیق فرمائی ہے۔ چنانچہ بچے کو کوئی چیز اچھی لگے، تو اس کے حصول کے لئے شدید ضد کرتا ہے۔ جب تک اسے حاصل نہ کرلے، بے چین و بے قرار رہتا ہے اور اس کے بغیر صبر کرنا، بے حد دشوار محسوس ہوتا ہے۔ لیکن جب وہی شے حاصل ہو جائے، تو تھوڑی دیر بعد ہی اس کا دل بھر جاتا ہے اور وہ اسے بھول کر کسی دوسری چیز کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے۔

بالکل اسی طرح جب نفس کو کوئی شخصیت اس کے کسی بھی وصف کی بناء پر اچھی محسوس ہونے لگے، تو وہ اس کے قرب کے حصول کے لئے لگاتار شدید قسم کا مطالبہ کرنا

شروع کر دیتا ہے، بطورِ نتیجہ اس کے بغیر جینا بہت دشوار محسوس ہوتا ہے۔لیکن جب وہی ہستی اس کے بے حد قریب آ جائے، فاصلے سمٹ جائیں اور اس قرب میں کسی بھی قسم کی دشواری کا سامنا نہ کرنا پڑے، تو یہی بے قرار رہنے والا، اپنی بے چینی و بے قراری میں بے حد کمی محسوس کرتا ہے، بلکہ بسا اوقات آہستہ آہستہ یہی بے قراری، نفرت و بے زاری میں تبدیل ہو جاتی ہے، اور پھر اس کیا نتیجہ نکلے گا، اس کا اندازہ کرنا کچھ زیادہ دشوار نہیں۔ غالباً ''عشق و محبت'' کے نتیجے میں قائم ہونے والی شادیوں کی ناکامی کی اکثر وجہ یہی ہوتی ہے۔

✿ یونہی جب ایک چیز کے ''ایک سے زیادہ طالب'' پیدا ہو جائیں، تو بھی بچے کی طبیعت میں اس شے کے حصول کے لئے شدید بے قراری پیدا ہو جاتی ہے اور وہ کسی بھی صورت میں اس شے سے دست بردار ہو کر دوسروں کو خود پر فوقیت دینے کے لئے تیار نہیں ہوتا۔اب اس مقصد کی تکمیل کے لئے اسے کتنی ہی جدوجہد کیوں نہ کرنی پڑے، وہ اسے کرنے کے لئے تیار ہوتا ہے۔لیکن اگر بقیہ طالبین، کسی وجہ سے دست بردار ہو جائیں اور وہ شے اسے دے دی جائے، تو پھر وہی سابقہ صورتِ حال پیدا ہو جاتی ہے کہ تھوڑی سی دیر میں اس چیز سے دل بھر جاتا ہے اور وہی چیز کہ جس کے لئے تھوڑی دیر پہلے دوسرے بچوں کو سخت دشمن تصور کر رہا تھا، گھر کے کسی کونے میں بے یار و مددگار پڑی نظر آتی ہے۔جن گھروں میں ایک سے زیادہ بچے ہوں، ان میں یہ مناظر اکثر دیکھے جا سکتے ہیں۔

بعینہ اسی طرح جب ایک مرد یا عورت، جنس مخالف کا قرب حاصل کرنے کے اپنے علاوہ کسی اور کو بھی متلاشی پاتے ہیں، تو طبیعت میں مطلوبہ شخصیت کے قریب ہو جانے کی تمنا شدید سے شدید تر ہوتی چلی جاتی ہے اور نفس کسی بھی صورت میں دوسرے کے لئے ایثار کے لئے تیار نہیں ہوتا۔اب بعض اوقات اس معاملے میں نفس کا مطالبہ بے حد شدت اختیار کر جاتا ہے، نیز شیطان اسے جلد بازی کے ساتھ کوئی انتہائی قدم اٹھانے کا مشورہ دیتا

ہے اور جلد بازی نہ کرنے کی صورت میں دوسروں کی کامیابی کا یقین دلانے کی کوشش بھی جاری رہتی ہے، اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ یا تو ممکن ہونے پر یہ شخص بلا سوچے سمجھے اس شخصیت کے قرب کی کوئی صورت نکال لیتا ہے، مثلاً اس سے شادی کر لینا یا اس کے ساتھ راہِ فرار اختیار کر لینا...اور... یا پھر دیگر مطالبین کو راستے سے ہٹانے کی کوشش میں اپنی دنیا و آخرت برباد کر بیٹھتا ہے۔

اب پہلی صورت میں جب اس شخصیت کا قرب حاصل ہو جائے اور دیگر مطالبہ کرنے والے بھی بظاہر ناکام نظر آئیں، تو ان کی وجہ سے طبیعت میں پیدا ہونے والی جلد بازی اور ضد بھی ختم ہو جاتی ہے اور وہ عاشق نامدار اس ضد کے خاتمے کے ساتھ ہی سابقہ تڑپ و بے قراری و اظہارِ محبت میں حیرت انگیز کمی محسوس کرتا ہے۔ بلکہ بعض اوقات تو ماضی میں دیکھے گئے حسین خوابوں کی مرضی کے مطابق تعبیر حاصل نہ ہونے کی وجہ سے، اس فیصلے کی جلد بازی پر افسوس اور اپنے آپ پر شدید غصے کا اظہار کرتا ہوا بھی نظر آتا ہے۔ اور پھر اس کا وہی نتیجہ نکلتا ہے کہ جس کا ذکر ماقبل میں گزر چکا ہے۔

✿ انسان کو جس سے سچی محبت ہو جائے، اس میں کسی قسم کا عیب نظر نہیں آتا اور نہ ہی وہ اس کے کسی عیب پر مطلع ہونا پسند کرتا ہے۔ لیکن اگر کسی وجہ سے محبوب سے محبت میں کمی واقع ہو جائے یا یہ محبت نفرت و بیزاریت میں تبدیل ہو جائے، تو اب وہی بے عیب شخصیت عیوب و نقائص کا مجموعہ نظر آنے لگتی ہے جس کا لازم نتیجہ بعد و دوری کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔

عشق و محبت میں گرفتار حضرات کی بھی یہی صورتِ حال ہے کہ جب تک وہ رشتۂ ازدواج میں وابستہ نہیں ہوتے، انھیں ایک دوسرے میں کسی قسم کا عیب نظر نہیں آتا اور نہ ہی نفسانی خواہش کی شدت کسی عیب کے ظاہر ہونے کو پسند کرتی ہے، لیکن جب ان کی شادی

ہو جائے.. یا.معاذ اللہ ان سے آپس میں زناء وغیرہ باعثِ بدنامی گناہ سرزد ہو جائے اور ما قبل میں مذکورہ تفصیل کے مطابق محبت واپنائیت فناء کے قریب پہنچ جائے ،تو پھر ایک دوسرے کی ذات میں ڈھیروں عیب نظر آنے شروع ہو جاتے ہیں ،جن کو وقتاً فوقتاً لڑائی جھگڑے کے دوران بیان بھی کیا جاتا ہے۔پھر جب اظہارِ نفرت کا یہ سلسلہ طوالت اختیار کر جائے ،تو بالآخر اس کہانی کا انجام ''طلاق یا خلع'' کی صورت میں ہی ظاہر ہوتا ہے۔

۞ انسانی فطرت ہے کہ وہ دوسروں کو اپنی ذات وصفات سے متاثر رکھنا ہی پسند کرتا ہے،جس کے لئے اکثر تکلف وبناوٹ وریاکاری.. یا..اپنی ذاتی کمزوریوں اور عیوب ونقائص کو چھپانے کی کوشش کی جاتی ہے۔مثلاً

ایک شخص غصے کا نہایت تیز ہے،لیکن دوسروں کے سامنے خلاف مرضی کاموں یا ناپسندیدہ باتوں پر بھی مسکراتا رہتا ہے،تا کہ اسے قوت برداشت کا حامل اور صبر وتحمل میں کامل تصور کیا جائے۔حالانکہ اگر یہی کام یا بات اس کے گھر والوں یا بے تکلف قریبی دوستوں میں سے کوئی کرتا،تو شائد جب تک زبان یا ہاتھ سے غصہ ٹھنڈا نہ کر لیتا،سکون قلب حاصل ہونا ممکن نہ تھا۔

..یا..بخیل وکنجوس ہے،لیکن محبوب کے لئے خوب پیسے خرچ کرتا ہے.. یا.فطرتاً گندگی پسند ہے،لیکن لوگوں کے سامنے بہت صاف ستھرا رہنے کی کوشش کرتا ہے.. یا.بعض معاشرتی یا دینی پابندیوں کا سختی سے قائل ہے،لیکن باہر خود کو زبردست روشن وآزاد خیال ظاہر کرتا ہے.. یا..بہت ضدی طبیعت ہے،لیکن باہر دوسروں کی پسند کو اپنی پسند پر فوقیت دے کر ثابت کرنا چاہتا ہے کہ وہ دوسروں پر اپنی رائے کو جبراً مسلط کرنے کا قائل نہیں.. یا.. بدزبان ہے،گالیاں وغیرہ بکنے کی عادت ہے،لیکن باہر بڑے شستہ ومہذب طریقے سے گفتگو کرتا ہے وغیرہ وغیرہ۔

لیکن یہ تکلف وہیں اختیار کیا جاتا ہے کہ جہاں سامنے والے کا ساتھ مختصر مدت کے لئے ہو، کیونکہ تکلف میں تکلیف محسوس ہوتی ہے، اب یہ تکلیف تھوڑی دیر کے لئے تو برداشت ہو جاتی ہے، لیکن ایک لمبے عرصے تک اس کی اذیت برداشت کرنا بہر حال دشوار ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اگر کسی کے ہمراہ ہمیشہ یا طویل مدت تک رہنا پڑ جائے، تو پھر یہ تکلفات ختم ہو جاتے ہیں اور اب یہی انسان، سامنے والے کی رائے کی پرواہ کئے بغیر اپنی کمزوریاں ظاہر کرنے میں قطعاً عار محسوس نہیں کرتا۔ اپنے گھر اور اسکول و کالج و یونیورسٹی و آفس اور بے تکلف دوستوں کے درمیان تکلف اختیار کرنے یا نہ کرنے میں اکثر یہی حکمت پوشیدہ ہوتی ہے۔

مضمون سے مطابقت کی بناء پر درجِ ذیل دو روایتیں بغور ملاحظہ فرمائیے۔

☆ ایک مرتبہ حضرتِ ہرم بن حیان رضی اللہ عنہ نے حضرتِ اویسِ قرنی رضی اللہ عنہ سے درخواست کی کہ ہمیں ملاقات و زیارت کے ذریعے اپنے ساتھ ملائے رکھئے۔ آپ نے فرمایا، میں نے ان دو سے بھی زیادہ نافع شے کے ساتھ تجھے اپنے سے ملا رکھا ہے اور وہ تیری عدم موجودگی میں تیرے حق میں دعائے خیر ہے۔ ملاقات و زیارت ٹھیک نہیں، کیونکہ اس سے ریاء و زینت وغیرہ پیدا ہوتے ہیں۔ (منھاج العابدین)

☆ امامِ غزالی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میرے شیخ کی کسی عارف کامل سے ملاقات ہوگئی۔ دونوں ایک دوسرے سے محوِ گفتگو رہے۔ پھر اختتامِ کلام پر ایک دوسرے کے لئے دعائے خیر کی۔ علیحدہ ہوتے وقت میرے شیخ نے اس عارف کامل سے کہا، میں آج کی مجلس کو بہترین مجلس تصور کرتا ہوں۔ عارف نے جواباً کہا، لیکن میں اسے ایک خطرناک مجلس تصور کرتا ہوں، کیونکہ کیا ہم اپنی اپنی گفتگو کو مزین اور اپنے اپنے علوم کو ایک دوسرے پر ظاہر نہیں کر رہے تھے؟.... اور کیا اس طرح ہم ریاء و تکلف میں مبتلاء نہیں ہو

گئے تھے؟.... یہ سن کر میرے شیخ رو پڑے اور اتنے روئے کہ آپ کو غشی آ گئی۔ (ایضا)

اب چونکہ میٹھے زہر کے کڑوے گھونٹ پینے والے خواتین وحضرات یہ بات اچھی طرح سمجھتے ہیں کہ سامنے والے کے قرب کے حصول کے لئے ضروری ہے کہ اسے اپنی ذات سے فقط متاثر کیا جائے، کسی بھی طرح بدظن نہ ہونے دیا جائے ،لھذا اس کے لئے ایک طریقہ یہ بھی اختیار کیا جاتا ہے کہ سامنے والے سے اپنی کمزوریاں چھپائی جاتی ہیں اور حتی الامکان ثابت کرنے کی کوشش کی جاتی ہے کہ اللہ عزوجل نے اسے ہر قسم کے اچھے اوصاف سے مزین کیا ہے۔اس کے لئے ہرلمحہ چہرے پر مسکراہٹ ، پیسہ خرچ کرنے کے معاملے میں فراخدلی اور گفتگو میں ملائمت وروشن خیالی پر مشتمل الفاظ کا کثرت سے استعمال وغیرھا امور، زبردست تصنع وبناوٹ کے ساتھ اختیار کئے جاتے ہیں۔

لیکن جب اس دھوکہ دہی میں کامیابی کے بعد شادی کی صورت میں ایک دوسرے کا بظاہر دائمی قرب حاصل ہو جاتا ہے،تو آہستہ آہستہ یہ تکلفات ختم اور شخصیت کا اصل رنگ ظاہر ہونا شروع ہو جاتا ہے،اور پھر بعض اوقات یہ رنگِ اصلی دوسرے فریق کی طبیعت کو بالکل پسند نہیں آتا، چنانچہ نتیجہ وہی نکلتا ہے کہ جس کا ذکر پہلے ہو چکا۔

یایوں بھی ہوتا ہے کہ وہی ''مصنوعی وصف'' متاثر کرنے کا سبب بنا ہوتا ہے،اب جب ظاہر ہوتا ہے کہ وہ وصف تو سامنے والے میں حقیقتاً موجود ہی نہیں ،تو پھر سابقہ محبت، دھوکے میں مبتلاء کرنے کے انکشاف کے بعد،شدید نفرت میں بدل جاتی ہے۔

۞ کوئی بھی کام اختیار کرنے سے پہلے اس کے انجام کے بارے میں مثبت اور منفی پہلوؤں پر اچھی طرح غور وتفکر، بے شمار نقصانات سے محفوظ رہنے کا سبب بن جاتا ہے۔ اس کے برعکس جلد بازی کی بناء پر کیا گیا فیصلہ عموماً کسی بڑے نقصان یا شدید ناکامی کا شکار کروادیتا ہے۔

رحمتِ کونین ﷺ نے اپنے ایک پیارے صحابی رضی اللہ عنہ کو نصیحت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا، کام تدبیر سے اختیار کرو، پھر اس کے انجام میں بھلائی دیکھو، تو کر گزرو اور گمراہی کا خوف ہو تو باز رہو۔ (شرح السنہ)

عشق مجازی میں مبتلاء حضرات، اپنے معاملہ محبت کے انجام کے بارے میں اول تو بالکل غور و تفکر نہیں کرتے اور اگر کرتے بھی ہیں، تو نفس و شیطان کی مداخلت کی بناء انہیں اپنی کہانی کا انجام بھی بالکل وہی نظر آتا ہے، جو اس قسم کے موضوعات پر بنائی گئی فلموں یا لکھی گئی کہانیوں میں ہیرو، ہیروئن کے بارے میں درج کیا جاتا ہے۔ لیکن کاش! یہ بات سمجھ میں آجاتی کہ فلم اور حقیقت میں بہت فرق ہے۔

اس تمھید کے بعد عشق میں گرفتار مسلمان خواتین کے لئے ذیل میں چند معروضات خصوصی طور پر پیش کرنے کی سعادت حاصل کروں گا۔

(i) عشق و محبت کی تباہ کاریوں کو ہمیشہ ذہن میں رکھیں اور اس پہلو کو ہرگز ہرگز نظر انداز نہ کریں کہ آپ بھی کبھی مذکورہ نقصانات میں سے کسی نقصان کا شکار ہو سکتی ہیں۔

(ii) چونکہ ''نا محرم'' سے بے جا میل جول، ہمارے مذہب میں حرام اور معاشرے میں برا سمجھا جاتا ہے، لھذا خود کو اللہ تعالیٰ کی ناراضگی سے بچانے اور اپنے گھر کے افراد کو بدنامی سے محفوظ رکھنے کے لئے اپنی خواہشات کی قربانی، بہت ضروری ہے۔ اس سے پہلے کہ معاملہ آپ کے ہاتھ سے نکل جائے اور آپ کے ماں باپ و بھائی بہن، خاندان و دیگر دنیا والوں کے سامنے شرم و غیرت سے نگاہ بھی نہ اٹھا سکیں، پیچھے ہٹنے کے سلسلے میں ہمت کر لینے میں ہی عافیت ہے۔

اور بالفرض اگر آپ کسی ایسے معاشرے میں موجود ہیں، جہاں اس قسم کے

معاملات کو بری نظر سے نہیں دیکھا جاتا، تب بھی دین اسلام کی جانب سے ممانعت نظر انداز نہیں کی جاسکتی۔ اس پر خصوصاً توجہ رہنی چاہیئے۔

(iii) جب انسان پر نفسانی خواہشات کا زبردست غلبہ ہو جائے اور اس نے خود کو ان کی مخالفت کے لئے پہلے سے تیار نہ کیا ہو، تو ایسی صورتِ حال میں سوائے ان کو پورا کرنے کے کوئی اور چارہ نہیں رہتا۔ اور جیسا کہ عرض کیا گیا کہ پھر ''نفس وشیطان'' اس خواہش کی تکمیل کے نتیجے میں حاصل ہونیوالے نقصان پر غور کرنے کی مہلت بھی نہیں دیتے، نتیجتاً جب معاملہ مرضی کے مطابق حل ہوتا نظر نہیں آتا، تو انسان کامیابی کے لئے ہر قسم کا قدم اٹھانے کے لئے تیار ہو جاتا ہے، مثلاً تاریخ واخبارات اور مشاہدات گواہ ہیں کہ جب اپنی پسندیدہ شخصیت سے ''ماں باپ وغیرہ کی مخالفت'' کے باعث شادی ممکن نہ ہو، تو گھر سے راہِ فرار اور بغاوت کے منصوبے بنائے جاتے ہیں اور پھر ان پر عمل میں دیر نہیں کی جاتی۔

اس آخری قدم کے لئے صنفِ نازک میں ہمت پیدا کرنے میں نفس وشیطان کے ساتھ ساتھ ''دوسرے فریق'' کا بھی بہت بڑا ہاتھ ہوتا ہے، اس کے لئے سابقہ وعدے یاد دلائے جاتے ہیں، کم ہمتی پر طعنہ زنی کی جاتی ہے، خوب سبز باغ دکھائے جاتے ہیں، اپنی وفاداری کا یقین دلایا جاتا ہے، ماں باپ کے احسانات کو بھلا کر انھیں ظالم معاشرے کا لقب دینے کی ترغیب دی جاتی ہے اور اس طرح عقلی کمی کی شکار یہ جنسِ نازک، راہِ فرار کی شکل میں خود اپنے پاؤں پر کلہاڑی مار لیتی ہے۔

گھر سے نکلنے کے بعد بے شمار نقصانات اسے اپنے نرغے میں لے کر زندگی کو عذاب بنا دیتے ہیں۔ مثلاً

✿ سب سے پہلے تو دل پر دائمی خوفِ دل طاری ہو جاتا ہے، جس کے باعث

سوچنے سمجھنے اور درست فیصلہ کرنے کی صلاحیت مزید مفلوج ہو جاتی ہے۔ پھر ہر لمحے پکڑے جانے اور بدنامی کا ڈر راتوں کی نیندیں حرام کر دیتا ہے۔

✿ پھر پہلے چونکہ مکمل طور پر اپنے ''محبوب'' کی محتاجی نہ تھی، لھذا رویہ کچھ اور تھا، اب جب کہ کامل طور پر اس کے ''رحم وکرم'' پر گزارا کرنا پڑے گا، تو ہو سکتا ہے کہ حضرت بھی کچھ ہی عرصے میں بے زار ہو جائیں اور سابقہ رویئے میں واضح طور پر فرق محسوس ہونا شروع ہو جائے۔ اس وقت بھری دنیا میں تنہائی کا احساس اور مستقبل کے بارے میں خطرناک اندیشے، کس قدر ذہنی ٹینشن میں مبتلاء کریں گے، ذی شعور پر یقیناً مخفی نہیں۔

✿ پھر اگر مطلوبہ شخص سے شادی ہو بھی گئی، تو پہلے چونکہ کوئی ذمہ داری نہ تھی تو زندگی بڑی خوشگوار نظر آتی تھی، اب جب کہ بیوی اور ضروریات زندگی کے اخراجات کا مکمل طور پر بوجھ اس کے نازک کندھوں پر پڑے گا، تو عین ممکن ہے کہ گھر کا ماہانہ خرچ، ڈاکٹر وغیرہ کی فیس، مکان کا کرایہ اور بچہ ہو جانے کی صورت میں اس کے دودھ کا خرچ وغیرہ نکالنے کی فکر میں چین وسکون ہوا ہو جائے، چنانچہ کچھ ہی عرصے میں لہجے کی نرمی سختی اور پیار ومحبت کا اظہار، نفرت وبے زاریت میں تبدیل ہو جائے گا۔ جس کا نتیجہ روزانہ لڑائی جھگڑے کی صورت میں نکلے گا۔ اس موقع پر حضرت کا باطنی کردار بالکل کھل کر سامنے آ جائے گا، لیکن اب ''محترمہ'' کو یہ تمام اذیتیں اور تکلیفیں نا چاہتے ہوئے بھی برداشت کرنی ہی پڑیں گی، کیونکہ واپسی کے تمام راستے بند کرنے کی حماقت خود اپنے ہاتھوں سرزد ہو چکی ہے۔

✿ یوں بھی ہو سکتا ہے کہ فریق ثانی نے اپنی محبت کی بنیاد ''محترمہ'' کی کسی جسمانی خوبی پر رکھی ہو، مثلاً آنکھیں یا بال یا چہرے کی خوبصورتی وغیرہ پر۔ اور پھر کسی بیماری یا دیگر ناگہانی آفت کی بناء پر وہ خوبی زائل ہو جائے، اب جس پر محبت کی بنیاد تھی، وہ چیز ہی

باقی نہ رہی، تو محبت کس طرح قائم دائم رہ سکتی ہے؟.... چنانچہ نتیجہ یہی نکلے گا کہ جلتے جلتے ایک دن ظاہر ہوگا کہ ''محترمہ'' کوٹی بی یا کوئی مہلک مرض لاحق ہو چکا ہے۔

لھذا اگر ابتداء میں ہی محسوس ہو جائے کہ محبت کی بنیاد محض کوئی جسمانی خوبی ہے تو ایسی نا قابلِ اعتبار محبت سے فوراً دامن چھڑانے کی کوشش کرنی چاہیئے۔اس ضمن میں ایک واقعہ ملاحظہ فرمایئے۔

حضرت عتبہ بن الغلام رضی اللہ عنہ کی توبہ کے بارے میں منقول ہے کہ

ایک خوبصورت عورت کو دیکھ کر آپ اس پر عاشق ہو گئے۔ کسی نہ کسی طرح اس عورت کو بھی آپ کے عشق کا حال معلوم ہوگیا۔اس نے آپ کی طرف پیغام بھیجا کہ ''آپ کو مجھ میں کون سی خوبی نظر آئی کہ قلب میں محبت بیدار ہوئی ؟....آپ نے جواب بھجوایا، ایک مرتبہ تمہاری آنکھوں پر نگاہ پڑ گئی تھی، ان کی خوبصورتی نے میرے دل کو گھائل کر دیا ہے۔ جب عورت تک آپ کا پیغام پہنچا، تو اس نے اپنی دونوں آنکھیں نکال کر ایک تھال پر رکھوا کر خادمہ کے ہاتھ آپ کو بھیج دیں اور ساتھ ہی کہلوایا، جس چیز سے آپ نے محبت کی تھی، حاضرِ خدمت ہے۔ جب آپ نے یہ ماجرا دیکھا، تو دل پر ایک عجیب کیفیت طاری ہوگئی، فوراً حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور توبہ کی سعادت حاصل کر لی۔ (تذکرۃ الاولیاء)

✿ یوں بھی ممکن ہے کہ نوجوان ''محترمہ'' سے شادی کر کے اپنے گھر لے جائے اور ماں باپ سے لڑ جھگڑ کر اور بہنوں وغیرہ کو کسی نہ کسی طرح راضی کر کے گھر میں رہائش اختیار کر ہی لے۔ بظاہر یہ معاملہ عشق ومحبت میں کامیابی کی خبر دیتا نظر آئے گا، لیکن درحقیقت ایسا نہیں، کیونکہ جیسا کہ پہلے عرض کیا جا چکا کہ لڑکوں سے میل جول بڑھانا اور گھر سے راہِ فرار اختیار کرنا، ہمارے معاشرے میں اب بھی بے حد معیوب سمجھا جاتا ہے۔ چنانچہ

عین ممکن ہے کہ شوہر کے گھر والے لڑکی کو ہمیشہ گندی فطرت وعادت والا گمان کریں اور اپنے گھر کی بچیوں پر اس کے برے اثرات پڑنے کا خوف انہیں اپنی لپیٹ میں لے لے۔ اس صورتِ حال میں ان کی جانب سے اجنبیت کا مظاہرہ اور چھوٹی چھوٹی باتوں پر بڑے بڑے طعنے، لڑکی کی زندگی عذاب بنادیں گے۔

ان طعنوں کا عموماً سبب یہ بھی ہوتا ہے کہ ان محترمہ کی وجہ سے ماں کو اپنے بیٹے اور بہنوں کو اپنے بھائی کی شادی کی صورت میں دلی ارمان پورے کرنے کا موقع نہیں ملتا، لھذا دل کا وہ پوشیدہ غصہ، طعنوں کی شکل میں کم کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اب روزانہ دیے جانے والے یہ طعنے، دل کو چھلنی کرتے رہتے ہیں، ان کے جواب میں اگر شوہر سے شکایت کی جائے اور وہ اس کا دفاع کرنے کی کوشش کرے، تو ساس اور نندوں کی طرف سے مزید تکلیف کا سامنا کرنا پڑے گا اور یہ بھی ممکن ہے کہ شروع شروع میں شوہر دلاسے دیتا رہے، لیکن پھر پریشان ہو کر اس کا رویہ بھی تبدیل ہو جائے۔

اب جب کہ واپسی کے راستے بند، ساس نندوں کا رویہ ناقابلِ برداشت اور جس کے سہارے کو مضبوط سمجھ کر یہ قدم اٹھایا تھا، وہ بھی برأت و بیزاریت کا اظہار کرنا شروع کر دے، تو پھر یقیناً اپنے ماں باپ کی شفقت ومحبت اور بھائی بہنوں کا پیار یاد آئے گا، جس کے باعث ایک مزید رنج وغم کا سامنا کرنا پڑے گا۔

ساتھ ساتھ اپنی بے مروتی پر شدید پچھتاوا بھی دامن گیر ہو جائے گا۔ اس کا نتیجہ کیا نکلے گا؟...اخبار اٹھا کر دیکھئے، کوئی ساری زندگی جل جل کر گزارتا معلوم ہوگا، کسی کو مہلک بیماریوں نے گرفت میں لے لیا ہوگا اور کوئی خودکشی کے ذریعے اذیت سے نکلنے کی کوشش کی میں مزید تکلیف دہ زندگی میں داخل ہو رہا ہوگا۔

✿ اس کا ایک بہت بڑا نقصان یہ بھی ہوتا ہے کہ ایسی ''باہمت خواتین'' کی

اولاد کی زندگی بھی عموماً آزمائشوں کا شکار رہتی ہے، مثلاً جب انھیں ''ماں باپ'' کے کارناموں کی خبر ہوتی ہے، تو وہ اپنے قلوب میں ان کی عظمت ومحبت کو کم ہوتا محسوس کرتے ہیں۔ میڈیا پر ہیرو، ہیروئن کے درمیان شادی سے قبل ہونے والے معاملات کو بار بار دیکھنا، اس معاملے میں بہت اہم کردار ادا کرتا ہے۔

نتیجتاً ان کا رویہ تبدیل ہونا بھی عین ممکن ہے۔ اب یا تو وہ اسی طرح اظہارِ بے زاریت کے ساتھ زندگی گزاریں گے اور یا پھر ایک دن ان کی جانب سے کوئی اسی قسم کا قدم اٹھتا دکھائی دے گا۔

۞ پھر اگر ایسے افراد کی اولاد بھی عشق ومحبت میں گرفتار ہو جائے، تو چاہے ''سامنے والا یا والی'' کیسی بھی قوم یا خاندان سے تعلق رکھتے ہوں، کیا یہ ماں باپ انھیں روکنے پر قادر ہوں گے؟.....اور روکیں بھی، تو کس منہ سے؟.....خود جرم کر کے دوسرے کو اسی جرم سے روکنے کی کوشش یا تو کی ہی نہیں جاتی اور اگر کی بھی جائے تو عموماً رائیگاں چلی جاتی ہے۔ یوں اولاد کی طرف سے بھی مختلف انداز میں رنج وغم برداشت کرنا پڑے گا۔

۞ پھر یہ بھی ہوسکتا کہ بہلا پھسلا کر ساتھ لے جانے والا ''مخلص عاشق'' چند آوارہ گرد دوستوں کی موجودگی میں، کسی موقع سے فائدہ اٹھانے والے قاضی سے نکاح پڑھوا کر اور بعض اوقات (معاذ اللہ) بغیر نکاح کے ہی ''اپنا مقصد'' پورا کر کے محترمہ کو چند ٹکوں کے عوض کسی اور کے حوالے کر کے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے منہ چھپا جائے۔ ایسی صورتِ حال میں ''محترمہ'' کا کیا انجام ہوگا، اس کا تصور کر کے ''غیرت مند مسلمان بہنوں'' کو تو خوف سے لرز جانا چاہیئے۔ اگر جسم فروشی کے کاروبار میں ملوث عورتوں سے، اس مقام تک پہنچنے کے بارے میں معلوم کیا جائے، تو اکثر سے اسی قسم کے واقعات سننے کو ملیں گے۔

۞ پھر اگر کچھ بھی نہ ہو، بلکہ راہِ فرار کے بعد اپنے گھر واپسی کے اسباب بن

جائیں، تب بھی یقیناً اللہ تعالیٰ کی جانب سے عطا کردہ سابقہ عزت، دوبارہ کبھی حاصل نہیں ہوسکتی۔ رشتہ داروں کے طعنے اور محلے والوں کی طنزیہ نگاہیں جینا دوبھر کردیں گی۔ خاندان و محلے کی کنواری بچیوں کو ملنے سے روک دیا جائے گا۔ حسد کرنے والے موقع سے فائدہ اٹھا کر رشتے کے لئے آنے والوں کو تمام واقعہ، خوب مرچ مصالحہ لگا کر سنائیں گے، یوں مناسب رشتوں کے دروازے بند ہوجائیں گے۔

مجبوراً گھر والوں کو اس مقام سے نقل مکانی کرنی پڑے گی اور اس طرح پورے گھر کا چین وسکون، تباہ و برباد ہوجائے گا۔

اس سلسلے میں متعلقین کی خدمت میں بھی چند معروضات پیش

کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ چنانچہ

اگر خاندان کا کوئی فرد اس چکر میں مبتلاء ہوجائے، تو اس سے تعلق رکھنے والے حضرات کو ناراضگی یا اظہارِ نفرت کے بجائے، حکمت و دانائی کے ساتھ اس حرام فعل سے دور کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ کیونکہ ایسے شخص سے ناراض ہونے کا مطلب یہ ہوگا کہ ہم نے اسے مکمل طور پر نفس و شیطان کے رحم وکرم پر چھوڑ دیا۔ اب خود غور فرمالیجئے کہ اپنے عزیز کو شیطان سے بچانا بہتر ہے یا اس کے حوالے کر کے برے انجام سے بے پرواہ ہوجانا؟

چنانچہ ماں باپ، بھائی بہن، دوست احباب وغیرہ کو چاہیئے کہ ایسے موقع پر جذباتی پن کی بجائے، ہوشمندی سے کام لیں اور مذکور شخص کی اصلاح کی کوشش کریں۔ اس ضمن میں چند اقوال و واقعات رہنما کی حیثیت کی رکھتے ہیں۔

حضرت ابراہیم نخعی رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ

کسی گناہ کے ارتکاب کی بناء پر اپنے بھائی سے تعلق دوستی منقطع نہ کر، کیونکہ اگر

وہ آج مبتلائے گناہ ہے، تو عین ممکن ہے کہ کل توبہ کرلے اور اس سے باز آ جائے۔
(کیمیائے سعادت)

ایک شخص سے کہا گیا،

تیرا دوست اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں مبتلاء ہو گیا ہے اور تو نے ابھی تک اس سے دوستی ختم نہیں کی؟.... اس نے جواب دیا، میرے اس دوست کو آج میری دوستی اور بھائی چارے کی بہت ضرورت ہے، کیونکہ وہ غلط کام میں پھنس گیا ہے، میں اس سے اس حالت میں کس طرح علیحدگی اختیار کر سکتا ہوں؟.... میں نرمی اور شفقت کے ساتھ اسے دوزخ کے راستے سے ہٹاؤں گا اور حتی الامکان اس کی مدد کروں گا۔ (ایضاً)

لیکن اس مقام پر یاد رکھئے کہ کسی گناہ گار سے قطع تعلق نہ کرنا، اسی وقت مستحب ہے کہ جب اس کی اصلاح کی قوی امید اور اپنے بارے میں مکمل اطمئنان ہو کہ اس کی وجہ سے گناہوں میں مبتلاء نہ ہوں گے۔ اس کے برعکس اگر خود بھی گناہوں میں شریک ہو جانے کا یقین ہو، تو اب قریب رہنا گناہ اور علیحدہ ہو جانا واجب ہے۔

منقول ہے کہ

دو اشخاص آپس میں دوست تھے۔ ان میں سے ایک خواہشِ نفس کے تحت کسی کے عشق میں مبتلاء ہو گیا، چنانچہ اپنے دوست سے کہا، میرا دل بیمار ہو گیا ہے، اگر تو چاہتا ہے کہ مجھ سے محبت و دوستی کا تعلق ختم کر لے، تو تجھے اس کا اختیار ہے۔ دوست نے جواب دیا، معاذ اللہ! یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ صرف ایک گناہ کی وجہ سے میں تجھ سے رشتۂ دوستی منقطع کر لوں؟....

پھر اس نے پختہ ارادہ کر لیا کہ جب تک اللہ تعالیٰ میرے دوست کو اس گناہ سے نجات عطا نہ کرے گا، میں کھانا نہ کھاؤں گا۔ اب وہ وقتاً فوقتاً اس سے پوچھتا رہتا کہ کیا حال

ہے؟...وہ یہی جواب دیتا کہ بدستور مبتلائے مرض ہوں۔ یہ دوست مسلسل کھانے سے کنارہ کش رہا اور غم میں اندر ہی اندر گھلتا رہا، آخرِکار اس کا جذبۂ اصلاح، اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقبول ہوگیا اور ایک دن وہ دوست اس کے پاس آیا اور خوشخبری سنائی کہ الحمدللہ! اللہ عزوجل نے مجھے اس مرض سے نجات عطا کردی ہے اور میرا دل معشوق کے عشق سے متنفر ہوگیا ہے۔ جب اس نے یہ سنا تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور پھر کھانا کھایا۔ (کیمیائے سعادت)

مروی ہے کہ

بنی اسرائیل میں دو دوست تھے۔ یہ دونوں ایک پہاڑ پر اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول رہا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ ان میں سے ایک، شہر میں کچھ خریدنے آیا، تو اس کی نگاہ ایک فاحشہ عورت پر پڑگئی اور وہ اس کے عشق میں گرفتار ہوگیا اور اس کی مجلس اختیار کرلی۔ جب کچھ روز گزر گئے اور وہ واپس نہ آیا تو دوسرا دوست اسے تلاش کرتا ہوا شہر میں پہنچا، معلومات کرنے پر اس کے بارے میں سب کچھ جان گیا۔

یہ اس سے ملنے پہنچا، تو عاشق دوست نے شرمندہ ہوکر کہا کہ میں تو تجھے جانتا ہی نہیں۔ اس نے اس کی بات کو نظر انداز کرکے کہا، پیارے بھائی! دل کو اس کام میں مشغول نہ کر۔ میرے دل میں جس قدر شفقت آج پیدا ہوئی ہے پہلے کبھی نہ ہوئی تھی۔ یہ کہہ کر اسے اپنے سینے سے لگالیا۔ گناہ گار دوست نے جب اس کی طرف سے محبت کا یہ مظاہرہ دیکھا، تو جان لیا کہ میں اس کی نگاہوں سے نہیں گرا ہوں۔ پس فوراً طوائف کی محفل سے اٹھا، توبہ کی اور اس کے ساتھ واپس آگیا۔ (ایضاً)

ابوعصمت فرماتے ہیں کہ

میں حضرت ذوالنون مصری رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا، ان کے سامنے ایک نوجوان بھی موجود تھا، آپ اسے کچھ لکھوا رہے تھے۔ اچانک سامنے سے ایک

خوبصورت عورت کا گزر ہوا، وہ نوجوان نظریں چرا کر اس کی طرف دیکھنے لگا، حضرت ذوالنون رضی اللہ عنہ فوراً سمجھ گئے اور اس کی گردن اس جانب سے پھیر کر یہ شعر پڑھا،

دَعِ الْمَصُوْغَاتِ مِنْ مَّاءٍ وَّ طِيْنٍ

وَاشْغَلْ هَوَاکَ بِحُوْرٍ خَرَدٍ وَّعِيْنٍ

(یعنی ان چیزوں کو چھوڑ دے جو پانی اور مٹی سے بنی ہیں اور اپنی خواہش کو ایسی حور کے ساتھ مشغول کر دے جو کنواری اور بڑی آنکھوں والی ہے۔) (ذم الھوی لابن جوزی)

مروی ہے کہ

حضرت شاہ شجاع کرمانی رضی اللہ عنہ کے ہاں پہلا بیٹا پیدا ہوا، تو اس کے سینے پر واضح طور پر ''جل جلالہ'' لکھا ہوا تھا۔ جب وہ جوان ہوا، تو اس نے رباب و چنگ (یعنی سارنگی و ستار) بجانا سیکھا، آواز بھی اچھی تھی۔ ایک رات وہ چنگ بجاتا گلی سے گزر رہا تھا کہ ایک شادی شدہ عورت نے اس آواز کو سنا اور اس کے شوق میں اٹھ کر نوجوان کے پیچھے پیچھے چل پڑی۔ اسی اثناء میں شوہر کی آنکھ کھل گئی، بیوی کو نہ پا کر تلاش شروع کی، تو دیکھا کہ اس نوجوان کے پاس کھڑی ہوئی ہے، اس نے یہ حال دیکھ کر کہا، کیا ابھی توبہ کا وقت نہیں آیا؟.... یہ الفاظ تیر کی طرح صاحبزادے کے دل میں پیوست ہو گئے، اسی وقت باجا توڑا اور عورت سے منہ موڑ کر فرمایا، ہاں توبہ کا وقت آ گیا ہے۔ پھر گھر جا کر غسل کیا اور ریاضت میں مشغول ہو گئے۔ جب شاہ شجاع رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے کا یہ حال ملاحظہ فرمایا، تو فرمایا، جو نعمت مجھے چالیس سال کی محنت کے بعد ملی، وہ اس کو چالیس روز میں حاصل ہو گئی۔

(تذکرۃ الاولیاء)

منقول ہے کہ

ایک مرید اپنے پیر صاحب سے ملنے کے لئے ان کے گھر پر گیا، دروازہ بجانے

پر حضرت کی حسین وجمیل ونیک وپارساہ لونڈی باہر آئی، مرید کی نگاہ جونہی اس پر پڑی، اس کا دل شدت کے ساتھ اس کی طرف مائل ہو گیا اور شیطان اسے برائی پر ابھارنے لگا۔ آخر دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر اس نے لونڈی کو پیغام بھیجا کہ وہ اسے تنہائی میں ملے۔ لونڈی نے فوراً وہ پیغام بزرگ تک پہنچا دیا۔ پیر صاحب نے حکمت کے ساتھ اس کی اصلاح کا ارادہ فرمایا، چنانچہ لونڈی سے کہا کہ اسے جواباً پیغام بھجواؤ کہ تین دن بعد فلاں باغ میں مجھ سے ملاقات کرو۔ لونڈی نے حسب حکم پیغام بھجوادیا۔ وہ مرید حوصلہ افزاء جواب پا کر بہت خوش ہوا اور بے چینی کے ساتھ تیسرے دن کا انتظار کرنے لگا۔

دوسری جانب پیر صاحب نے لونڈی کو ایک دوا دی اور فرمایا، اسے کھالو، اس کے باعث تمھیں کثرت سے بیت الخلاء جانے کی حاجت ہوگی، جو کچھ غلاظت نکلے، اسے ایک برتن میں جمع کرتی جانا۔ لونڈی نے اس عجیب وغریب حکم پر بھی عمل شروع کردیا۔ جب اسے کثرت سے حاجت ہوئی، تو اس کی حالت خراب ہوگئی اور تین دن مسلسل اسی کیفیت کی بناء پر چہرے کی رونق جاتی رہی، جسم سوکھ گیا، رنگ پیلا پڑ گیا، آنکھیں اندر کو دھنس گئیں اور ان کے گرد حلقے پڑ گئے۔ تین دن بعد وہ پیر صاحب، لونڈی اور گندگی کے تھال سمیت مقررہ وقت پر معینہ باغ میں پہنچ گئے۔ خود ایک درخت کے پیچھے چھپ گئے اور لونڈی کو بھی حکم فرمایا کہ کسی درخت کے پیچھے کھڑی رہے اور جب وہ مرید آجائے، تو اچانک اس کے سامنے نکل آئے۔ جب مرید باغ میں پہنچا، تو لونڈی اچانک اس کے سامنے آگئی، لونڈی کی موجودہ بھیانک صورت دیکھ کر اس کے منہ سے نکلا، تو کون بلا ہے؟.... تو وہ تو نہیں جس کی طرف میرا دل مائل ہوا تھا؟.... یہ سنتے ہی پیر صاحب، درخت کے پیچھے سے برتن سمیت سامنے تشریف لے آئے اور اسے آگے رکھ کر فرمایا، بیٹا! تم نے دراصل اس لونڈی سے نہیں، بلکہ اس گندگی سے محبت کی تھی، کیونکہ جب تک یہ گندگی اس کے بدن میں رہی، تمہارے دل

میں اس کی محبت بھی باقی رہی، لیکن جب یہ اس کے جسم سے نکل گئی، تو تم نے اسے پہچاننے سے ہی انکار کردیا۔ مرید یہ سن کر انتہائی شرمندہ ہوا اور آئندہ کے لئے صدقِ دل سے توبہ کر لی۔ (عامہ کتب)

مروی ہے کہ

ایک مرتبہ ایک شخص، کسی نیک و پارساہ شادی شدہ عورت پر فریفتہ ہوگیا۔ ہمت مجتمع کر کے خط کے ذریعے اپنے جذبات کا اظہار کرنے کے ساتھ ساتھ ملاقات کا متمنی ہوا۔ عورت نے وہ خط اپنے شوہر کو دے دیا۔ اس کا شوہر بہت سمجھدار اور ایک مسجد میں امام تھا۔ اس نے اپنی زوجہ کی طرف سے اس عاشقِ نامراد کو پیغام بھجوایا کہ اگر ملاقات کرنی ہے، تو پہلے چالیس دن تک باجماعت نماز اس طرح ادا کرو کہ دورانِ نماز اللہ کے سوا کسی کا خیال نہ آئے، اس کے بعد دیکھا جائے گا۔ وہ عاشق بظاہر اس آسان سی شرط کو دیکھ کر بہت خوش ہوا اور اس نے فوراً خشوع وخضوع کے ساتھ نمازیں شروع کردیں۔ جیسے جیسے دن گزرتے گئے، اس پر نماز کی برکات آشکارا ہوتی گئیں، حتیٰ کہ جب چالیس دن گزر گئے، تو اس نے خود یہ پیغام بھجوایا کہ

پہلے میں حرام کاری کے خواب دیکھا کرتا تھا، لیکن نماز کی برکت سے اب میرے دل کی دنیا بدل چکی ہے اور اب تیرے بجائے اللہ تعالیٰ کی محبت غالب آ گئی ہے۔ میں اپنے گناہوں کے ارادے سے توبہ کرتا ہوں اور تجھ سے بھی معافی کا طلبگار ہوں۔

جب اس نیک عورت نے شوہر کو یہ پیغام سنایا، تو وہ بہت خوش ہوا اور اس کی زبان سے بے ساختہ نکلا، اللہ تعالیٰ نے بالکل سچ فرمایا، اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ ط۔ بے شک نماز بے حیائی اور بری باتوں سے روکتی ہے۔

(العنکبوت ۴۵ پ ۲۱)

یونہی شادی شدہ خواتین وحضرات کی خدمت میں بھی کچھ خصوصی عرض کی سعادت حاصل کروں گا۔

ایسے شادی شدہ خواتین وحضرات کی خدمت میں کہ جوشادی شدہ ہونے کے باوجود اس مصیبت میں گرفتار ہیں اوراپنے رفیقِ حیات کی باطنی کیفیات(inside condition) سے بے پرواہ ہوکرصرف اورصرف اپنے نفس کی خواہشات کی تکمیل کومقصد زندگی سمجھ بیٹھے ہیں، خصوصی گزارش ہے کہ اپنے آپ کوسنبھالنے کی بھرپورکوشش کیجئے،ورنہ دنیاوآخرت میں شدید ذلت ورسوائی، آپ کا بھی مقدر بن سکتی ہے۔ایسے خواتین وحضرات کودرجِ ذیل نکات پرتھوڑا ساغورکرنا چاہیئے۔

۞ یقیناًاس واہیات چکر میں پھنس کر اپنے شریکِ حیات کے حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی کا شکار ہونا،ایک لازمی امر ہے،جس کے بارے میں بروزِ قیامت سخت باز پرس کی جائے گی، کیونکہ حدیثِ پاک میں ہے کہ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ ﷺ نے ارشادفرمایا،تم میں سے ہرایک نگران ہےاور ہرایک سے اس کے ماتحت کے بارے میں سوال کیاجائے گا۔بادشاہ نگران ہےاور ہرآدمی اپنے گھروالوں کانگران ہےاورعورت اپنے خاوند کے گھراوراولاد کی نگران ہے، پس ہرایک نگران ہے، ہرایک سےاس کے ماتحت افراد کے بارے میں سوال کیاجائے گا۔ (بخاری)

اورایک روایت میں ہے کہ

ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ جنگل کی طرف تشریف لے گئے۔وہاں آپ نے دو مسواکیں توڑیں،ایک سیدھی تھی اوردوسری ٹیڑھی۔ جوصحابی اس وقت ساتھ تھے،آپ نے

سیدھی مسواک انہیں عطا کر دی اور ٹیڑھی خود رکھ لی۔ صحابی نے عرض کی، یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم)! اچھی مسواک آپ رکھ لیں۔ ارشاد فرمایا، جو شخص کسی کے ساتھ ایک گھڑی کے لئے بھی صحبت و مجلس کرتا ہے، قیامت کے دن اس صحبت کے حق میں اس سے باز پرس ہو گی کہ اس کا حق ادا کیا یا ضائع کیا؟.... (کیمیائے سعادت)

مذکورہ دونوں احادیث کا خلاصہ یہ ہے کہ دنیا میں جو جو لوگ کسی انسان کے حکم کے تابع یا صحبت میں رہنے والے ہیں، بروزِ قیامت ان کے حقوق کے بارے میں اس سے سوال کیا جائے گا کہ ادا کیا یا ضائع کر دیا؟.... چنانچہ شوہر سے بیوی بچوں، استاد سے شاگردوں، مالک سے نوکروں اور ملکی عہدے داروں سے عوام الناس کے بارے میں پوچھ گچھ کی جائے گی۔

اور آپ جانتے ہی ہیں کہ حقوق العباد (یعنی بندوں کے حقوق) کا فیصلہ اللہ تعالیٰ براہِ راست نہ فرمائے گا بلکہ جس کے حق میں کوتاہی کی اسے راضی کرنا ضروری ہو گا، اگر راضی کرنے میں کامیاب ہو گئے تو ٹھیک اور اگر ناکام رہے، تو جہنم کا سخت اور ناقابلِ برداشت عذاب بھگتنے کے لئے تیار رہنا چاہیئے۔ اس سلسلے میں چند احادیثِ مبارکہ خوفِ خدا کے ساتھ ملاحظہ فرمایئے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ

ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا، کیا تم جانتے ہو کہ مفلس کون ہے؟.... ہم نے عرض کی، جس کے پاس درہم و دینار اور سامانِ زندگی نہ ہو۔ فرمایا، میری امت کا مفلس وہ ہے، جو قیامت کے دن نماز، روزہ اور زکوۃ لے کر آئے گا، مگر اس نے کسی کو گالی دی ہو گی، کسی کو تہمت لگائی ہو گی، کسی کا مال کھایا ہو گا، کسی کا خون بہایا ہو گا اور کسی کو مارا ہو گا (یعنی لوگوں کے حقوق تلف کئے ہوں گے اور انھیں اذیتیں پہنچائی ہوں گی۔) اس کی وجہ سے اس

کی نیکیاں (کچھ) کسی کو دے دی جائیں گی اور کچھ کسی کو۔ اس نے لوگوں کے حقوق جس قدر چھینے ہوں گے، اگر ان کا عوض ادا کرنے سے پہلے اس کی نیکیاں ختم ہو جائیں گی، تو ان لوگوں کی برائیاں لے کر اس پر ڈالی جائیں گی اور پھر اسے جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔

(مسند امام احمد بن حنبل)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، سرزمین عرب میں بت پرستی کے سلسلے میں شیطان مایوس ہو چکا ہے، البتہ وہ تم سے اس بات میں خوش ہے کہ معمولی جرائم کرو اور وہی ہلاک کرنے والے ہیں۔ پس جس قدر ہو سکے ظلم سے بچو، کیونکہ بروزِ قیامت ایک آدمی پہاڑوں کے برابر نیکیاں لے کر آئے گا جنھیں وہ اپنے نامہ اعمال میں دیکھے گا، پھر ایک آدمی آ کر کہے گا، یارب! اس نے مجھ پر ظلم کیا تھا۔ حکم ہو گا، اس کی نیکیاں اسی مقدار میں لے لو۔ اسی طرح لوگ اس کی نیکیاں لے جاتے رہیں گے، حتی کہ اس کی نیکیوں میں سے کوئی بھی شے باقی نہ رہے گی۔ اس کی مثال اس طرح ہے کہ کچھ مسافر جنگل میں پڑاؤ کریں، ان کے پاس ایندھن نہ ہو، پھر وہ ایندھن اکٹھا کر کے خوب آگ جلائیں اور سب ایندھن فنا کر دیں، یعنی دوسروں پر ظلم کرنے والا گناہوں کے ذریعے اس نیکیوں کو فنا کر دیتا ہے۔ (کنز العمال)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ

میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ اللہ تعالیٰ بروزِ قیامت لوگوں کو برہنہ، غبار آلود اور اس حال میں اٹھائے گا کہ ان کے پاس کوئی بھی چیز نہ ہو گی۔ پھر اللہ تعالیٰ ان سے ایسی آواز کے ساتھ کلام فرمائے گا کہ جسے دور والا بھی اسی طرح سنے گا، جیسے نزدیک والا۔ (وہ فرمائے گا) میں بدلہ لینے والا بادشاہ ہوں، اہل جنت میں سے کسی ایسے شخص کو جنت

میں داخلے کی اجازت نہیں کہ جس نے اہلِ نار میں سے کسی پر تھوڑا سا بھی ظلم کیا ہو حتی کہ میں اس کا بدلہ لے لوں۔ اور اہلِ نار میں سے کسی ایسے شخص کو نار میں دخول کی اجازت نہیں کہ جس نے اہلِ جنت میں سے کسی پر تھوڑا سا بھی ظلم کیا ہو، جب تک کہ میں اس کا بدلہ نہ لے لوں، چاہے ایک تھپڑ ہی کیوں نہ ہو۔ (بخاری)

اب یہ غور طلب بات ہے کہ دنیا میں انسان، جس شخصیت کی ذات کے لئے مسلسل روحانی اذیت کا باعث بنتا رہا، اس کے جذبات و احساسات کی پرواہ کئے بغیر صرف اپنے جذبات کی تسکین کا سامان کرنا کافی سمجھا اور اس کی ناراضگی کو بالکل معمولی تصور کیا، تو کیا ایسی شخصیت کو بروزِ قیامت خود سے راضی کرنا ممکن ہوگا؟......

اگر جواب نفی میں ہے، تو کیا ایسی صورت میں قیامت کی سخت گرفت سے بچنے کے لئے اپنی تھوڑی سی خواہش کی قربانی کے ذریعے، اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی رہنے کی سعادت حاصل کرنا دانش مندی نہیں؟........

✿ یقیناً ایک طویل عرصے تک ساتھ رہنے کی بناء پر دونوں فریق ایک دوسرے کی عادات و اطوار سے اچھی طرح واقف ہو چکے ہوتے ہیں، چنانچہ جب ان میں سے کوئی ایک عدمِ التفات کا مظاہرہ کرتا ہے، تو دوسرا فریق فوراً اسے محسوس کر لیتا ہے اور سابقہ توجہ کا طلب ہوتا ہے، لیکن چونکہ خائن فریق، کسی اور ہی مشغلے میں مشغول ہو چکا ہوتا ہے، لھذا اس توجہ طلبی کا مثبت انداز سے جواب دینے سے قاصر رہتا ہے، جس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ دونوں میں ایک کشمکش پیدا ہو جاتی ہے، جس کا سب سے زیادہ منفی اثر ان کی اولاد پر پڑتا ہے، یہ بے چارے ایک فریق کی محبت سے تو غیر ضروری افعال میں مشغولیت کی بناء پر محروم ہو جاتے ہیں، جب کہ دوسرا فریق شدید ٹینشن میں مبتلاء ہونے کی وجہ سے انھیں اپنی شفقت سے دور کر دیتا ہے، اس عدم توجہی کے باعث ان بچوں میں احساسِ کمتری کا مادہ پیدا ہو جاتا ہے،

وہ ہر وقت سہمے سہمے رہنا شروع کر دیتے ہیں، ایک نامعلوم خوف ان پر مسلط ہو جاتا ہے، وہ تنہائی پسند ہو جاتے ہیں اور پھر ان سب امور کی وجہ سے ان کی ذہنی وجسمانی صلاحیتوں میں اضافہ رک جاتا ہے۔

ایسے حضرات کو اس پہلو پر بھی غور کرنا چاہیئے کہ بعض اوقات انسان کو اس کے گناہوں کی سزا دنیا میں ہی حاصل ہو جاتی ہے، اس کی ایک صورت یہ بھی ہوتی ہے اس شخص نے جس طریقے سے کسی کو اذیت ونقصان پہنچایا ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ اپنے عدل و انصاف سے اس کی اولاد کو اسی کرب وتکلیف میں مبتلاء فرما کر سامانِ رنج وغم پیدا فرما دیتا ہے، جسے صاحبِ بصیرت فوراً سمجھ بھی جاتے ہیں کہ یہ سب کچھ ہمارے شامتِ اعمال کا ہی نتیجہ ہے۔ چنانچہ بسا اوقات دیکھا گیا ہے کہ اگر کسی نے اپنے اہلِ خانہ کو تکلیف پہنچائی، تو اس شخص کو اپنی اولاد کو اسی رنج میں گرفتار دیکھنا پڑا۔

اس پوری تمہید کو پیش نظر رکھ کر اس گناہ میں مبتلاء ہر مرد وعورت کو خود سے سوال کرنا چاہیئے کہ جو کچھ آج میں اپنے دوسرے ساتھی کے ساتھ کر رہا ہوں، کل اگر یہی سب کچھ میری اپنی اولاد کے ساتھ کیا جائے، تو کیا میں اسے پسند کروں گا؟....

یقیناً اس کا جواب نفی میں ہی ہوگا۔ اس منفی جواب کے ساتھ ہی محاسبانہ سوچ غالب ہونی چاہیئے کہ جب اپنی اولاد کے لئے یہ سب کچھ ناپسند ہے، تو شریکِ حیات کے بارے میں کیا خیال ہے؟....کیا وہ کسی کی اولاد نہیں؟....

اس سلسلے میں اسلامی تعلیمات ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت معاذ ابن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ ﷺ افضل ایمان (یعنی ایمان کی اعلیٰ ترین خصلت وعادت) کے بارے میں سوال کیا گیا، تو ارشاد فرمایا، وہ یہ ہے کہ تو اللہ عزوجل کی رضا کی خاطر محبت اور اسی کی رضا کی

خاطر بغض رکھے۔ عرض کی گئی، یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم)! اور کیا؟.... فرمایا، اور یہ کہ تو لوگوں کے لئے وہی پسند کرے، جو اپنے لئے پسند کرتا ہے اور ان کے لئے وہی ناپسند کرے جو خود اپنے لئے ناپسند کرتا ہے۔ (مسند امام احمد بن حنبل)

مروی ہے کہ

ایک نوجوان، رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کی، یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم)! مجھے زناء کی اجازت دیجئے۔ یہ سنتے ہی تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنھم جلال میں آ گئے اور اسے مارنا چاہا۔ رسول اللہ ﷺ نے مارنے سے منع فرمایا اور نوجوان کو اپنے پاس بلا کر بٹھایا، پھر نہایت نرمی اور شفقت کے ساتھ سوال کیا، اے نوجوان! کیا تجھے پسند ہے کہ کوئی تیری ماں سے ایسا فعل کرے؟.... اس نے عرض کی، میں اسے کیسے پسند کرسکتا ہوں؟ آپ نے ارشاد فرمایا، تو پھر دوسرے لوگ تیری طرف سے اس فعل کو کیسے پسند کرسکتے ہیں؟.... پھر دریافت فرمایا، تیری بیٹی سے اگر اس طرح کیا جائے، تو تو اسے پسند کرے گا؟.... عرض کی نہیں۔ فرمایا، اگر تیری بہن سے کوئی ایسی ناشائستہ حرکت کرے تو؟.... اور اگر تیری خالہ سے کرے تو؟.... اسی طرح آپ نے ایک ایک رشتے کے بارے میں سوال فرماتے گئے اور وہ ہر بار یہی کہتا رہا کہ مجھے پسند نہیں اور لوگ بھی رضامند نہیں۔ تب رسول اللہ ﷺ نے اس کے سینے پر ہاتھ رکھ کر اللہ تعالٰی کی بارگاہ میں عرض کی، یاالٰہی عزوجل! اس کے دل کو پاک کردے، اس کی شرمگاہ کو بچالے اور اس کا گناہ بخش دے۔ اس کے بعد وہ نوجوان تمام عمر زناء سے بےزار رہا۔ (عامہ کتب)

- ایسے خواتین و حضرات جو شادی شدہ فریق ثانی کے قرب کے متمنی ہوں، بالخصوص خود کو قابو میں رکھنے کی کوشش کریں۔ کیونکہ جب کسی شادی شدہ مرد یا

عورت کو اپنی جانب مائل کرنے کی کوشش کی جائے، تو یقیناً ایک ہنستے بستے گھر کو اجاڑنے کی مذموم حرکت کا ارتکاب ضرور ہوگا۔ اگر عورت کو مائل کیا، تو اس کا شوہر اور مرد کو راغب کیا، تو اس کی زوجہ جس کرب واذیت کا شکار ہوگی، اس کا اندازہ اسی وقت ہوسکتا ہے کہ جب خود کو اس شوہر یا زوجہ کے قائم مقام رکھ کر غور کیا جائے۔ مثلاً اگر کسی کی زوجہ کی جانب دل مائل ہو، تو غور کرنا چاہیئے کہ اگر کوئی اجنبی یہی معاملہ میری زوجہ کے ساتھ کرتا، تو کیا میں اس عمل کو محبوب رکھتا؟.... یونہی عورت غور کرے کہ اگر اس کا شوہر کسی اور عورت کی جانب راغب ہو جائے، تو اس کی قلبی کیفیات کیا ہوں گی۔

راقم الحروف کے مشاہدے میں بہت سے ایسے واقعات آئے کہ جس میں خاتون نے کسی کے شوہر کو اپنی جانب مائل کر کے شادی تو کر لی، لیکن بعد میں جب شوہر کا دل بھر گیا اور سابقہ زوجہ کی جانب میلان بڑھا، تو خود ان کی زندگی عذاب بن گئی۔

پھر فریق ثانی کی اذیت کے ساتھ ساتھ، بچوں کی زندگی کس قدر کرب کا شکار ہو جاتی ہے، غور وتفکر اور کثرت مشاہدہ سے اس امر پر اطلاع قطعاً مشکل نہیں۔

درج ذیل حدیثِ کریمہ کو غور سے ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا، **مَنْ خَبَّبَ امْرَأَةً عَلٰی زَوْجِهَا فَلَيْسَ مِنَّا** ۔یعنی جو شخص کسی عورت کو اس کے خاوند کے خلاف بھڑکائے وہ ہم میں سے نہیں۔ (المعجم الصغیر للطبرانی)

مروی ہے کہ

بنی اسرائیل میں ایک نیک آدمی، کپڑا بننے کا کام کیا کرتا تھا۔ اس کی بیوی بنی

اسرائیل کی تمام عورتوں سے زیادہ حسین وجمیل تھی۔ جب اس کے حسن کی شہرت اس وقت کے ایک بادشاہ تک پہنچی، تو اس نے ایک بڑھیا کو اس کام کے لئے تیار کیا کہ وہ اس عورت کے پاس جائے اور اسے اس کے خاوند کے خلاف کر دے۔ بڑھیا حسبِ ہدایت اس کے پاس پہنچی اور بولی، اے عورت! میں بادشاہ کی جانب سے آئی ہوں۔ اس نے پیغام بھیجا ہے کہ تو اتنی خوبصورت ہونے کے باوجود ایک کپڑے بننے والے کے پاس کیوں پڑی ہے؟... اگر تو ہمارے پاس ہوتی، ہم تجھے سونے سے لاد دیتے، تجھے ریشم پہناتے اور بے شمار نوکر چاکر تیری خدمت کے لئے مقرر کرتے۔

ان باتوں نے عورت کے دل پر گہرا اثر کیا اور وہ اپنے شوہر سے بدظن ہو گئی۔ نتیجتاً شوہر کی خدمت کرنا بالکل چھوڑ دی اور رویہ تبدیل کر لیا۔ جب شوہر اس سے وجہ دریافت کرتا، تو بداخلاقی سے جواب دیتی۔ آخرکار اس نیک شخص نے انتہائی دل برداشتہ ہو کر اسے طلاق دے دی۔

عورت نے چھٹکارہ پاتے ہی بادشاہ سے شادی رچالی۔ جب بادشاہ حجلہ عروسی میں گیا اور پردے چھوڑ دیے، تو اللہ کے حکم سے بادشاہ اور عورت دونوں اندھے ہو گئے۔ بادشاہ نے چاہا کہ اسے چھو کر دیکھ لے، لیکن یہ سوچتے ہی اس کا ہاتھ خشک ہو گیا۔ عورت نے ہاتھ بڑھا کر اسے چھونا چاہا، تو اس کا ہاتھ بھی سوکھ گیا۔ پھر ان دونوں کو گونگا، بہرا کر دیا گیا اور ان کی شہوت مٹا دی گئی۔ جب صبح پردے ہٹائے گئے، تو یہ دونوں اندھے، بہرے اور گونگے پائے گئے۔ ان کا یہ معاملہ اس زمانے کے نبی علیہ السلام کے سامنے پیش کیا گیا۔ انھوں نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کی۔ جواب ملا، میں ان کو کبھی معاف نہ کروں گا، کیا یہ دونوں یہ سمجھتے ہیں کہ جو کچھ انھوں نے کپڑا بننے والے کے ساتھ کیا ہے، میں اسے دیکھ نہیں رہا تھا؟...

(ذم الھویٰ)

اللہ تعالیٰ کی رحمت سے قوی امید ہے کہ اس ''میٹھے زہر'' کی لذت میں محو، جس جس مسلمان مرد وعورت کا دل ابھی تک زندہ ہے، وہ مذکورہ تفاصیل سے ضرور ضرور درسِ عبرت حاصل کرے گا اور حصولِ نصیحت کی برکت سے اس کے عمل میں نمایاں تبدیلی واقع ہوگی۔ لیکن یہ بھی عین ممکن ہے کہ یہ کیفیت وقتی ہو اور کچھ ہی عرصے بعد یہ تمام باتیں ذہن سے فراموش ہو جائیں، جس کے باعث نفس دوبارہ گندگی کی طرف مائل کرنے کے لئے زور لگانا شروع کردے۔

اس مشکل کا حل فقط یہ ہے کہ انسان خوب ہمت کر کے استقامت کے ساتھ اپنے نفس سے جہاد کرتا رہے اور اس جہاد میں آسانی وسہولت کے لئے ضروری ہے کہ اس کتاب کا بار بار مطالعہ کرے، اپنی صحبت اچھی رکھے اور بری صحبت سے فوراً جان چھڑا لے۔ آگے اللہ تعالیٰ کی رحمت بہت وسیع ہے، وہ کسی کی محنت کو رائیگاں نہیں جانے دیتا۔ اس ضمن میں ایک ایمان افروز واقعہ رقتِ قلبی کے ساتھ پڑھنے کی سعادت حاصل کیجئے۔

مروی ہے کہ

حضرت ابو حفص حداد رضی اللہ عنہ ابتداء میں ایک لونڈی پر عاشق ہو کر اپنا صبر و قرار کھو بیٹھے۔ کسی نے آپ کو بتایا کہ فلاں علاقے میں ایک یہودی رہتا ہے، وہ بہترین جادو جانتا ہے۔ اس سے عمل کرواؤ، وہ یقیناً تم کو تمھاری محبوبہ سے ملا دے گا۔

آپ فوراً اس یہودی کے پاس پہنچے اور اپنا تمام حال بیان کیا۔ یہودی نے کہا، تمھارا کام ہو جائے گا، لیکن شرط یہ ہے کہ تم چالیس دن تک کسی بھی قسم کا نیک عمل نہیں کرو گے، پہلے اس پر عمل کرو، پھر میرے پاس آنا۔

آپ نے اس شرط کو قبول کر لیا اور نیکیوں سے یکسر کنارہ کشی اختیار کر لی۔ چالیس

دن حسبِ شرط گزارنے کے بعد اس کے پاس پہنچے۔ یہودی نے جادو شروع کیا، لیکن اس کا کوئی اثر مرتب نہ ہوا۔ کئی مرتبہ کوشش کرنے کے بعد اس نے کہا، ہو نہ ہو، تم نے ان چالیس دنوں میں کوئی نہ کوئی نیکی ضرور کی ہے، ورنہ میرا جادو کبھی ناکام نہ جاتا۔ آپ نے فرمایا، ویسے تو مجھے کوئی قابلِ ذکر چیز یاد نہیں، ہاں ایک دن راستے میں پڑے ہوئے پتھر کو اس خیال سے ایک طرف کر دیا تھا کہ کوئی مسلمان بھائی اس سے ٹکرا کر زخمی نہ ہو جائے۔ یہ سن کر جادوگر نے کہا، کس قدر افسوس کی بات ہے کہ تم اس پروردگار کی عبادت کو چھوڑ بیٹھے ہو کہ جس نے تمہارے ایک معمولی سے عمل کو وہ شرفِ قبولیت بخشا کہ میرا جادو مکمل طور پر ناکام ہوگیا؟... اس بات سے آپ کے دل میں ایک آگ سی لگ گئی، فوراً توبہ کی اور اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول ہو کر کچھ ہی عرصہ میں درجۂ ولایت پر فائز ہو گئے۔ (تذکرۃ الاولیاء)

ذہنی پاکیزگی، اچھی صحبت اختیار کرنے، بری صحبت سے بچنے اور صاف ستھری خصوصاً دینی تحریریں پڑھنے سے حاصل کی جا سکتی ہے۔

ہوسکتا ہے کہ جہادِ طویل کے باوجود محبوب کی یاد مکمل طور پر دل سے محو نہ ہو اور طبیعت بار بار اس کو دیکھنے یا اس سے ملاقات کی جانب مجبور کرے۔ یقیناً اس قسم کی کیفیات کے وارد ہونے پر انسان کو قابلِ گرفت نہیں ٹھہرایا جا سکتا، کیونکہ ان پر بالکل توجہ نہ کرنا اس کے بس سے باہر ہے، ہاں ایسی صورت میں اس پر ایسے اعمال کا اختیار کرنا لازم ہے کہ جن کے باعث طبیعت کا تقاضا بدل جائے۔

انہی اعمال میں سے ایک عمل یہ ہے کہ ایسا شخص ممکن ہونے کی صورت میں کچھ عرصے کے لئے، اس شخصیت سے بہت دور چلا جائے اور کسی دوسرے مقام پر جا کر خود کو اچھے اعمال میں مصروف و مشغول کر دے، خصوصاً نیکی کا حکم کرنے اور برائی سے روکنے میں۔ جب اسے دوری اور ذہن کو کسی اچھے کام میں مشغولیت کی دولت حاصل ہو گی، تو ان

شاء اللہ تعالیٰ کچھ ہی عرصے میں خود دیکھے گا کہ جس کام کو اس نے بہت زیادہ دشوار گزار تصور کیا تھا، اللہ تعالیٰ کی رحمت سے بے حد آسان ہو گیا ہے۔ قلبی وابستگی والے مقام سے دوری کے علاج ہونے کی بہترین دلیل حدیثِ مبارکہ میں بیان کردہ یہ واقعہ ہے۔ چنانچہ مروی ہے کہ

رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا، تم سے پہلے لوگوں میں ایک آدمی تھا، جس نے ننانوے قتل کئے۔ پھر اسے توبہ کا خیال آیا۔ چنانچہ ایک عابد کے پاس پہنچا اور اس سے پوچھا کہ کیا میری توبہ ہو سکتی ہے؟.... اس نے کہا نہیں۔ اس آدمی نے اسے بھی قتل کر دیا۔ پھر ایک عالم سے دریافت کیا کہ میں نے سو قتل کئے ہیں، کیا میری توبہ کی کوئی صورت ہے؟.... اس نے کہا، ہاں، تیرے اور توبہ کے درمیان کون حائل ہو سکتا ہے؟.... لیکن اس کے لئے فلاں علاقے میں چلا جا، وہاں کچھ لوگ اللہ تعالیٰ کی عبادت کر رہے ہوں گے، تو بھی ان کے ساتھ مل کر اللہ عزوجل کی عبادت کر اور اپنے علاقے کی طرف مت آنا، یہ بروں کا علاقہ ہے (چنانچہ اگر تو یہیں رہا تو پھر گناہوں میں مشغول ہو جائے گا۔)۔'' یہ سن کر وہ توبہ کے ارادے سے مذکورہ علاقے کی طرف چلا۔ ابھی نصف راستہ ہی چلا تھا کہ ملک الموت علیہ السلام تشریف لے آئے اور اس کی روح قبض کر لی۔

اب (مشیت الٰہی کے تحت) رحمت اور عذاب کے فرشتوں کے درمیان جھگڑا ہو گیا۔ رحمت کے فرشتوں کا کہنا تھا کہ یہ شخص توبہ کے ارادے سے اس طرف آیا ہے، لھذا اسے ہم لے جائیں گے۔ جب کہ عذاب کے فرشتوں کا کہنا تھا کہ اس نے کبھی نیکی کا کام نہیں کیا، اس لئے ہمارے ساتھ جائے گا۔ (ابھی یہ جھگڑا جاری تھا کہ اللہ عزوجل کے حکم سے) ایک فرشتہ انسانی شکل میں آیا۔ انھوں نے اسے اپنے درمیان فیصلہ کرنے کے لئے کہا۔ اس فرشتے نے کہا کہ تم دونوں طرف کا فاصلہ ناپو، یہ جس علاقے سے قریب ہو گا، اس طرف کے فرشتے اسے

اپنے ساتھ لے جائیں گے۔ جب فاصلہ ناپا گیا، تو وہ اس علاقے سے زیادہ قریب تھا کہ جس کا اس نے ارادہ کیا تھا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ وہ نیک لوگوں سے ایک بالشت قریب تھا، لھذا اسے انہی میں سے کر دیا گیا۔ (بخاری و مسلم)

اس مرض میں مبتلاء خواتین کو بھی چاہیئے کہ علاج کی غرض سے کسی دور دراز علاقے میں رہنے والے رشتہ دار کے ہاں کچھ عرصہ گزاریں۔ لیکن کوشش یہی ہونی چاہیئے کہ کوئی لمحہ، کسی فضول کام میں ضائع نہ ہو، بلکہ وہاں خوب نیک اعمال کا ارتکاب کرنے کی کوشش کریں، اچھی صحبت اختیار کریں اور بہت بہتر ہے کہ اپنے ساتھ اصلاحی موضوعات پر مشتمل کتابیں بھی ضرور لے جائیں اور وقتاً فوقتاً ان کا مطالعہ کرتی رہیں۔ اگر ممکن ہو، تو روزانہ کچھ وقت کے لئے محلے کی خواتین کو جمع کر کے، کسی اچھی دینی کتاب سے درس شروع کر دیں۔

اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے ہر مسلمان بھائی اور بہن کو اس مرض سے دور رکھے اور مبتلاء خواتین و حضرات کو جلد از جلد نجات کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین

☆/☆/☆/☆/☆